

www.KitaboSunnat.com

مسدس

# شاہراہ دعوت

صلاح الدین مقبول احمد

مصلح نوشہروی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
قُلْ أَطِيعُوا اللّٰهَ  
وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی اربنہ  
معدت البریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

## معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

### تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے  
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی  
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے  
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

✉ [KitaboSunnat@gmail.com](mailto:KitaboSunnat@gmail.com)

🌐 [www.KitaboSunnat.com](http://www.KitaboSunnat.com)

www.KitaboSunnat.com

مسدس

شاہراہ دعوت

مسدّس

شاہراہِ دعوت



# مسدس شاہراہِ دعوت

صلاح الدین مقبول احمد  
مصلح نوشہروی

الکتاب انٹرنیشنل  
جامعہ نگر، نئی دہلی ۱۱۰۰۳۵  
Ph 26986973.26985534

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب

مسدس شاہراہ دعوت

نام مصنف

صلاح الدین مقبول احمد مصالِح

۱۵۵

جون ۲۰۱۱ء

صفحات:

اشاعت اول:

ناشر

الکتاب انٹرنیشنل

نئی دہلی

## انتساب

برصغیر کے مشہور مورخ، نامور صحافی، اور عظیم سوانح نگار

”علامہ محمد اسحاق بھٹی“ - حفظہ اللہ۔

کے

نام

یہ ”مسدس“ انکی کتاب ”دبستان حدیث“ میں، میرے ”ترک شاعری“ پر ”تبصرہ“ کی ”رہین منت“ ہے۔

کویت میں ان سے شرفِ ملاقات حاصل کرنے کے بعد، ان سے متاثر ہو کر:

﴿﴾

حافظ ان کا زبردست، وہ فوق الادراک ان کی ”تاریخ نویسی“ کا یہی راز ملا  
انکی مجلس کی لطافت کا عجب حال رہا جو بھی حاضر ہوا، وہ گوش پہ آواز ملا  
ذکر ”اسلاف“ سے معمور، ادھر ”زندہ بولی“ انکی صحبت سے ہمیں سوزِ ملاء ساز ملا  
رنگ گلشن ہوا آمد سے یہ صحرائے خلیج اپنے احباب کو بھی جوشِ رنگ و تاز ملا  
قابلِ رنگ ہے یہ سادگی و بے نفسی انکے اخلاقِ کریمہ سے یہ انداز ملا

کچھ تو اسباب ہیں ”کویت“ میں جو توجیر ہوئی

اور ”خدمات“ پہ بھی ”تمغہ“ و اعزاز ملا



آنکھ کردہ ست "طرز نو" ایجاد مراد "تاریخ وسیر" آں آزاد  
مانہ دیدیم کے ہمسرا او شد بہ او "یاد رفتگان" آباد  
چوں ایں گوئیم: چناں دیگرے نیست  
"چشم ما روشن و دل ما شاد"

صلاح الدین مقبول احمد

مہتمم نوشہروی

الجبراء۔ الکویت

۲۰۱۱/۱/۲۳ھ / ۱۴۳۲/۱/۲۰ھ

## فہرستِ مضامین

- ☆ انتساب
- ۳
- ☆ پیش لفظ: صلاح الدین مقبول احمد
- ۱۱
- ☆ حرفے چند: علامہ محمد اسحاق بھٹی
- ۳۰
- ☆ مسدس شاہراہ دعوت: علامہ ابن احمد نقوی
- ۳۳
- ☆ تقریظ: مولانا عبدالعلیم ماہر
- ۴۰
- ”مسدس شاہراہ دعوت“
- ☆ تمہید
- ۴۹
- حمد و ثنا
- ۴۹
- صلاۃ و سلام
- ۴۹
- صحابہ کرام کی مسامی جیلہ
- ۵۰
- سلف صالحین اور انکا مسلک
- ۵۰
- ”مسدس“ کی وجہ تالیف
- ۵۱
- دعا اور شکر یہ
- ۵۱
- ☆ ایمانیات
- ۵۳
- ایمان ایک فطری تقاضا
- ۵۵
- دلائل وجود باری تعالیٰ
- ۵۷
- منکرین وجود باری تعالیٰ
- ۶۰

۶۲	ملاحظہ کی نظر میں خالق کائنات
۶۲	۱- اتفاقی حادثہ
۶۳	۲- طبعی مناظر
۶۳	۳- ڈارون کا نظریہ ارتقاء
۶۵	اہل اسلام کے مسکت دلائل و براہین
۶۵	امام جعفر صادق رحمہ اللہ
۶۵	امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ
۶۶	امام مالک رحمہ اللہ
۶۶	امام شافعی رحمہ اللہ
۶۷	امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ
۶۷	ابولواس
۶۸	ایک اعرابی
۶۸	قرآن کریم
۶۹	خلاصہ کلام
۷۰	صفات باری تعالیٰ
۷۳	ارکان ایمان
۷۲	ارکان اسلام
۷۲	ایمان کی تعریف
۷۳	احسان کی تعریف
۷۳	توحید کے اقسام
۷۳	شرعی توہم اور وسیلہ

۷۵

انبیاء و رسل

۷۷

زمانہ جاہلیت

۷۷

بعثت نبوی

۷۸

سیرۃ النبی ﷺ

۷۹

اسم و نسب

۷۹

دعوت توحید

۷۹

غلبہ حق اور زوال ظلم و باطل

۸۰

معجزات

۸۰

ہجرت مبارکہ

۸۱

غلو آرائی

۸۱

فضائل و شمائل

۸۲

خصوصیات و امتیازات

۸۳

غیر مسلموں کی شہادت

۸۴

نبی ﷺ کی نبوت کے انکار سے دیگر انبیاء کا انکار لازم

۸۵

اسباب ختم رسالت

۸۵

نبی ﷺ پر ختم نبوت کے اسباب

۸۶

نبی کریم ﷺ کے خلاف بہتان تراشی

۸۷

امت کی ذمہ داری

۸۷

☆ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

۸۹

فضائل و محاسن

۹۱

خلافت راشدہ

۹۵

- ۹۶ دیگر اسلامی حکومتیں
- ۹۷ ☆ آئین اسلام
- ۹۹ ۱- قرآن کریم
- ۹۹ قرآن کریم: کلام الہی
- ۱۰۱ ۲- حدیث نبوی
- ۱۰۱ بحیث حدیث
- ۱۰۳ ☆ محاسن اسلام
- ۱۰۵ مکمل فطری نظام
- ۱۰۵ آفاقیت
- ۱۰۵ جامعیت و وضاحت
- ۱۰۶ ضروریات خمسہ کی حفاظت اور شرعی حدود
- ۱۰۶ طاغوتی و طبقاتی نظام کا خاتمہ
- ۱۰۷ غیر مسلموں کے ساتھ رواداری اور ذمہوں کے حقوق
- ۱۰۷ جنگی آداب
- ۱۰۷ شریعت کی پابندی
- ۱۰۸ حقوق نسواں
- ۱۰۸ اخوت و مساوات
- ۱۰۸ عدل و انصاف اور عظمتِ رفتہ کی واپسی کا ضامن
- ۱۰۹ ☆ اسلام پر مخالفین کے اعتراضات اور ان کے جوابات
- ۱۱۱ اسلام کی اشاعت بذریعہ شمشیر: ایک افسانہ
- ۱۱۳ شرعی حدود و تعزیرات اور ان کی برکات

- ۱۱۵ اسلام کا عائلی نظام
- ۱۱۶ تعذ و زوجات: انبیاء کرام کی سنت
- ۱۱۷ اسلام میں تعذ و زوجات کے شروط اور فوائد
- ۱۱۸ معتزضین کی بدعتی اور دہرا معیار
- ۱۱۹ طلاق و خلع مقتضائے فطرت
- ۱۱۹ قوامیت اور مرد کی عورت پر فوقیت
- ۱۲۰ مرد و عورت کے درمیان مساوات کا شاخسانہ
- ۱۲۰ اور عورت کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ
- ۱۲۱ شریعت کا عادلانہ برتاؤ
- ۱۲۱ وضعی نظام کا ظالمانہ برتاؤ
- ۱۲۲ آزادی نسواں اور اسکے برگ و بار: بے حیائی و بے راہ روی
- ۱۲۳ اقوام متحدہ اور وہائٹ ہاؤس وغیرہ میں ملازموں کا جنسی استحصال
- ۱۲۴ آوارگی: صہیونیت کے لئے آلہ کار اور اس کا مقابلہ
- ۱۲۴ آوارگی کی خطرناکی
- ۱۲۴ آوارگی کے مہلک نتائج
- ۱۲۵ خاتون اسلام
- ۱۲۷ ☆ متحدہ بین کرام کی مساعی جمیلہ
- ۱۲۹ طلب حدیث کے لئے اسفار مبارکہ
- ۱۳۰ کتب حدیث کی تدوین
- ۱۳۰ کتب ستہ کی خصوصیات
- ۱۳۱ عام کتب حدیث
- ۱۳۱ گم شدہ کتب

- ۱۳۲ حفاظتِ حدیث میں محدثین کا کردار
- ۱۳۲ وضعِ حدیث اور اس کا تعارف
- ۱۳۳ فنِ جرح و تعدیل
- ۱۳۵ ☆ اہل حدیث کے فضائل و محاسن
- ۱۳۷ مسلکِ اہل حدیث: اتباعِ کتاب و سنت: تعارف
- ۱۳۷ دیگر فرق و جماعات کی گمراہی سے دوری
- ۱۳۸ تصوف کی کارستانیاں
- ۱۳۸ توحید کی دعوت اور شرک سے بیزاری
- ۱۳۸ بلا تاویل و تشبیہ صفاتِ باری تعالیٰ پر ایمان
- ۱۴۱ فقہاءِ کرام اور ان کی مساعی جمیلہ: تعارف
- ۱۴۲ تقلید کی ابتداء چوتھی صدی ہجری میں
- ۱۴۳ ائمہ کرام کی تقلید سے براءت اور احادیثِ صحیحہ کی پابندی کی نصیحت
- ۱۴۳ نصیحت سے روگردانی اور اس کے افسوس ناک نتائج
- ۱۴۳ مسلکِ اہل حدیث میں فقہاء کی نصیحت پر عمل
- ۱۴۶ مسلکِ اہل حدیث کی جامعیت
- ۱۴۶ دیگر جماعتوں کے میدانہائے عمل
- ۱۴۷ مسلکِ اہل حدیث کے انسانی زندگی پر اثرات
- ۱۴۹ ☆ خاتمہ بالخیر
- ۱۵۱ خلاصہ کلام
- ۱۵۳ دعا

## پیش لفظ

### (شعر و شاعری)

الحمد لله رب العالمين، القائل في محكم كتابه: (والشعراء يتبعهم الغاؤون، ألم تر أنهم في كل وادٍ يهيمون، وأنهم يقولون مالا يفعلون، إلا الذين آمنوا وعملوا الصالحات وذكروا الله كثيراً وانتصروا من بعد ما ظلموا ويعلم الذين ظلموا أي منقلب ينقلبون) [الشعراء: ۲۲۳-۲۲۷]۔

والصلاة والسلام على نبينا القائل: "إن من البيان لسحراً، وإن من الشعر لحكماً" (ابوداؤد باسناد صحیح)، وعلى آله وأزواجه الطيبين الطاهرين، وأصحابه الغر المحجلين، ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين۔

أما بعد:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
اپنے مدرسہ نور الہدی (اوزہوا، بلراپور، یوپی) کی سالانہ انجمن کیلئے ایک نظم لکھی تھی، جس کا ایک بیت یوں تھا:

سب کا ٹھکانہ گھر ہے، یہ میرا "مستقر" ہے

سب مدرسوں سے اچھا نور الہدی ہمارا

لفظ "مستقر" کی اصلاح ہمارے استاذ مولانا محمد حسن رحمانی رحمہ اللہ نے فرمائی تھی۔ یہ

لفظ اس وقت میرے علم و صلاحیت سے بہت بلند تھا۔

☆ درجہ چہارم (ابتدائی) میں تھا کہ میرے محسن استاذ مولانا محمد احمد اثری بسکوہری

(عاقا اللہ و شفاہ) نے میرے شاعرانہ ذوق کو دیکھ کر مجھ سے ایک کاپی منگوائی، پھر میرے بیاض کا نام ”گلابائے رنگارنگ“، اور میرے نام کی مناسبت سے میرا تخلص ”معتصم“ تجویز فرمایا، اور بتایا کہ یہ معروف فارسی شاعر دادیب شیخ سعدی شیرازی (صاحب ”گلستاں“ و ”بوستاں“) کا بھی تخلص ہے، نام و لقب کا اثر انسان کی شخصیت پر پڑتا ہے۔

۱۹۶۷ء جماعتِ رابعہ (متوسط) کی تعلیم تو ”جامعہ رحمانیہ“ (بنارس) میں ہوئی، لیکن اس مرحلہ کے ابتدائی تین سالوں کی تعلیم علماء و شعراء (بطور خاص منظور ماہر) کی ہستی موضع ”سمر“ میں ہوئی۔

اس دور میں شاعری کے حوالے سے مجھے بھی یاد ہے (اور اس کا تذکرہ اس وقت مدرسہ شمس العلوم سمر کے لائق مدرس اور اپنے استاذ گرامی مولانا عبد العظیم ماہر نے بھی اپنی تقریظ میں تحریر فرمایا ہے) فوج میں جب جماعت ثانیہ کا طالب علم تھا، تو ۱۹۶۸ء میں اجلاس عام مدرسہ شمس العلوم (سمر، سدھارتھ نگر، یو، پی) کے لئے ایک نظم استقبال لکھی، جب وہ اجلاس کی پہلی نشست میں پڑھی گئی، تو اس پر تبصرہ کرتے ہوئے اسٹیج سکرٹری جماعت کے سحر البیان خطیب اور قادر الکلام شاعر مولانا انجم جمال اثری حفظہ اللہ نے فرمایا تھا کہ: ”یہ بچہ اگر شاعری کرتا رہا، تو اپنے دور کا اقبال ہوگا“ اس جملہ کی صدائے ہازشت سے ابھی تک میرے کان آشنا ہیں۔

۱۹۶۸ء ”جامعہ رحمانیہ“ (بنارس) اور پھر ”جامعہ سلفیہ“ (بنارس) میں موقع و مناسبت سے سلسلہ کلام جاری رہا، کم گوئی کے باوجود بھی بسا اوقات مصرعہ ناتمام کی تکمیل کلاسِ روم اور مسجد میں بھی ہونے لگی، اس تجربہ کی روشنی میں ارشاد باری تعالیٰ: (ما جعل اللہ لرجل من قلبین فی جوفہ.....) [الاحزاب: ۴] یعنی ”اللہ نے کسی شخص کے اندر دو دلوں کی تخلیق نہیں فرمائی“۔۔۔ کے پیش نظر ”جامعہ سلفیہ“ سے فراغت کے بعد جنوری ۱۹۷۸ء میں ”جامعہ اسلامیہ“ (مدینہ یونیورسٹی) کیلئے رخت سفر باندھتے ہوئے جذبات سے مغلوب ہو کر ترک شاعری کے لئے دعا مانگی۔

میری فہم قاصر میں میرا معاملہ مولانا حسرت موہانی والے معاملہ سے بالکل جدا تھا کہ وہ

جیل میں دو کام بلا جھجک اور بغیر ٹکراؤ کے بیک وقت کرتے رہے:

ہے مشق سخن جاری چچی کی مصیبت بھی ایک طرذہ تماشا ہے حسرت کی طبیعت بھی

بہر حال اس پوری مدت میں (جو تینتیس سال - ٹلٹ صدی - پر محیط ہے) ایک دو اردو، عربی اور فارسی قصائد، اور چند برجستہ متفرق اشعار و قطعات کے علاوہ (جنہیں دوستوں نے سفرو حضر میں اپنی پسند کی وجہ سے قلم بند کر لیا تھا) کوئی خاص کلام موجود نہیں۔

☆ ”کویت“ پر خالمانہ عراقی حملہ کے بعد وطن واپسی پر ”ابوالکلام آزاد اسلامک اوپننگ سنٹر“ نئی دہلی میں، اسکے ماتحت شعبہ تصنیف و تالیف ”جمع الخواص الاسلامیہ“ کے خادم کی حیثیت سے قیام رہا، دوران قیام ۱۹۹۱ء یا ۱۹۹۲ء میں سیرت طیبہ پر ایک بے نقط رسالہ نظر نواز ہوا، مجلس میں ذکر ہوا کہ شاعری تو اس سے کہیں زیادہ مشکل ہے (بے نقط تحریر میں فیضی کی تفسیر ”سوا طع الالہام“ میرے علم کے مطابق سب سے بڑی کتاب ہے جو کئی جلدوں پر مشتمل ہے)۔

بہر حال گفتگو کے بعد میری طبیعت آمادہ ہوئی، اور ایک ہلکی پھلکی چند آیات پر مشتمل نظم بے نقط بہ عنوان ”داغی اسلام“ تیار ہو گئی، جو صرف ٹیک بندی ہی سہی، لیکن تفریح طبع کے لئے حاضر خدمت ہے:

### داغی اسلام

کارہائے احمد مرسل کا ہے محمود حال کس طرح عمدہ مرتع داعی اسلام ہے  
مالکِ ملکِ دو عالم وہ الہ وحدہ اس کا مرسل، اسکا اسوہ، اسکا رحم عام ہے  
سرورِ اولادِ آدم سرورِ رسلِ امم حامیِ مسلم ہے، لحد کے لئے مصہام ہے  
انگی آمد سے ہے ٹوٹا مصر و ردما کا طلسم دردِ دل کسریٰ ادھر دردِ عالم کبرام ہے  
عمدہ وہ کہ اسوۃ احمد کا دل وادہ رہے ہر ادا انکی ہمارے واسطے اکرام ہے  
ہو رہا ہے مردِ مسلم رہ و راہِ ارام کس طرح محمود راہِ بادیِ اسلام ہے

داعی اسلام کا اسوہ ہے اس مصلح کا کام

اہل عالم کہہ دو کوئی اس سے عمدہ کام ہے

☆ مدینہ یونیورسٹی سے فراغت کے بعد "کویت" میں رہ کر تصنیف و تالیف اور بحث و تحقیق میں مصروفیت نے شاعری ہی نہیں، بلکہ اردو نوٹسی کی طرف بھی توجہ کے لئے کوئی موقع میسر نہ کیا۔

بمقامیایا استاذین ابن احمد تقوی حفظہ اللہ نے کہ:

"شاعری ایک ایسی غیرت مند صنف ادب ہے، جو کسی حال میں اپنا کوئی حریف، یا رقیب برداشت نہیں کرتی، جتنے بڑے شاعر ہوئے ہیں، انھیں دیکھ لیجئے کہ فکرِ شعر کے سوا ان کا کوئی دیگر مشغلہ نہ تھا....." (مقدمہ "مسدس دعوت")۔

☆ برصغیر کے ممتاز صحافی اور نامور سوانح نگار، اپنے بزرگ مولانا محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ نے اپنی گرامر ماہیہ کتاب "دبستان حدیث" (ص ۶۲۴) میں میرے ترک شاعری پر تبصرہ فرماتے ہوئے لکھا کہ:

"شعر گوئی ذوق کی بلندی کی علامت ہے، اور کسی عالم وین کا شاعر ہونا اس کی قابلیت کا ایک اضافی اعزاز ہے۔"

اس تبصرہ سے متاثر ہو کر مئٹ صدی کے بعد (۲۰۱۱/۱۶-۲۰۱۱/۱۶ء) کے درمیان اپنی زندگی کے دس قیمتی ایام میں (۸۱) مسدس کہہ کر اس مجموعہ کلام کی بنیاد ڈالی، پھر وقتاً فوقتاً موضوعات کی تکمیل کی، اب یہ مجموعہ سر دست (۲۷۸) مسدس، یعنی (۸۳۳) ابیات پر مشتمل ہے، اللہ تعالیٰ اسے درجہ قبولیت سے نوازے۔

اس مسدس کی قافیہ پیمائی بلکہ تک بند یوں سے مجھے محسوس ہوا کہ میری دعا پاکیزہ شاعری کے بارے میں مقبول نہیں ہوئی تھی:

مانگا کریں گے اب سے دعا جبریاہ کی شاید کہ دشمنی ہے دعا کو اثر کے ساتھ

☆ اس مسدس "شاہراہ دعوت" میں بندۂ عاجز کو "مسدس حاتی" سے فکری تقویت ملی، اور طبیعت نے اظہارِ مدعا کے لئے علامہ اقبال کی مشہور نظم "شکوہ" و "جواب شکوہ" کی زمین کو منتخب کیا، اور شاعری کی بھولی ہوئی پریچ راہ میں ہچکولے کھاتی ہوئی سونے منزل رواں دواں ہو گئی۔

☆ اس مسدس کے سلسلہ میں چند حقائق کا اعتراف اور اپنے کچھ جذبات کا اظہار ضروری سمجھتا ہوں، جن سے ہر کسی کو اتفاق و اختلاف کا حق حاصل ہے، اور یہی بحث و تحقیق کا تقاضا ہے۔

☆ ممکن ہے اس مسدس میں اشعار کے دروبست پر میرا قبضہ برقرار نہ ہو، یا الفاظ کے انتخاب و استعمال میں کامیابی نے میرا ساتھ چھوڑ دیا ہو، یا اشعار میں روانی کی کمی محسوس ہو رہی ہو، جملہ فنی خامیاں موجود اور محاسن مفقود ہوں، اہل فن کے فیصلوں سے قبل ہی مجھے ان تمام نقائص کا اعتراف ہے۔

لیکن ان ممکنہ خامیوں سے قطع نظر یہ مسدس اپنے اندر ایک ناقابل الکار حقیقت بھی سموئے ہوئے ہے (جس کی بنیاد میری اپنی خوش اعتقادی نہیں بلکہ کتاب و سنت اور اسلامی تاریخ کے حقائق ہیں) وہ ہے اس کا پیغام، اور اس کی صداقت و حقانیت:

لے تو اپنی ہے، وہی قصہ پارینہ ہے اپنے مذہب کے حقائق کا یہ آئینہ ہے  
پھر مجھے اللہ کی ذات سے پوری امید ہے کہ اسلام و اصول اسلام، مزاج شریعت اور اس کی تاریخ و ثقافت سے وابستہ، اور ملت اسلامیہ کے دینی علمی اور سیاسی عروج و زوال سے واقف، ہر انصاف پسند اور غیر جانبدار محقق اس پیغام کی تائید کرے گا، اور یہی میرے اس مسدس کا حاصل مقصد ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے میرے لئے ذریعہ نجات بنائے:

”إِذَا رَضِيَ الْحَبِيبُ فَلَا أَبَالِي  
أَقَامَ الْحَيِّ امَّ جَدَّ الرَّحِيلِ“  
(اگر حبیب راضی ہو، تو دوسروں کی آمد و رفت کی کوئی پروا نہیں)۔

خلاصہ کلام:

وجہ تالیف ہے، حالی کے مسدس کا کمال اس ہے، شعر کو، شکوہ کی زمین اقبال  
”جہدِ ناقص“ میں یہ مہتمم کو رہا پورا خیال دین خالص کی وہی سرمدی دعوت ہو بحال  
رب کی توفیق سے، دعوت میں توانائی ہے  
شاعری کی یہ نہیں، روح کی رعنائی ہے

• میں نے اس سہس میں بسا اوقات عربی کلمات اور تراکیب کا استعمال کیا ہے، جو ممکن ہے کہ وہ عام لوگوں کی فہم سے بالاتر ہوں، لیکن وہ عربی سے معمولی واقفیت رکھنے والے حضرات کے یہاں متروک فارسی کلمات و تراکیب کے مقابلہ میں ذہن سے قریب تر ہیں، حاشیہ میں میں نے افادہ عام کی خاطر ان جیسے کلمات اور دیگر ضروری مضامین کی بھی تشریح کر دی ہے۔

• میں نے اپنے اس سہس میں ”خدا“، ”عشق“، ”بادہ و ساغر“، اور ”میخانہ“ جیسے غیر شرعی کلمات کے استعمال، اور غیر ضروری تہیب و تغزل سے پرہیز کیا ہے، جس بندہ عاجز نے عقائد و عبادات، تفسیر وحدیث، دفاع کتاب و سنت اور اسلامی ثقافت جیسے موضوعات پر، ہزاروں صفحات پر مشتمل، تقریباً (۳۰) کتابوں کا ذخیرہ جمع کیا ہے، اب اس کے ذہن و قلم کے لئے زیبا نہیں کہ وہ جام وے، بادہ و ساغر، اور حسیناؤں کے قد و دوخ و دو کی تہیب و تغزل سے ذہنی دکھری عیاشی میں مبتلا ہوں، اللہ تعالیٰ مجھے ”من ترک شہیبا لندعوہ اللہ خیرا منہ“ کا مصداق بنائے۔

• شعراء نے شاعری اور شراب نوشی کو فعل یا کم از کم تو لازم و ملزوم قرار دے لیا ہے، جو مزاج شریعت کے بالکل خلاف ہے، اگر شاعر صرف ذہنی عیاشی کے لئے بہ رضا و رغبت اس متعلق علیہ حرام چیز کے استعمال کا تذکرہ کرتا ہے تو یہ اس کے عدم ثقاہت کا ہتھیار، اور معتبر ہستیوں کی نظر میں ناقابل اعتبار ہونے کی دلیل ہے۔

امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک عامل (کارندہ) ”نیمان بن عدی بن نعلہ“ (عیان، بصرہ) کو محض اس لئے معزول کر دیا کہ اس نے اپنے شعر میں جام وے اور شراب نوشی کا تذکرہ کرتے ہوئے دوسرے شاعروں کی طرح کہا تھا:

لعل امیر المؤمنین یسوءہ      لنا دقنا لہی الجوسق المہتہم

(یعنی: شاید امیر المؤمنین کو کھنڈر میں بیٹھ کر ہماری شراب نوشی بری لگے۔)

جب وہ کارندہ امیر المؤمنین کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس کی سخت سرزنش فرمائی، کارندہ نے معذرت کرتے ہوئے کہا کہ اے امیر المؤمنین میں نے کبھی بھی شراب نوشی نہیں کی ہے، صرف شعراء کی طرح زہان پر اس کا تذکرہ آ گیا ہے۔

ایہ المومنین نے فرمایا: میرا بھی یہی گمان ہے، لیکن اس کو اس کے بعد تم میری طرف سے کہیں شامل اور کارندہ نہیں رو سکتے (تفسیر ابن کثیر، درۃ اشعراء، ۲۲۷-۲۲۸)۔

عام شاعروں کا حال تو چھوڑ دیجئے، بعض شعراء الجاد بنے دینی اور حیا و شرم کے جملہ حدود کو پار کر کے دینی رنگ لئے ہوئے مشاعروں میں بھی شراب نوشی کر کے حاضر ہو جاتے ہیں۔ یہ فعلاً بیدہ و دانستہ قابل سزا ارتکاب جرم ہے، اور وہ قولاً یہ رضا و رغبت، اعتراف جرم، دونوں میں میرے نزدیک کوئی زیادہ فرق نہیں۔

الحمد للہ، میں نے شعراء کی عام روش سے ہٹ کر بطور خاص غالب کے اصول کو توڑا ہے: ہر چند ہم مشاہدہ حق کی گفتگو بنتی نہیں ہے بادۂ ساغر کپے بغیر

۰:۔ حیناؤں کے خذ و خالی اور قد و قامت کے تذکرے، ان کی سلاش و جھٹو میں بادیہ پیمائی و صحرانوردی، اور پھر ناکر وہ گنہوں کا اعتراف، اور ان جیسی بہت سی الغویات و منہیات شعراء کے ذہنی عیاشی کی علامت بن گئی ہیں، جس کے ارتکاب پر بعض فقہاء نے نقض و ضوکا بھی فتویٰ دے دیا ہے۔

یہی نہیں، بلکہ ”متصوف“ تو معشوقہ کے قد و دو صدور، اور اس کے ساتھ اپنے عشق کی تباہ کاریوں کا ذکر کر کے اسے باری تعالیٰ پر منمول کرتے ہیں، اور جناب باری تعالیٰ میں یہ گستاخی کر کے اپنی کراہی پر مزید ثبوت فراہم کرتے ہیں۔

اس لحاظ سے دیکھئے پر امام ابن الجوزی رحمہ اللہ نے اپنی مشہور کتاب ”تلیس و تلیس“ میں ایک مستقل باب میں سخت تنقید فرمائی ہے، ایسی ہی شاعری کے بارے میں وارد ہے کہ انسان کا اپنے پیٹ میں سواد (چیپ) بھر لیتا، (نا پسندیدہ) شعر کو دل میں جگہ دینے سے بہتر ہے۔ (الصحیحہ ۳۳۶)

شعراء و صوفیہ کا یہ رویہ مزاج شریعت کے یکسر خلاف، قول و فعل میں تضاد، اور دل و زبان کی ناپاکی کا نمونہ ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے

”وما بلفظ من قول إلا لہدیہ رقیب عتید“ (ق ۱۸۰) (یعنی: منہ سے بات نکالنے کی دیر ہے کہ ایک چوکس فرشتہ اس کی نگرانی کے لئے تیار ہے)۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو کہتے ہوئے سنا۔

”إن العبد يتكلم بالكلمة ما يتبين فيها، يزل بها في النار أبعد ما بين المشرق والمغرب“ (الصحیح للابن ابی شیبہ: ۵۴۰)۔

(یعنی: بندہ اپنی بے توجہی اور لاپرواہی میں (نا پسندیدہ) بات کہتا ہے جس کے سبب مشرق و مغرب کے درمیان دوری سے زیادہ جہنم کی گہرائی میں گرتا ہے)۔

✽ عام شعراء کی اس بے راہ روی (بطور خاص کافر شعراء) کی مذمت قرآن کریم میں

یوں وارد ہے:

”والشعراء يتبعهم الغاؤون، ألم تر أنهم في كل واد بهيمون، وأنهم يقولون ما لا يفعلون، إلا الذين آمنوا و عملوا الصالحات و ذكروا الله كثيراً و انتصروا من بعد ما ظلموا و سبغوا الذين ظلموا أي مقلب يتقلبون“ (اشعرا، ۲۲۳-۲۲۷)۔

(اور شعراء کی پیروی گمراہ لوگ کرتے ہیں، کیا آپ دیکھتے نہیں کہ وہ ہر وادی میں بھٹکتے پھرتے ہیں، اور جو نہیں کرتے اس کا دعویٰ کرتے ہیں، سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور انہوں نے عمل صالح کیا اور اللہ کو خوب یاد کیا، اور ان پر ظلم ہوا تو صرف بدلہ لے لیا، اور عنقریب قلم کرنے والے جان لیں گے کہ وہ کس انجام کو پہنچیں گے)۔

✽ زمانہ جاہلیت میں عربوں کو شعر و شاعری، فصاحت و بلاغت اور زبان دانی وغیرہ میں اتنا کمال حاصل تھا کہ وہ غیروں کو نجوم (گوٹکا) سمجھتے تھے، اس ماحول میں بعثت نبوی کے وقت اللہ کی حکمت اس بات کی متقاضی ہوئی کہ نبی اکرم ﷺ آئی (ان پڑھ) ہونے کے باوجود ”انصح العرب“ اور صاحب ”جوامع الکلم“ ہوں، لیکن شاعر نہیں، تاکہ قرآن کریم کو آپ کا شاعرانہ کلام یا کمال بتا کر اسے آپ کی تالیف نہ کہا جاسکے، ارشاد باری ہے: ”وما علمناه الشعر وما ينبغي له إن هو إلا ذكر و قرآن مبین“ (یس: ۶۹) (یعنی: ہم نے انہیں شعر نہیں سکھایا اور نہ وہ ان کے لئے مناسب ہے، یہ کلام صرف ذکر اور قرآن بے مین ہے)۔

اس کے باوجود نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

”إن من البيان لسحراً، وإن من الشعر لحكماً“ (ابوداؤد، اسناد صحیح)۔

(یعنی بعض بیان و تقریر میں ساحرانہ تاثیر (سحر انگیزی) ہے، اور بعض اشعار حکمت

و دانائی سے مزین ہیں)۔

یہ ان شعراء کی خصوصیات ہیں، جن کے دل ایمان سے لبریز، اللہ کی یاد سے معمور اور وہ عمل صالح کے گرویدہ ہیں، قرآن کریم کی خدمت سے یہ حضرات مستثنیٰ ہیں۔

زمانہ نبوت میں ”حسان بن ثابت“، ”عبداللہ بن رواحہ“، ”کعب بن مالک“، اور ”کعب بن زہیر“ وغیرہم (رضی اللہ عنہم) اپنے اسلام کے بعد انہیں خصوصیات کے حامل شعراء کے کرام میں تھے۔ نبی ﷺ نے حسان کی ہمت افزائی کرتے ہوئے فرمایا: ”روح القدس تمہاری تائید کرتے رہیں گے جب تک تم اللہ اور اس کے رسول کا دفاع کرتے رہو گے۔“ (العصیدۃ لابان: ۱۱۸۰) اور کعب بن مالک سے فرمایا: ”بذریعہ شعر مشرکین کی ججو کرو۔۔۔ یہ ان پر تیر سے زیادہ اثر انداز ہے۔“ (العصیدۃ: ۸۰۱) کعب بن زہیر اسلام اور اہل اسلام کی ججو کے سبب سزائے قتل کے مستحق تھے۔ تو بہ کے بعد معافی کے لئے خدمت اقدس میں بھیجیں بدل کر حاضر ہوئے اور اپنا قصیدہ ”بانس سعادت فقلبی منه متبول“ سنایا۔ (اس میں تشبیب و تغزل بھی ہے جو جاہلی شعر کا امتیازی وصف تھا) ان کا اصل مقصد تھا:

نبت ان رسول اللہ أو عدنی      والعفو عند رسول اللہ مأمول

ان الرسول لنور يستضاء به      مہند من سیوف اللہ مسلؤل

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو بہ کے بعد ان کی اس صداقت اور سوز و ساز کو دیکھ کر اپنی روئے مبارک کو انہیں ہدیہ فرمادیا۔ (الاصابہ لابن جریر: ۲۴۳-۲۴۴)

کہا جاتا ہے کہ لیبید نے اپنے اسلام کے بعد صرف ایک شعر کہا، وہ ہے علی وجہ الاختلاف:

الحمد لله اذ لم يأتني أجلى      حتى كسانی من الاسلام سر مالا

برصغیر میں مولانا الطاف حسین حالی، مولانا آبر ال آبادی، اور علامہ اقبال وغیرہم (رحمہم اللہ)

اپنے اپنے دور میں دینی غیرت و حمیت اور اسلامی شاعری کے آئینہ دار ہیں۔

## پاکیزہ شاعری کی اہمیت و ضرورت

اور

## غیر پاکیزہ شاعری کے خلاف صدائے احتجاج

(۱)

### کتاب و سنت میں شعراء کے اوصاف

یہ ہیں شعراء بے توفیق، ان کا وصف قرآنی

یہ گمراہوں کے قائد ہیں، یہ گمراہی کے ہیں ہانی

بھٹکتے پھر رہے ہوتے ہیں گمراہی کی وادی میں

تضاد قول و فعل شاعراں ہے غم میں، شادی میں

شکم میں چھپ ہو، بہتر ہے ایسی شعر گوئی سے

یہ ذکر عشق و مے سے، پھر وردغ و عیب جوئی سے

وہ مستغنی ہیں ان سے، جن میں ہیں اوصاف ایمانی

انہیں حاصل ہے قول و فعل میں تائید رحمانی

یہی ذکر الہی سے سدا محفوظ ہوتے ہیں

وہ ظلم و جبر انسانی سے بھی محفوظ ہوتے ہیں

بیاں میں ان کے ہوتی ہے، ہمیشہ سحر انگیزی

قصیدوں میں ہوا کرتی ہے، حکمت کی نواخیزی

(۲)

شاعری میں آداب شریعت کے واقفین کا افسوس ناک طرز عمل

ادھر شعرائے بے توفیق نے سب کچھ بدل ڈالا

شریعت کی نزاکت میں، نفاست میں خلل ڈالا

قبائے حرمت دین و شریعت چاک ہوتی ہے

زبان یادہ و ساغر بہت ناپاک ہوتی ہے

شریعت کے 'جبالوں' نے بھی کی ہے اس کی پابندی

کبھی میں آسکی اب تک نہیں، اس کی برد مندی

مدارس میں وہ آداب شریعت خود پڑھاتے ہیں

مگر اشعار میں وہ خود تن ان کا منہ چڑھاتے ہیں

یہ طلباء، بھی مجالس میں بہت پر جوش ہوتے ہیں

کبھی وہ داد دیتے ہیں، کبھی خاموش ہوتے ہیں

کسی بے راہ رو شاعر کی ایسی ہیئت افزائی

کسی عالم کو ہے یہ باعث ذلت، درسوائی

یہ غلام ہیں، مولانا ہیں، مفتی اور قاری ہیں

مفسر ہیں، محدث ہیں، فقیہ آہ و زاری ہیں

یہ ہیں قرآن و سنت، دین و دنیا کے نمائندہ

ہے ان کے دست میں ملت کا ماضی اور آئندہ

فرشتے ان کی راہوں میں ہمیشہ پر بچھاتے ہیں

پرندے، ماہی و حشرات ان کا گیت گاتے ہیں

جو یہ حضرات تشییب و تغزل پہ اتر آئیں

تو پھر فریاد و مجنونوں ان سے بھی کمتر نظر آئیں

کبھی وہ غنظر ہوتے ہیں محبوبہ کی راہوں میں  
کبھی وہ معترف کہ، سو گئے ہیں اُس کی باہوں میں

کبھی وہ پاس ان کے نرم آتی، گرم آتی ہے  
کہ اس کوسن کے، بے شرمی کو بھی خود شرم آتی ہے

وہ کردیتے ہیں اپنے شعر میں جو ذکر عیاشی  
تو بل میں لوٹ لیتے ہیں بھری محفل کی شاباشی

پہنچ جاتے ہیں وہ اک جست میں مسجد سے میخانہ  
پھلکتے ہیں پھر ان کے سامنے بھی جام و پیانہ

انہیں اقرار ہے، ان سارے ناکردہ گناہوں کا  
حسینہ کی نگاہوں، اُس کی راہوں، اور باہوں کا

یہ کیا غیرت کہ شرکاً خود بخود اقرار کرتے ہیں  
خلاف شرع وہ اس کام کو سو بار کرتے ہیں

یہ اخلاقی جرائم، جن کے مجرم جیل جاتے ہیں  
کبھی کوڑے برستے، یا وہ جاں سے کھیل جاتے ہیں

شریعت کے حریم پاک کو تاپاک کر ڈالا  
قبائے عفت و عصمت کو بھی یوں چاک کر ڈالا

جہاں پیش خیمہ ہے، اسی عشق مجازی کا  
کرشمہ ہے ہوائے نفس کی ذرہ نوازی کا

یہ ہے وہ شاعری، دل جس سے خود مایوس ہوتا ہے  
بہت افسوس ہوتا ہے، بہت محسوس ہوتا ہے

مرا مقصد کہ تشبیہ و تعزیر سے وہ شرما میں  
وہ ذکر سے و شرب سے بھی پرہیز فرمائیں

مرا مقصد فقط تشبیہ حضرات ”ملائی“ ہے  
نوا سخی مری اپنی، وہی طرزِ بلائی ہے  
مری ملت کے دانشور، ذرا اب غور فرمائیں  
نہیں وہ التجا میری، تو پھر کچھ اور فرمائیں  
نہیں یہ مسئلہ، میری نظر میں، غیر معمولی  
ہوا کرتی تھی اس جیسے میں کارندوں کی معزولی

(۳)

غیر پاکیزہ شاعری کے بارے میں امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ  
کاسخت رویہ اور کارندہ ”نعمان بن عدی“ کی معزولی

تھا اک ”میانِ بھرہ“ میں جو ”نعمان“ دل زندہ  
امیر المؤمنین فاروق اعظم کا تھا کارندہ

اسے جو شاعری سوجھی، کسی مجلس کو گرمایا  
تو اس میں اپنی سے نوشی کا بھی اظہار فرمایا  
کہا معلوم ہو جائے عمر کو، میری سے نوشی  
نہ آئے گی پسند ان کو یہ میری اپنی مدہوشی  
خبر جب ہوئی اس بات کی اپنے خلیفہ کو  
تو سن لیں آپ، پھر کچھ کیا ہوا ہے، اس لطیفہ کو

بلایا بھیجا اسے حضرت نے ایوانِ خلافت میں  
 بلا تاخیر پہنچا جب وہ ایوانِ خلافت میں

عمر نے، اس کے طرزِ شعر کی تویخ فرمائی  
 ملامت کی، ملامت کی، بہت تویخ فرمائی

کہا ”نعمان“ نے خود عاجزی سے، حضرت والا!  
 ہوا ہے اپنی ہی غفلت سے، خود اپنا ہی منہ کالا

مرے اشعار میں شاعر کے جو آہ و فغاں آئے  
 یہ ذکرِ خمر و شربِ خمر جو درو زبیاں آنے

کہا جو کچھ ہے میں نے، وہ کلامِ شاعرانہ تھا  
 حقیقت سے درے تھا، وہ فسانہ ہی فسانہ تھا

کبھی بھی زندگی میں، میں نے ہرگز کی نہ مے نوشی  
 ہوا جو کچھ، تھی مدہوشی، یہ تھی بس اپنی کم کوشی

امیر المومنین فاروق نے یہ سن کے فرمایا  
 گمانِ بندہ ہے ویسے ہی، جیسے تم نے دہرایا

میں تیرا عذر، تیرے قول پہ محمول کرتا ہوں  
 مگر پھر بھی وظیفے سے تجھے معزول کرتا ہوں

کوئی کارندہ کبواسی ہمارا ہو نہیں سکتا  
 وقار دینِ دنیا کو کبھی وہ کھو نہیں سکتا

(۴)

پاکیزہ شعر و سخن: وقت کی ضرورت

اور

ماضی و حال میں اُس کے چند حاطین کا اجمالی تذکرہ

زبان و دل کی یہ پاکیزگی ہی بادشاہی ہے  
یہی دولت، یہی رحمت، یہی فضل الہی ہے

سحاب کے قصیدوں میں اسی کی ترجمانی تھی  
رواح، کعب و حسانِ نبوت کی زبانی تھی

یہی اُدیاء ہمارے ہیں، یہی شعراء ہمارے ہیں  
قصائد ان کے خود شعر و ادب کے شاہ پارے ہیں

شریعت، ہمت و اخلاق کی تمہید فرماتے  
اسی باعث تو ”روح القدس“ بھی تائید فرماتے

وہ اقبالِ مکرم، حسرت و اکبر، مرے حالی  
اسی گلشن نے یہ سب، مؤمن و حرم رہے مالی

”مسدس“: مد و جزر وینا، حالی کی زبانی ہے  
زوال ”ملتِ اسلامیہ“ کی اک کہانی ہے

سراپا حضرت اقبال ہیں ملت کا سرمایہ  
دیا ہے قدم کو اشعار کا تختہ گراں مایہ

”امام الہند“ کے ”فن و ادب“ سے، ہو جو خاموشی  
تو ”تحریکِ عزیمت“ کی ہے یہ احساں فراموشی

حفیظ بو الاثر کا ”شاہنامہ“ شاہنامہ ہے  
ہوئے بے راہ رو، پر کام اُن کا یہ یگانہ ہے

اگر شوقِ شہادت میں، تمنا ہے کہ رن دیکھیں  
علیم ناصرؒ، واطہر نقویؒ کا فن دیکھیں

عجب پر جوش و دلکش ناصرؒ کا کارنامہ ہے  
وہ تحریکِ شہادت، ”یا! کوئی شاہنامہ“ ہے

رہے یہ ”نہضتِ حق“ حضرت اطہرؒ کا پابندہ  
وہ ہے ”تحریکِ سلفیت“ کا اجمالی نمائندہ

اگر مقبول عند اللہ ”مصلح“ کا مسدس ہو  
تو بالا دست بھی ”سنت“ ہو، ”قرآن“ مقدس ہو

توقع، ملت بیضا کے میروں، اور جیالوں سے  
بہی خواہوں، سپوتوں، نوجوانوں، نوتہالوں سے

کہ پاکیزہ ادب، شعر و سخن کو عام فرمائیں  
بہت سوئے، ذرا بیدار ہوں، کچھ کام فرمائیں

زمانہ منتظر ہے، آپ کی دینی سیادت کا  
شریعت، فکر و فن، ہر باب میں ملتی قیادت کا

یہی اسلام ہے، وہ آخری پیغام انسانی  
قیامت تک ہے دنیا کے لئے، دستور قرآنی

خرد مندی بھی ہے، یہ دین دنیا کی برو مندی  
بھی خواہان ”دین“ کرتے رہیں اُس کی چمن بندی

شعر و شاعری کے بارے میں اپنے ان جذبات کے اظہار کے بعد (جن سے اتفاق و اختلاف کیا جاسکتا ہے) عرض ہے کہ:

☆ اس سمس کے سلسلہ میں احباب و مشائخ کا تعاون دیکھ کر دلِ ناتواں جذبہ شکر و امتنان سے بالکل لبریز ہے، بہ صدق حدیث نبوی:

”من لم يشكر الناس لا يشكر الله“ (حدیث صحیح)، (یعنی جو لوگوں کی شکرگذاری نہ کر سکے وہ اللہ کا کما حقہ شکر گزار بندہ نہیں ہو سکتا)۔

اب تمام حضرات معاونین کا شکر یہ، اور بطور خاص:

☆ برصغیر کے معروف صحافی، نامور خاکہ نگار اور ممتاز اسکالر، اپنے بزرگ علامہ محمد اسحاق بھٹی (حفظہ اللہ و رعاه) کا شکر یہ، جن کے تبصرہ کے نتیجے میں یہ سمس معرض وجود میں آیا، اور پھر اسے پڑھنے کے بعد ”ترنے چند“ تحریر فرما کر خور و نوازی کی حد کر دی، اس کرم فرمائی پر جذبہ شکر سے معمور دلِ ناتواں نے ”هل جزاء الإحسان إلا الإحسان“ (احسان کا بدلہ احسان) کے پیش نظر اس کا انتساب بھی انہیں کی طرف کیا۔ فجزاه الله خیر الجزاء.

☆ برصغیر کے گوشہ نشین خزنہ معلومات عائدہ، تاریخ و ثقافت کے ممتاز مہتر اور میدان صحافت میں آبروئے جماعت استاذ گرامی قدر ابن احمد نقوی (حفظہ اللہ و تولاه، و عافاه، و شافاه) کا شکر یہ، جن سے میں نے بذریعہ مالک (الکتاب انٹرنیشنل) برادر گرامی سید شوکت سلیم (حفظہ اللہ و رعاه)، پہلے اس سمس کی اصلاح کے لئے درخواست کی تھی، لیکن عرض مدعا میں تقدیر و تاثر کی بات بھی آگئی تو پہلے انہوں نے اس پر مقدمہ تحریر فرما کر بھی ذرہ نوازی فرمائی۔ بعد میں بہت سے مقامات پر اس کے نوک و پلک کو سنوارا، جس سے ایک طرف بہت سے بچکوں نے فہم ہوئے، تو دوسری طرف ان کی اصلاح سے میری شاعری میں ریشمی پیوند لگ گئے۔ فجزاه الله خیر الجزاء.

☆ استاذ گرامی قدر مولانا عبد العظیم ماہر (حفظہ اللہ و تولاه) کا شکر یہ، جنہوں نے اس سمس

کا نام تجویز فرمایا، اس کے مطالعہ کے بعد مقید مشوروں سے نوازا، اور مرحلہ متوسط میں میرے ذوقی شاعری کے بارے میں چند ایسی معلومات کی یاد دہانی کرائی، جو میرے گوشہ ذہن سے غائب تھیں۔ فجزاہ اللہ خیر الحزاء۔

ان تمام اصحاب فضل و کمال کا سو بار شکر یہ، کہ انہوں نے میرے اس مسدس کی تک بند یوں پر اپنے قیمتی "مقدمات و تقریظات" کے ذریعہ میری ہمت افزائی فرمائی، فجزاہم اللہ خیر ما یجازی بہ عبادہ الصالحین۔

• پھر دیگر تمام معادین گرامی کا شکر یہ، بطور خاص شیخ عارف جاوید محمدی (حفظہ اللہ) جنہوں نے اس مسدس کو بڑی توجہ سے علامہ بھٹی کی خدمت میں مقدمہ لکھنے کے لئے ارسال فرمایا، شیخ کرم اللہ مدنی نیپالی (مقیم کویت) جنہوں نے بڑے لگن سے مسدس کی کمپوزنگ کے اپنی سعادت مندی کا ثبوت دیا، اور شیخ علاء الدین مٹلی (مقیم کویت) جنہوں نے اس کے لئے راہ ہموار کی۔ پھر نہایت ہونہار کویتی نوجوان، اور قدردان علم و علماء شیخ یوسف احمد (حفظہ اللہ) نے شیخ علاء الدین صاحب سے اس مسدس کے مضامین کے بارے میں معلومات حاصل کیں اور انہیں قدیم شعراء کے طرز پر اس کا راوی اقول قرار دیا، اور ان سے اسے عربی میں منتقل کرنے کی خواہش ظاہر کی۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان تمام حضرات علماء کرام اور عزیزان گرامی قدر کی کوششوں کو قبول فرمائے۔

شکر اس کا کہ مجھے بھی سخن آرائی ملی میرے اس "نغمہ توحید" کو رعنائی ملی  
 بزم احباب و مشائخ سے توانائی ملی ان کی اصلاح سے نغمہ کو بھی زیبائی ملی  
 شاد و آباد رہے علم کا یہ کاشانہ  
 جذبہ شکر سے لبریز دل کا پیانہ  
 • پھر ان تمام اہل فن اور اہل ذوق کا بیٹھی شکر یہ، جو مجھے میری کسی بھی علمی و فنی اغزش

سے آکا و فرمائیں، تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کا تذکرہ کیا جاسکے۔

شکر یہ! بندہ کو لغزش سے جو آگاہ کرے اور گذر معصوم ذلت سے بھی اللہ کرے

۶: ستر میں اللہ تعالیٰ سے یہ دعا ہے کہ وہ میرے اس ”مسد من شاہراہ دعوت“ کو دنیا و آخرت دونوں میں شرف قبولیت سے نوازے، اور میرے لئے توشیحہ آخرت بنائے۔

اِس دَعَا اِزَّنْ، وَاَزْجَمْ جِهًا اٰمِنًا يَا اَللّٰهُ! وَيَرْحَمِ اللّٰهُ عَبْدًا قَال: اٰمِنًا  
”رَبِّهَا تَقَلُّلٌ عِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ، وَتَبَّ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ  
الرحيم“

الحمد لله أولاً وآخراً، وصلى الله على نبينا وسلم تسليماً كثيراً.

صلاح الدین مقبول احمد

انجیر ۱-، الکویت

مصلح نوشہروی

۱۹/۱۱/۲۰۱۱ء (یوم الاربعاء)

(عفو اللہ له، ولوالدیه، وإخوانه، ومشاہدہ)

نظر ثانی و اضافہ

ذکر نگار، نئی دہلی

۳۰/۵/۲۰۱۱ء بروز دوشنبہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## حرفے چند

از: علامہ محمد اسحاق بھٹئی

ہندوستان کا صوبہ یوپی تقسیم ملک سے پہلے بھی علم و فضل میں خاص شہرت رکھتا تھا، تقسیم کے بعد بھی اس کی یہ شہرت قائم رہی۔ اس کے بہت سے بلاد و قصابات اور دیہات میں بے شمار علماء و فضلاء پیدا ہوئے، جنہوں نے بے پناہ علمی خدمات سرانجام دیں۔ قرآن مجید کے ترجمے کیے، اس کی تفسیریں لکھیں، احادیث رسول ﷺ کی شروح سپرد قلم کیں، سیرت کے موضوع پر نہایت عمدہ کتابیں تصنیف فرمائیں۔ درس و تدریس کے وسیع حلقے قائم کیے، تقریر و خطابت میں بھی بڑا نام پایا۔ ان حضرات کی خدمت دین کا یہ سلسلہ طویل مدت سے ایک خاص انداز کے ساتھ جاری ہے اور ان شاء اللہ جاری رہے گا۔ ان خدام دین کا ایک کارواں دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے تو دوسرا اس کی جگہ لے لیتا ہے۔ اس طرح کیے بعد دیگرے کتنے ہی کارواں آئے اور خدمت دین میں مصروف ہوئے، موجودہ دور کے کارواں ذی قدر کے ایک رکن ہمارے قابل احترام دوست مولانا صلاح الدین مقبول احمد ہیں، جو مقرر بھی ہیں اور مدرس بھی، مصنف بھی ہیں اور مترجم بھی، شاعر بھی ہیں اور ادیب بھی، خطیب بھی ہیں اور صحافی بھی۔ اللہ نے یہ یک وقت ان میں متعدد اوصاف جمع فرمادیے ہیں۔

تقسیم ملک سے قبل صوبہ یوپی بڑے بڑے ۳۵ اضلاع پر مشتمل تھا۔ ان اضلاع میں ایک ضلع گونڈہ تھا، اب اسے ضلع بلرام پور کہا جاتا ہے۔ اس ضلع کے ایک گاؤں کا نام ”اڈرہوا“ ہے۔ اس نواح میں اہل حدیث حضرات کا یہ مشہور گاؤں ہے۔ صلاح الدین اسی گاؤں میں

۱۵ جنوری ۱۹۵۶ء کو پیدا ہوئے۔ والد مکرم کا اسم گرامی مقبول احمد ہے، اس لیے یہ صلاح الدین مقبول احمد کہلائے۔

صلاح الدین نے عام قاعدے کے مطابق پرائمری اسکول سے حصول علم کا آغاز کیا۔ پڑھنے کا شوق بھی تھا اور ذہن بھی تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ طلب علم کی مختلف منزلوں سے گزرتے ہوئے ۱۹۷۸ء میں مدینہ یونیورسٹی میں پینچ گئے اور یہاں پچھپنے کا انہیں انتہائی شوق تھا۔ وہاں کے مختلف اساتذہ سے تعلیم حاصل کی اور چار سالہ نصاب ۱۹۸۱ء میں مکمل کیا۔ اس کے بعد عازم کویت ہوئے۔ آج کل وہیں ہیں اور بے حد علمی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اپنے ملک ہندوستان میں تو انہیں اعزاز کا مقام حاصل ہے ہی، کویت اور دیگر عرب ممالک کے اصحاب علم میں بھی نگریم کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔ علم و فضل کی نعمت کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے اخلاق حسنہ کی دولت سے بھی انہیں نوازا ہے۔

مولانا صلاح الدین مقبول احمد کو طالب علمی کے ابتدائی دور ہی میں شعر و شاعری سے دلچسپی پیدا ہو گئی تھی اور وہ عوامی جلسوں میں خود اپنے اشعار سنانے لگے تھے۔ پھر اس سے آگے بڑھ کر بعض مشاعروں میں شرکت کے مواقع میسر آئے اور مشہور شاعروں کی موجودگی میں اپنا کلام سنایا اور داد پائی۔ یہ بہت بڑا اعزاز تھا، جس کے وہ چھوٹی عمر میں مستحق قرار پائے۔

یہاں یہ بھی سنتے جائیے کہ جب انہوں نے اپنے دل میں مدینہ یونیورسٹی میں داخلے کا منصوبہ بنایا تو اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ ان کا شعر گوئی کا جذبہ ختم ہو جائے، چنانچہ بقول ان کے "اللہ نے دعا قبول فرمائی اور شعر گوئی کا خاتمہ ہو گیا۔" سبحان اللہ! اگر اس کا نام وعابہ تو فرمائیے بد دعا کے کہتے ہیں؟ یہ بد دعا تھی جو عین نشانے پر لگی۔

معلوم ہوتا ہے وہ قبولیت کا وقت تھا۔ بہتر ہوتا کہ اس وقت کوئی اچھی دعا کرتے جو قبولیت کا درجہ پاتی۔ لیکن انہوں نے بد دعا کی مدد سے بے چاری معصوم شعر گوئی کا گلا گھونٹا اور ایک شریقات فن کی گردن مروڑی۔ قبولیت کی اس گھڑی میں مجھ فقیر کے لیے اللہ سے التجا کر لیتے

کہ شعر گوئی نہیں تو کم از کم شعر نمبی کا سلیقہ ہی مجھے دینا فرمادے۔

مجھے بچپن میں شعر پڑھنے اور شعر یاد کرنے کا بہت شوق تھا، چنانچہ مختلف شعرا، سب بے شمار شعر زبانی یاد کیے، ان میں سے اکثر اشعار تو بھول گیا ہوں اور جو یاد ہیں، وہ بھی سب سے پڑھ نہیں سکتا۔ بعض اوقات تو ایسا ہوتا ہے کہ کسی شعر کے پہلے مصرعے کو دوسرا بنا دیتا ہوں اور دوسرے کو پہلا۔ اگر کبھی دو مصرعوں کی اس بھینچا تائی اور اول بدل میں کامیاب نہ ہو سکوں تو شعر غلط پڑھنے اور غلط لکھنے میں تو بالکل کوتاہی نہیں کرتا۔ مولانا محمد حنیف ندوی اور شاہ شمس پھلواری کی موجودگی میں کسی وقت کوئی شعر پڑھتا تو وہ فوراً فرماتے ”نثر میں بات کر، ان الفاظ سے مجھے اپنی شعر خوانی اور شعر نمبی کا پتہ چل جاتا تھا۔“

بہر حال مولانا صلاح الدین مقبول احمد کا جذبہ شعر گوئی جو ان کی اپنی ہی بددعا کی نذر ہو گیا تھا، ۳۳ برس کی طویل جدائی کے بعد بھرا اللہ اس کی واپسی شروع ہو گئی ہے۔

کبھی چھوڑی ہوئی منزل بھی یاد آتی ہے راہی کو

بقول ان کے یہ میری ایک تحریر کی وجہ سے ہوا ہے۔ اگر یہ حقیقت ہے تو پھر میری تحریر اچھا خاصا تعویذ ثابت ہوئی، جس نے فوری اثر دکھایا۔

مولانا صلاح الدین نے اس کی واپسی کا خیر مقدم ایک ”مسدس“ لکھ کر کیا ہے، جس کا مسودہ مجھے کویت سے ارسال فرمایا ہے اور ازراہ کرم اس کا انتساب بھی میری طرف کیا گیا ہے۔ ان کا فرمان ہے کہ میں اس کے لیے چند الفاظ لکھ دوں اور ان کے جذبہ شعر گوئی سے درخواست کروں کہ اب وہ انھیں چھوڑ کر واپس نہ جائے۔

میرے یہ مخلص ترین دوست اردو، عربی، فارسی تینوں زبانوں میں شعر کہنے پر قدرت رکھتے ہیں، جب کہ شعر و شاعری میں میرا جو حال ہے، وہ میں نے واضح کر دیا ہے۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہیے کہ ہمارا معاملہ ”زبان یارمن ترکی، من ترکی نمی دانم“ والا ہے۔ وہ اتنے بڑے شاعر اور میں شاعری سے بالکل ناواقف۔ آخر ان کے ”مسدس“ پر لکھوں تو کیا لکھوں اور

بہر کیف مجھے خوشی ہے کہ مجھ شعرنا شناس کی کسی بات سے متاثر ہو کر مولانا صلاح الدین مقبول احمد نے شعر گوئی کا سلسلہ دوبارہ شروع کیا اور میری تحریر کے اثر سے مدتوں کے پچھڑے ہوئے آپس میں مل گئے۔

شعر گوئی میں کوئی برائی نہیں ہے بلکہ شعر کہنا خوش ذوقی کی علامت ہے۔ اگر اس میں کوئی برائی ہوتی تو ہمارے نصاب تعلیم میں سب سے معلقہ، متمنی اور مقامات تحریری جیسی کتابیں شامل نہ کی جاتیں۔

میرے نزدیک مولانا صلاح الدین مقبول احمد کا کلام سادگی، روانی اور حقائق کا مرقع ہے۔ میں نے ان کا پورا "مسدس" غور سے پڑھا۔ جیسا کہ عرض کیا میں شاعر تو نہیں ہوں، لیکن مجھے ان کے کلام میں آمد اور بے ساختگی ہی نظر آئی، آورد اور تصنع کا احساس نہیں ہوا۔ ایک عرصے سے چونکہ انہوں نے اس طرف توجہ نہیں کی، اس لیے ذہن کچھ چکولے سے کھانا دکھائی دیتا ہے۔ اگر سلسلہ فکر جاری رکھیں گے تو ان شاء اللہ ذہن میں توانائی آنے لگی اور قلم رواں ہو جائے گا۔

دعا ہے ہمارے دوست کی شاعری کا جھنڈا ہمیشہ شعریت کی خوش گو اور فضاؤں میں لہراتا رہے۔

محمد اسحاق بھٹی

اسلامیہ کالونی۔ سائڈ ۵۔ لاہور

۶۔ فروری ۲۰۱۱ء

۳ ربیع الاول ۱۴۳۲ھ

## مسدس دعوت

از: علامہ ابن احمد نقوی

مکتبہ ”الکتاب انٹرنیشنل“ (نئی دہلی) کے پروپرائیٹرز نے شوکت سلیم نے جب مجھے بتایا کہ شیخ صلاح الدین مقبول احمد (مقیم کویت) اپنی مسدس پر آپ سے تاثرات لکھوانا چاہتے ہیں تو مجھے حیرت ہوئی کہ شیخ نے اپنے مجموعہ کلام پر تاثرات لکھوانے کے لئے مجھ جیسے فقیر عزت گزین کا انتخاب کیوں کیا۔ پھر جب کمپیوٹر پر نکالا ہوا مسودہ مجھے ملا تو یہ دیکھ کر مزید حیرت ہوئی کہ اس پر ”حرفے چند“ کے مسکند عنوان سے مورخ عصر علامہ محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ کے تاثرات پہلے سے ہی موجود ہیں۔ علامہ بھٹی کے ”حرفے چند“ حرف آخر کی حیثیت رکھتے ہیں، اور اس کے بعد کسی مزید تعارف یا تاثر کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ بہر کیف شیخ صلاح الدین صاحب کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے یہ چند سطور از روہ امتثال امر پیش کی جاتی ہیں۔

شاعری کا ملکہ وہی اور کسی دونوں طرح کا ہوتا ہے، بعض شاعر اپنی خدا داد موزونی طبع کے ذریعہ شروع سے ہی میدان شاعری کے شہسوار بن جاتے ہیں، جبکہ دوسروں کے لئے مشق و حراولت کا سہارا لینا پڑتا ہے اور اپنے مطالعہ اور مشق کے ذریعہ وہ مساق خن ور بن جاتے ہیں، انگریزی کی ایک کہاوت ہے کہ عبقریت (جنی نیس) ۹۰ فیصد مطالعہ مشق و محنت سے حاصل ہوتی ہے، اور اس میں صرف دس فیصدی وجدانی اور فطری جذبہ شامل ہوتا ہے، اس کی مثال میں ہم غالب اور اقبال جیسے بڑے شاعروں کو بھی پیش کر سکتے ہیں۔

غالب نے جب شاعری شروع کی تو ان پر بیدل ظہوری کا گہرا اثر تھا، اور پھر جب وہ مشاعروں میں اپنا کلام سنانے لگے تو ان کے معانی اشعار کی نسبت کہا گیا کہ: اپنا کہا یہ آپ سمجھیں

یا خدا سمجھے۔ ان کے ابتدائی دور کے جوشعار ان کے دیوان میں ملتے ہیں ان میں سے اکثر پر معنی درہن شاعر کا اطلاق ہوتا ہے۔

اقبال بھی ابتداء میں ”چاند تو ہے تو چاندنا ہوں میں“ جیسے مصرعے کہتے تھے۔ لیکن برسوں کی مشق و مزاوت کے بعد انہوں نے وہ مقام حاصل کیا کہ آج وہ آفاقی شاعروں میں شمار ہوتے ہیں۔

شاعری کے بارے میں اساتذہ کی رائے یہ ہے کہ عروض سخن وری کی بنیاد ہے، بحر و وزن پر کمال حاصل کئے بغیر شاعری میں کمال حاصل نہیں ہو سکتا، لیکن یہ کوئی کلیہ نہیں ہے، رومی جن کی مثنوی و فارسی میں ”ہست قرآن در زبان پہلوئی“ کہا جاتا ہے، عروض کے بارے میں کہا تھا

من تدائم فاعلاتن فاعلات  
شعری گویم بہ از آب حیات

یعنی میں عروض نہیں جانتا، پھر بھی میرے شعر آب حیات جیسے حیات بخش اور روح پرور ہیں۔

آج کے زمانہ میں جبکہ شاعری ایک منفعت بخش کاروبار اور روزگار بن گئی ہے، آپ کو بہترے ایسے شاعر مل جائیں گے جنہیں ”وہ مجموع“ اور ”وہ عقروق“ کا فرق بھی معلوم نہیں ہوگا، اسی لئے شاعری سیکھنے کے لئے کسی استاذ کے حضور زانوئے ادب نہ کرنا ضروری نہیں بلکہ لازمی سمجھا جاتا تھا۔ اسانید شعراء کے پیچھے ان کے تلامذہ کی بھیڑ ہوتی تھی، داغ دہلوی، سیلاب اکبر آبادی، اور نوح تاروی ایسے استاذ شعراء تھے جن کے شاگردوں کی بڑی تعداد تھی، اور ان سے شرف تلمذ حاصل ہونا قابل فخر سمجھا جاتا تھا۔

لیکن اب زمانہ بدل گیا ہے، عروض، صنائع و بدائع، انشاء اور بلاغت نصاب کا لازمی حصہ ہوتے تھے اور کسی بھی درسگاہ سے فراغت حاصل کرنے والا طالب علم ان علوم سے بخوبی باخبر ہوتا تھا۔ اب ان کا مطالعہ محض ایک رسمی سی چیز بن کر رہ گیا ہے اور محض امتحان پاس کرنے کے لئے تھوڑا بہت پڑھ لیا جاتا ہے۔

شاعری ایک ایسی غیرت مند صنف ہے جو کسی حال میں اپنا کوئی حریف یا رقیب برداشت نہیں کرتی۔ جتنے بڑے شاعر ہوئے ہیں انہیں دیکھ لیجئے کہ فکر شعر کے سوا ان کا کوئی دیگر مشغلہ نہیں تھا۔ میر، سودا، ذوق، مومن، غالب، یہ سب اول آخر شعر گوئی کے لئے وقف تھے۔ اقبال میر ستر تھے اور انہوں نے اس پیشہ کو اپنایا بھی لیکن اس میں وہ کوئی خاص شہرت یا کامال حاصل نہیں کر سکے۔

ایک بار پنجاب کے وکلاء اور دانشوروں نے یہ مہم شروع کی کہ علامہ اقبال کو پنجاب ہائی کورٹ کا جج بنایا جائے، حکومت کو باضابطہ درخواست پیش کی گئی۔ گورنمنٹ نے پنجاب ہائی کورٹ کے اس وقت کے چیف جسٹس سر شاہی اول کی رائے طلب کی۔ انہوں نے اپنی رپورٹ میں لکھا کہ ہم اقبال کو بطور شاعر تو جانتے ہیں بطور ماہر قانون نہیں جانتے۔ چیف جسٹس کی اس رائے کے بعد ظاہر ہے یہ معاملہ ختم ہو گیا۔ یعنی اقبال تو ایک ماہر قانون والے تو ہو سکتے تھے یا پھر ایک قومی اور بین الاقوامی سطح کے شاعر، ان کے ذوق نے انہیں سخنوری کی اس بلندی پر پہنچایا جہاں پیشہ وارانہ قانونی مہارت ان کا ساتھ نہیں دے سکی، درس و تدریس کا مشغلہ اس سے مستثنیٰ ہے کیونکہ اس میں علم و مطالعہ لازمی ہے اور صحافت اور علوم مطالعہ سے ہی شاعری پر ایمان چڑھتی ہے۔

جو لوگ شاعری کو پیشہ نہیں بناتے وہی تسکین یافتہ طبع کے لئے شعر گوئی کرتے ہیں ایک مرحلہ ایسا آتا ہے جب وہ شعر گوئی کو تصبیح اوقات سمجھ کر اس سے دامن کشاں ہو جاتے ہیں۔ اقبال ولایت جانے سے پہلے میدان سخن میں اپنا علم بلند کر چکے تھے۔ جب اعلیٰ تعلیم کے لئے لندن گئے تو انہوں نے ترک شعر گوئی کا ارادہ کیا۔ ان کے دوست عبدالقادر (سر عبدالقادر) نے اس کی مخالفت کی، لیکن اقبال اپنا فیصلہ بدلنے پر راضی نہ ہوئے، آخر طے ہوا کہ پروفیسر آرنلڈ سے فیصلہ کرایا جائے، جب پروفیسر آرنلڈ کے سامنے یہ بات آئی تو انہوں نے عبدالقادر کے موقف کی تائید کی کہ اقبال کو شعر گوئی ترک نہیں کرنی چاہئے۔ پروفیسر آرنلڈ اقبال کے استاذ تھے، اقبال

ان کے مشورے کو مسترد نہیں کر سکتے تھے، لہذا انہوں نے ترکِ سخن کا ارادہ ترک کر دیا۔ یہ پروفیسر آرنلڈ کا ادب پر بڑا احسان ہے کہ انہوں نے اقبال کو ایک غلط اقدام سے باز رکھا، ورنہ اگر وہ اقبال کے فیصلے کی تائید کر دیتے تو ہمارا شعری سرمایہ ”اقبالیات“ کے گراں بہا اثاثے سے محروم ہو جاتا۔

”مسدس دعوت“ کے مصنف ہمارے سلفی شاعر جناب صلاح الدین مقبول احمد مصلح بھی جب اعلیٰ تعلیم کے لئے جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ پہنچے تو انہوں نے بھی شعر گوئی کو فضول مشغلہ قرار دے کر اس سے دامن کش ہونے کا ارادہ کر لیا اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ انہیں سخن وری سے نجات دے، علامہ نذ اسحاق بھٹی نے اس پر بڑا لطیف طنز کیا ہے، فرماتے ہیں:

”چنانچہ بقول ان کے اللہ نے دعا قبول فرمائی اور شعر گوئی کا خاتمہ ہو گیا سبحان اللہ! اگر اس کا نام دعا ہے تو فرمائیے بددعا کسے کہتے ہیں، یہ بددعا تھی جو عین نشانے پر لگی۔ بہر حال مولانا صلاح الدین مقبول احمد کا جذبہ شعر گوئی جو ان کی اپنی ہی بددعا کی نذر ہو گیا تھا ۳۳ برس کی طویل جدالی کے بعد بجز اللہ اس کی واپسی شروع ہو گئی ہے۔ بقول ان کے، یہ میری ایک تحریر کی وجہ سے ہوئی ہے“ (حرفے چند)۔

شیخ صلاح الدین ”مسدس دعوت“ کے انتساب میں کتاب کو علامہ اسحاق بھٹی کے نام معنون کر کے لکھتے ہیں: یہ شعری پیغام ان کی کتاب ”دبستان حدیث“ میں میرے ترکِ شاعری پر تبصرہ کی راہین منت ہے (انتساب)۔

تو یا علامہ بھٹی کی تحریر نے شیخ صلاح الدین مصلح کے حق میں وہ کام کیا جو اقبال کے معاملہ میں پروفیسر آرنلڈ کی رائے نے کیا تھا۔

بہر کیف ۳۳ سال یعنی تین دہائیوں سے بھی زیادہ ترکِ شاعری کی مدت اتنی طویل ہے کہ ایک مشاق اور قافرا کلام شاعر بھی دیارِ سخن میں اجنبی بن کر رہ جاتا ہے، چنانچہ شیخ صلاح الدین نے کوچہ شمر میں دوبارہ قدم رکھا تو انہیں اس سنگلاخ وادی میں قدم جما کر چلنے میں دشواری پیش

آئی، جیسا کہ ان کی مسدس سے ظاہر ہے۔ اور جس کے بارے میں علامہ محمد اسحاق بھٹئی نے صحیح لکھا ہے: ”ایک عرصہ سے چونکہ انہوں نے اس طرف توجہ نہیں کی اس لئے ذہن کیہر ہچکولے کھاتے دکھائی دیتا ہے“ (حرفے چند)۔

جیسا کہ اوپر عرض کیا گیا شعر گوئی میں مشق و مزاولت ضروری ہی نہیں لازمی ہے، اگر کوئی شاعر اس طرف توجہ نہیں کرتا تو جو ہر لطیف بے جان ہو کر رہ جاتا ہے، غالب اور اقبال و بانوی کی فکر مشق و مزاولت کے بعد ہی اس رتبہ پر پہنچے کہ آج وہ سخن کا مینار و نور بنے ہوئے ہیں۔

شیخ صلاح کی ”مسدس دعوت“ میں جو چیز قاری کو سب سے زیادہ متاثر کرتی ہے وہ فکر کی پاکیزگی، جذبہ کی صداقت اور لہجہ کی سلاست اور بلاغت ہے۔ وہ ایک ممتاز سلفی عالم دین اور کویت میں رہ کر اسلامیات پر عربی میں متعدد اہم کتابیں تصنیف کر چکے ہیں، اس بلویل جدائی کے بعد جب وہ شعر گوئی سے، ”باز جو دید روزگار وصل خویش“ کے طالب ہوئے تو ظاہر ہے کہ اجنبیت دور ہونے میں وقت تو لگے گا ہی۔

جیسا کہ علامہ بھٹئی نے لکھا ہے: ان کی مسدس (سادگی، روانی اور حقائق کا مرقع ہے)۔ یہی اس مسدس کی خصوصیت ہے۔

حالی نے مسلم معاشرہ کی اصلاح اور نشاۃ ثانیہ کے لئے مسدس حالی لکھی جو اس وقت میں ایک بالکل علاحدہ آواز سنائی دی، ”مسدس حالی“ سے اس درجہ متاثر ہوئے کہ انہوں نے جذباتی لہجہ میں کہا کہ جب محشر میں اللہ تعالیٰ مجھ سے پوچھے گا کہ کیا لائے ہو تو میں عرض کروں گا کہ حالی سے مسدس لکھو! الایہوا۔

لیکن اس دور کے زندہ دلان سخن جو ہنکاروں اور رنگینی کے دلدادہ تھے انہوں نے مسدس پر طنز کرتے ہوئے کہا:

رنگ و نگہت سے مطلقاً حالی زندگی ہے مسدس حالی

یعنی ان کے نزدیک اگر حالی اس مسدس کے بجائے شوق لکھنوی کی ”زہر عشق جبین“ مشنوی لکھتے تو وہ انہیں زیادہ پسند آتی۔

شیخ صلاح کیونکہ ایک ممتاز سلفی عالم ہیں اس لئے یہ مسدس بھی سلفیت کی تبلیغ و تلقین اور تعارف پیش کرتی ہے، اس کے سارے عنوانات سلفیت کو پیش کرتے ہیں، شرکت و بدعت کی مذمت کرتے ہیں اس لئے ذہن اس مسدس کے مطالعہ میں جگہ جگہ بچکولے لکھانے کے باوجود شاعر کی پاکیزگی فکر اور اس کے جذبہ کی گہرائی و گیرائی سے متاثر ہوتا ہے۔

سر عبد القادر کو اقبال کے کلام میں غالب کی مضطرب روح دکھائی دی تھی۔ سلفی شاعر جناب صلاح الدین مصلح نے جب دوبارہ کوچہ شعر میں قدم رکھا تو انہوں نے داغ کی فکر اور اسلوب کو نہیں اپنایا بلکہ حالی کی بے چین روح کو اپنا رہنما بنایا۔ حالی اصلاح معاشرہ کے ذریعہ ہندی مسلمانوں کو ابھارنا چاہتے تھے۔ شیخ صلاح اپنی ”مسدس دعوت“ کے ذریعہ مسلمانوں کے عقیدہ کی اصلاح کے متمنی ہیں۔

خامبر ہے مسلمان اقتصادی و معاشرتی میدان میں کتنے ہی آگے بڑھ جائیں لیکن اگر ان کے عقیدہ کی بنیاد قرآن و سنت نہیں ہے تو وہ صراط مستقیم پر گامزن نہیں ہو سکتے، اور صراط مستقیم یعنی کتاب و سنت یا دین خالص ہی بہر حال ایک مومن کا صحیح نظر اور مقصد حیات ہونا چاہئے ورنہ بقول سعدی ”ترسم نہ رسی بکعبہ اے اعرابی، کیس راہ کہ تو می روی بہ ترستان است“۔

اقبال نے بھی اسی بات کو اس طرح دہرایا تھا:

بمصطفیٰ برسوں خویش را کہ دیں ہمدوست  
اگر بہاؤ نہ سیدی تمام بولہبی ست

اسی ابدی صداقت کو شیخ صلاح الدین مصلح نے اپنی ”مسدس دعوت“ میں پیش کیا ہے۔ جو اہل اس ”مسدس“ میں فنی محاسن تلاش کرنے کی کوشش کریں گے انہیں تو مایوسی ہوگی، لیکن جن لوگوں کی نظر پاکیزگی فکر، جذبہ کے سوز و ساز اور لہجہ کی سلاست پر ہے، وہ یقیناً اس ”مسدس“ کو پسند کریں گے۔

ابن احمد نقوی

نئی دہلی

۱۵ اپریل ۲۰۱۱ء

## تقریظ

از: مولانا عبدالعظیم ماہر

علم و تحقیق اور تصنیف و تالیف سے وابستگی رکھنے والا یہ عالم و فاضل اور محقق اور شاعری کے میدان میں قدم رکھتا ہے اور عمدہ اور اعلیٰ معیار کی شاعری کرتا ہے تو دوسرے لوگوں کو اس پر تعجب ہو سکتا ہے، لیکن مجھے اس پر کوئی تعجب نہیں ہے، کیونکہ میں ان کو جانتا اور پہچانتا ہوں اور ان کی گونا گوں صلاحیتوں سے واقف ہوں، یہ اپنے طالب علمی کے ابتدائی دور میں میرے پاس زیر تعلیم رہ چکے ہیں۔ ۱۹۶۷ء، ۱۹۶۸ء اور ۱۹۶۹ء میں یہ جامعہ عربیہ مدرسہ العلوم سمرامیں بالترتیب جماعت اول، جماعت ثانیہ اور جماعت ثالثہ میں تعلیم حاصل کرتے رہے ہیں۔ محترم جناب مولانا عبدالحمین صاحب منظر مرحوم اور یہ راقم سطور ان دونوں مذکورہ تعلیمی ادارہ میں مدرسے فریضہ انجام دے رہے تھے۔ یہ یعنی مولانا صلاح الدین صاحب۔ بہت ذہین و فطین تھے اور اس کے ساتھ محنت و مستعدی میں بھی بہت آگے تھے، نیز حصول علم کا شوق بھی بہت کافی اور قابل رشک تھا۔ ان سب چیزوں نے مل کر ان کی شخصیت کو ابتدا ہی میں نکھار دیا جس کے نتیجے میں یہ اساتذہ و طلبہ اور دیگر متعلقین مدرسہ میں ہر دلہیز اور مقبول ہو گئے تھے، نیز سالانہ امتحانات میں جو ان دنوں اجتماعی طور پر ضلعی پیمانہ پر ہوتا تھا اس میں امتیازی نمبرات سے پہلی پوزیشن سے سرفراز ہوتے تھے، جس کی وجہ سے ان کی قدر و منزلت لوگوں میں اور بڑھ گئی تھی۔

✽ ۱۹۶۸ء میں جب یہ جماعت ثانیہ میں زیر تعلیم تھے تو ہمارے مدرسہ میں ایک عظیم الشان اجلاس ہوا، جس میں ضلع اور بیرون ضلع کے بہت سے علماء و خطباء شریک تھے، اس اجلاس

میں انہوں نے ایک استقبالیہ نظم پیش کی، نظم اتنی عمدہ اور معیاری تھی کہ ناظم اجلاس جناب مولانا ڈاکٹر خالد انصاری انجم نے متاثر ہو کر استقبالیہ نظم پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اس پنجے نے جو استقبالیہ نظم پیش کی ہے وہ اتنی دلکش، معیاری اور اثر انگیز ہے کہ میں کہہ سکتا ہوں کہ یہ پچراگر اسی طرح شاعری کرتا رہا اور شاعری کے میدان میں رو گیا تو مستقبل میں یہ اپنے دور کا اقبال بنے گا۔ یہ بہت بڑا تمغہ اور اعزاز تھا جو انہیں بچپن ہی میں ایک عظیم اور کبوتر مشق شاعر سے ملا تھا۔

بہر حال ان کی انہیں صلاحیتوں کو دیکھ کر اسی دور میں میں نے بھی ان سے ایک سلمی وادبی کام لینے کا ارادہ کیا جس کی تفصیل یہ ہے کہ ۱۹۶۹ء میں میں اپنی اسلامی نظموں کی کتاب ”نعمات ماہر“ ترتیب دے رہا تھا (بعد میں میں نے اس کا نام تبدیل کر کے ”نعمات اسلام“ کر دیا۔ اس کتاب کے اب تک پانچ ایڈیشن نکل چکے ہیں) نظموں کا عنوان بھی نہیں لکھا تھا تو عنوان کی تعیین کا کام ان کے حوالہ کیا اور تمام مسودات ان کو دے کر کہا کہ ہر ایک نظم کو غور سے پڑھ لیجئے اور جو عنوان مناسب سمجھ میں آئے اسے متعین کر لیجئے، چنانچہ دوسرے ہی دن یہ کام مکمل کر کے اور ہر نظم کا خوبصورت اور دلکش عنوان لکھ کر میرے حوالہ کر دیا، اتنی جلدی سے کام مکمل ہونے پر میں نے خوشی کا اظہار کیا، اور ان کو دعا میں دیں، عنوانات پر آپ حضرات بھی نظر ڈال لیں تاکہ سند ہو جائے اور دعویٰ کی صداقت کی دلیل ہو جائے: (باہمی اکرم، بدر الدجی، خیر البشر، فخر الاسلام، پیغام عمل، دعوت مجاہد، عزائم، عزم مصمم، دعوت حق، ہمت مرداں، صدائے مجاہدین، دعوت عمل، دور بیداری)، وغیرہ وغیرہ، بہر حال اعلیٰ معیار کے یہ عنوانات خود شاہد ہیں کہ جماعت شائستہ میں تعلیم حاصل کرنے والا یہ بچہ اس ابتدائی دور میں ذوق شعر و ادب میں کس قدر آگے تھا اور مستقبل میں شعر و ادب کی کن بلندیوں کو چھوئے گا۔

بہت جتنی صاحب نے بالکل بیجا ارشاد فرمایا ہے۔

”مجھ کو وہ دور کے کاروان ذمی قدر کے ایک رکن ہمارے قابل احترام دوست مولانا صابر الدین متبولی احمد ہیں، جو مقرر بھی ہیں اور مدرس بھی، مصنف بھی ہیں اور مترجم بھی، شاعر

بھی ہیں اور ادیب بھی، خطیب بھی ہیں اور صحافی بھی، اللہ نے بیک وقت ان میں متعدد اوصاف جمع فرمادیئے ہیں (اسی کتاب کا مقدمہ ”حرفے چند“۔)

یہ واقعہ ہے کہ مولانا صلاح الدین صاحب کو اللہ تعالیٰ نے بہت سی خوبیوں اور بہت سے کمالات سے نوازا ہے، علم و فضل میں جوان کا مرتبہ و مقام ہے وہ تو عیاں بیاں اور ظاہر ہے، اس کے علاوہ طبعی اعتبار سے بھی وہ بہت بلند اخلاق و کردار کے مالک ہیں، وہ انتہائی سنجیدہ، متحمل مزاج اور عظیم الطبع ہیں، اور دوسروں کے دکھ درد میں شریک ہونے والے، دوسروں کے کام آنے والے اور دوسروں کی مدد کرنے والے، بے حد فیاض، سخی اور کریم النفس ہیں: (دلک فضل اللہ یؤتیه من یشاء):

یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا ہر مدنی کے واسطے دار درسن کہاں

اب ان تمہیدی کلمات کے بعد اصل موضوع کی طرف آتا ہوں کہ مولانا صلاح الدین صاحب کی منظوم کتاب اس وقت میرے سامنے ہے اس کو میں نے دوبار بالا تیغاب پڑھا ہے اور قدرت کا لطف حاصل کیا ہے۔ موصوف نے فرمائش کی ہے کہ اس کتاب پر آپ بھی اپنے کچھ تاثرات تحریر کر دیں، تو میں سمجھتا ہوں کہ مولانا صلاح الدین صاحب کی طرف سے میری یہ قدر افزائی ہے اور یہ فرمائش میرے لئے بہت بڑا اعزاز ہے کہ ان کی کتاب پر میں کچھ اپنے تاثرات پیش کروں، میرے دل میں چونکہ مولانا کی بڑی قدر ہے اس لئے میں مولانا کی فرمائش اسی طرح رد نہیں کر سکتا اور جو کچھ ٹوٹے پھوٹے الفاظ میرے لئے میسر ہیں میں انہیں تحریر کر رہا ہوں۔

مولانا صلاح الدین صاحب نے اس کتاب میں صرف شاعری نہیں کی ہے اور نہ صرف اپنا شاعرانہ کمال اور جوہر دکھایا ہے، بلکہ اس میں اسلام کے بیش تر علمی، عملی اور فکری سرمایہ جمع اور محفوظ کر دیا ہے اور اسلام کے کلیات و جزئیات کو نقلی اور عقلی دلائل سے مدلل و مبرہن کر دیا ہے اور اس کے ساتھ مسلک اہل حدیث اور مسلک سلف کو کتاب و سنت کے بالکل قریب اور اسلام کے عین مطابق و موافق ثابت کیا ہے۔

ۛ حمد رب ذوالجلال کے ضمن میں "وجود باری تعالیٰ، توحید رب العالمین اور صفات الہیہ" کو نہایت ہی فصیح و بلیغ انداز میں پیش کیا ہے، اور سیرت نبی اکرم ﷺ کے ضمن میں نبی محترم کی رسالت، بلکہ تمام انبیاء و مرسلین کی رسالت کی ضرورت و اہمیت پر قدرے تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی ہے اور اسے جزاء ایمان بتایا ہے، مناقب صحابہ، تابعین، تبع تابعین کے ضمن میں ان کے اخلاق و کردار، ان کی مساعی اور اشاعت اسلام میں ان کی عظیم خدمات کو جو مختلف میدانوں میں ہوئی ہیں بڑے والہانہ انداز میں ذکر کیا ہے۔ محدثین کرام کی اشاعت حدیث میں جو مساعی جمیلہ اور اس سلسلہ میں جو اسفار شاقہ ہیں ان کو عمومی طور پر، اور اصحاب صحاح ستہ کے امتیازات اور ان کی کارکردگی کو خصوصی طور پر بیان کیا ہے، نیز قوانین شریعت کی تشریح و توضیح میں ائمہ مجتہدین کی جو خدمات جلیلہ اور اس میدان میں ان کی جو قابل قدر کارکردگیاں ہیں ان کو سراہا ہے، اور ان کی اہمیت اور ضرورت کا برملا اعتراف کیا ہے۔ علاوہ ازیں اسلام اور اسلام کے بعض جزئیے پر محمدین و مخالفین کے جو اعتراضات اور اشکالات ہیں ان کا ذکر کیا ہے اور ان کا مسکت اور دندان شکن جواب دیا ہے، اسی طرح سے جو باطل فرتے ہیں، جیسے شیعو، خوارج، معتزلہ، مرجئہ، قدریہ، جبریہ، جمہیہ، معتزلہ، مشبہ اور صوفیاء وغیرہ وغیرہ، ان کے جو باطل عقائد و نظریات، اعمال و خرافات اور باطل افکار و خیالات ہیں ان کی نشاندہی کی ہے اور ان کے بطلان کو دلائل و شواہد سے ثابت کیا ہے اور کہا ہے کہ اسلام کے پاکیزہ و فطری عقائد و تعلیمات سے ان باطل فرقوں کے عقائد و اعمال متصادم اور مخالف ہیں اور ہرگز اس لائق نہیں کہ ان کی طرف توجہ کی جائے۔

ۛ اور دور حاضر میں مساوات اور آزادی نسواں کا جو پرفریب نعرہ مغرب نے دیا ہے، مولانا نے اس طرف بھی نگاہ ڈالی ہے، اور اس کی اصلیت و حقیقت کی نقاب کشائی کی ہے اور مغرب کے نعرہ مساوات و آزادی نسواں کے کھوکھلا پن کو حالات کی شہادت سے خوب نمایاں کیا ہے اور بھرپور وار کیا ہے، یہ اور اس طرح کے بہت سے علمی و دینی حقائق سے پوری کتاب مزین ہے اور اس لائق ہے کہ سلفیت سے تعلق رکھنے والا ہر شخص اسے اپنے ساتھ رکھے اور استفادہ کرے۔

• یہاں تک کتاب کے معنوی محاسن کا بیان تھا اب تھوڑا سا ذکر ظاہری محاسن کا بھی ہو جائے، تو عرض ہے کہ مولانا نے اپنی شاعری کے لئے جو انوکھا اور منفرد انداز اختیار کیا ہے وہ انتہائی پیارا اور قابل ستائش ہے، کلام میں شائستگی بھی ہے اور پختگی بھی، سلاست بھی ہے اور روانی بھی، رعنائی بھی ہے اور تازگی بھی، شاعری کے لئے مولانا نے جو زبان اور زمین منتخب کی ہے وہ علامہ اقبال کے ”شکوہ“ اور ”جواب شکوہ“ سے ملتی جلتی ہے۔ کلام کی آواز اور آہنگ شکوہ جو اب شکوہ ہی کی طرح ہے اور پڑھتے وقت وہی لطف بلد معنویت کو ملحوظ رکھا جائے تو اس سے زیادہ لطف حاصل ہوتا ہے اسی لئے بلا تامل کہا جاسکتا ہے کہ جو شاعری علامہ اقبال کی شاعری کی طرح ہو یا اسی سے ملتی جلتی ہو وہ یقیناً قابل توجہ اور قابل ستائش ہوگی۔

خلاصہ کلام یہ کہ مولانا کی یہ کتاب معنوی اور ظاہری طور پر مضامین، اسلوب بیان، اور طرز و انداز ہر اعتبار سے قابل رشک اور لائق التحات ہے۔

لیجئے اب ان کے کلام کے کچھ نمونے اور اقتباس ملاحظہ فرمائیں، جن سے آپ کو ان کے کلام کی رعنائی، سلاست، اور خوش بیانی بھی معلوم ہو جائے گی، اور ان کے کلام کی شیرینی اور مٹھاس بھی آپ محسوس کریں گے۔

• ایمان کی اہمیت و ضرورت پر یوں روشنی ڈالی ہے:

جو نہ ایمان سلامت تو عبادت برباد قصر و ایوان کے کیمتوں کی سیاست برباد  
وہ تجارت ہو، حکومت کہ قیادت برباد خانقاہوں میں طریقت، و ریاضت برباد

ہے جو ایمان سلامت تو اماں باقی ہے

رب کی توحید سے عظمت کا نشان باقی ہے

• وجود باری تعالیٰ پر ایک جگہ اس طرح دلیل پیش کی ہے:

ساری مخلوق ہے اللہ کی خلقت کی دلیل حسن ترتیب و نفاست میں نہیں کوئی مثل  
اس کے قانون کو ہرگز نہ تلاش تمکیل اس کی تخلیق سے بہتر نہ حسین اور جمیل

حادثہ کوئی بھی ایسا نہ منقلم ہوگا  
کوئی قانون بھی اس طرح نہ محکم ہوگا

✽ ایب جلد نبی اکرم ﷺ کے القاب و اوصاف کو اس طرح بیان کیا ہے:

مصلحی، مکی، ماتی، امی، مختار ہوئے ماقب و صادق و سید ہوئے سردار ہوئے  
ان کی آواز سے سوئے ہونے بیدار ہوئے شرک سے دور ہوئے دین کے علم دار ہوئے

آپ سے دنیا کو بننے کا قرینہ آیا  
ظلم رخصت ہوا ظالم کو پسینہ آیا

اقتباس میں کہاں تک نقل کروں، ماشاء اللہ پوری کتاب اسی طرح کے پیار سے پیار سے  
اور دشمن اشعار سے بھری پڑی ہے، جو دل کو تابندگی، روح کو تازگی، اور آنکھوں کو نور دیتی ہے،  
میں اپنی بات کو اسی پر ختم کرتے ہوئے رب العالمین سے دعا گو ہوں کہ وہ مولانا صلاح الدین  
صاحب کو دارین میں سعادت سے نوازے اور ان کی شاعری سے قوم و جماعت کو ہمیش بہا فائدہ  
پہنچائے اور مہر حقیر پر اپنے الطاف کریمانہ سے دونوں جہاں میں سایہ رحمت فرمائے۔ آمین یا  
رب العالمین۔

والسلام

عبدالعلیم ماہر

(استاذ جامعہ سراج العلوم بوظہ ہیار، بلرام پور (یوپی))

۱۸ اپریل ۲۰۱۱ء



# مسدس شاہراہ دعوت

تمہید

حمد و ثنا

صلاة و سلام

صحابہ کرام کی مساعی جمیلہ

سلف صالحین اور انکا مسلک

”مسدس“ کی وجہ تالیف

دعا اور شکر یہ



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## تمہید

حمد و ثنا

(ہمید الاعلیٰ) اسے بندہ خود آغاز کرے سرنگوں خلدہ کوتاہ ہے، کیا ناز کرے  
رب کی تعریف میں کتنی بھی تک و تاز کرے کیا حقیقت کہ ذرا حد سے وہ پرداز کرے

رب کی تعریف میں وہ وسعت و پہنائی ہے

ساری مخلوق ہے عاجز، یہ ندا آئی ہے

”روشنائی“ میں سمندر سبھی، ضم ہو جائیں ساری دنیا کے یہ اشجار ”قلم“ ہو جائیں  
اور پھر ملنے سبھی محو رقم ہو جائیں رب کے ”کلمات“ تو ممکن نہیں، کم ہو جائیں

ضم تعریف نہ ہو، کوئی جو دن رات کرے

جن و انسان ہی کیا، پوری کائنات کرے

اسکے احکام کا، سارا جہاں پابند و غلام یہ تو ممکن نہیں، ہو زیر و زبر اسکا نظام  
اس کی تسبیح کیا کرتی ہے مخلوق تمام اپنے خالق کے تیس سرنگوں رہتی ہے مدام

ایک انسان ہے، جو ظالم و جاہل ٹھہرا

اپنے اعمال و فرائض سے وہ غافل ٹھہرا

## صلاة و سلام

جوش میں آگیا پھر اس کا سماوی پیغام منتخب ہو گیا اس کے لئے نبیوں کا امام  
چھا گیا دہر میں یوں رشد و ہدایت کا نظام ان پہ ہو رحمت بے پایاں، صلاة اور سلام

ان کی بعثت ہوئی انسان سے انسان ملے

پھر ہدایت کے لئے ”سنت و قرآن“ ملے

ضمونشاں آپ نے قدیل ہدایت کی ہے علم کے نور سے سب دور جہالت کی ہے  
 حکم تھا، آپ نے تبلیغ رسالت کی ہے فرش پر عرش کے فرماں کی دکالت کی ہے  
 آپ نے رب کی امانت کو ادا فرمایا  
 دین غالب ہوا، باطل نہ کبھی اٹھ پایا

### صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مساعی جمیلہ

فیض انوار نبوت سے سر انجام ہوا ان کے جوہر کھلے، پھر اس کا اثر عام ہوا  
 انکی کاوش سے جہاں گیر یہ پیغام ہوا ابن آدم پہ یہ اللہ کا انعام ہوا  
 اپنے اسلاف یہی ہیں، وہ رعیل اول  
 جن سے روشن ہوئی یہ دین ہدیٰ کی مشعل

### سلف صالحین اور ان کا مسلک

اپنے اسلاف نے اس دین کی حفاظت کی ہے انکے اخلاف نے پھر اسکی ”روایت“ کی ہے  
 شرک و بدعات سے دور کی کی ہدایت کی ہے دین شاداب رہے، انکی حمایت کی ہے  
 ہیں یہی ”مسلک سنت“ کے وہ سارے اوصاف  
 جن کے حامل تھے زمانے میں ہمارے اسلاف  
 صدق و اخلاص و ہدایت کی ایک آواز ہے یہ سیرت و سنت نبوی کا حسین ساز ہے یہ  
 شرع اسلام کا اک سردی انداز ہے یہ فہم اسلاف کا شہ پارہ و شہناز ہے یہ  
 اس طریقہ پہ اکر سب کا عمل ہو جائے  
 راہ آسان ہو اور مسئلہ حل ہو جائے

## ”مسدس“ کی وجہ تالیف، طریقہ بحث اور اس کے مشمولات

علم و دانش کی بہرہ جو یہ ارزانی ہے رحمت ربّ دو عالم کی فراوانی ہے  
دین و دنیا میں جو اسلاف کی قربانی ہے یہ ”مسدس“ اسی دعوت کی ثنا خوانی ہے

جادو دین پہ برخص کو ہمراہ کروں

جاننا ہوں جو میں، اوروں کو بھی آگاہ کروں

وجہ تالیف ہے، حالی کے ”مسدس“ کا کمال اس ہے شعر کو، ”شکوہ“ کی زمین اقبال  
”جہد ناقص“ میں یہ مصلح کو رہا پورا خیال دینِ خالص کی وہی سرمدی دعوت ہو بحال

رب کی توفیق سے ”دعوت“ میں تو انائی ہے

شاعری کی یہ نہیں، روح کی رعنائی ہے

اپنے اسلاف کے پاکیزہ رقائق اس میں دین محفوظ رہے، سلفی طرائق اس میں  
نشاطِ عظمت رفتہ کے وقائق اس میں اپنی تاریخ کے ہیں سارے حقائق اس میں

لے تو اپنی ہے، وہی قصہ پارینہ ہے

دینِ خالص کے حقائق کا یہ آئینہ ہے

### دعا اور شکر یہ

دعوتِ رشد و ہدایت سدا معمول رہے یہ ”مسدس“ ترے دربار میں مقبول رہے  
شرک و شبہات میں جو قلب بھی مشغول رہے اسکی حجت کو ”مسدس“ یہی محمول رہے

میری تحریر کو وہ قوتِ تاثیر ملے

فکرِ بالیدہ ہو، اس کو نئی تفکیر ملے

لجھے بزمِ ادب میں یہ ”مسدس“ ہے جیسا اس کی دعوت ہے، یہ، امت کیلئے خیر اندیش  
قلبِ مصحح ہے جہاں کیلئے محبت کیش آنسو ماجور کرے رب جہاں، بیش از بیش

واخوشا! رب سے ”مسدس“ کو یہ توفیق ملے

اس کی حق بات ہو تسلیم، یہ توفیق ملے

ہے دعا زیت میں اخلاص کی زبانش ہو فکرِ اسلاف سے پھر ذہن کی آرائش ہو  
دل کو تسکین ملے، روح کو آسائش ہو روز افزوں اسی متہاج کی افزائش ہو

جو ہیں بھلکے انہیں پھر سے رہ حق مل جائے

قلبِ ویراں میں صداقت کی کلی کھل جائے

شکر اس کا کہ مجھے بھی سخن آرائی ملی میرے اس ”نعمۃ توحید“ کو رمنائی ملی  
بزمِ احباب و مشائخ میں پذیرائی ملی انکی اصلاح سے نعمہ کو بھی زیبائی ملی

شاد و آباد رہے علم کا یہ کا شانہ

جذبہ شکر سے لبریز دل کا پیانہ

شکریہ! بندہ کو لغزش سے جو آگاہ کرے درگزرِ مصحح خستہ سے بھی اللہ کرے  
درخورِ اعتنا یہ ”کوشش کوتاہ“ کرے حشر اس کا، انھیں اسلاف (۱) کے ہمراہ کرے

مغفرت سے اسے اللہ سرفراز کرے

سایہ دامنِ رحمت میں رہے، ناز کرے

(۱) ہمارے اسلاف کا تذکرہ قرآن کریم میں یوں موجود ہے: ﴿وَمَنْ يُضِلِّ اللَّهُ فَمَا لِيُبْلِغَهُ مِنَ الْوَسْطَىٰ فَالْيَمِينِ وَمَنْ يُضِلِّ اللَّهُ فَمَا لِيُبْلِغَهُ مِنَ الْوَسْطَىٰ فَالْيَمِينِ وَمَنْ يُضِلِّ اللَّهُ فَمَا لِيُبْلِغَهُ مِنَ الْوَسْطَىٰ فَالْيَمِينِ﴾ (النساء ۵۶) یعنی جو اللہ اور رسول کا مطیع ہوگا، وہ اللہ کے انور یافتہ حضرات انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کے ساتھ ہوگا، اور رئیس ہونے کے اعتبار سے وہ بہتر لوگ ہوں گے۔“

# ایمانیات

ایمان ایک فطری تقاضا  
دلائل وجودِ باری تعالیٰ  
منکرین وجودِ باری تعالیٰ  
ملاحظہ کی نظر میں خالق کائنات  
اہل اسلام کے مسکت دلائل و براہین  
صفاتِ باری تعالیٰ  
ارکانِ ایمان  
ارکانِ اسلام  
ایمان کی تعریف  
احسان کی تعریف  
توحید کے اقسام  
شرعی توہین اور وسیلہ



# ایمان

ایک فطری تقاضا اور اس کی ضرورت و اہمیت (۱)

رب پہ ایمان ہے تقاضائے دلِ انسانی رب کا عرفان ہے تزئین رہ ایمانی  
دینِ فطرت پہ ہے تخلیقِ جہانِ فانی نسلِ آدم ہے ”الست“ (۲) کی سدا زندانی

طفلِ زائیدہ ہے (۳) اسلام کی فطرت کا امیں

مخرف کرتے ہیں اس راہ سے خود گھر کے کلیں

نوعِ انساں کو ہے ایمان کی حرارت درکار جذبہٴ قیر سے تب جا سکے وہ ہوگا سرشار

حسنِ اخلاق پہ ہے سیرتِ انساں کا مدار ورنہ مردود ہے دعوائے علوٰی کروار

وحی و الہام سے ہر قیر کی پہچان ہوئی

ہم معزز ہوئے، جب رحمتِ رحمان ہوئی

وہ علاقے جہاں مقنود یہ ایمان رہا انکے ماحول پہ قابض سدا شیطان رہا

اپنے کردار میں انسان بھی حیوان رہا وہ کہ محروم ہدایت تھا، پریشان رہا

(۱) تفصیل کیلئے ملاحظہ فرمائیں میری کتاب ”الایمان نالہ و دورہ فی نساء شخصیۃ المسلم“ (اسلم شخصیت کی تشکیل میں ایمان باللہ کا کردار)۔

(۲) اشارہ ہے ارشادِ باری: ”الست بربکم، قالوا، ہلی، شہدنا۔“ (الاعراف ۱۷۲) میں وارد عہدِ ایمان کی طرف، جس کے عدم پابندی کا عذر قیامت میں قابلِ قبول نہ ہوگا۔

(۳) عیاض بن حمار الجاشعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے حدیثِ قدسی میں فرمایا: ”.. وانی خلفت عبادی حنفاء کلہم، وانہم انتہم الشیاطین فاجتالہم عن دینہم“ (صحیح مسلم حدیث نمبر ۲۸۶۵) یعنی میں نے اپنے بندوں کو مسلمان پیدا کیا، لیکن ان شیاطین نے انہیں اپنے دین سے دور کر دیا۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی تفسیقِ ملیہ حدیث ”کل مولود یولد علی فطرۃ، ثم ابواہ یہودانہ، او نصرانہ، او مجسانہ“ (یعنی ہر بچہ کی پیدائش فطرتِ اسلام پر ہوتی ہے، پھر اسکے والدین اسے یہودی یا نصرانی یا مجوسی بناتے ہیں)۔

جائے الحاد ہے، (۱) ایمان سے موصوف نہیں

خالق کون ومکاں ہی جہاں معروف نہیں

ہو نہ ایمان سلامت، تو عبادت برباد قصر وایوان کے مکینوں کی سیاست برباد

وہ تجارت ہو، حکومت کہ قیادت برباد خانقاہوں میں طریقت، دریاخت برباد

ہے جو ایمان سلامت (۲) تو اماں باقی ہے

رب کی توحید سے عظمت کا نشاں باقی ہے

(۱) اٹھارہویں صدی عیسوی نے ایک فرانسیسی فلسفی اور شاعر "جان جوک روسو" کے قول کی طرف اشارہ ہے۔

وہ ضلالت کے اندھیروں میں بھٹکتے ہی رہے تیرگی ان کا مقصد تھی سومرتے ہی رہے

(۲) اللہ کا ارشاد باری ہے: **وَلَمْ يَلْمِ أُمَّةً مِنْكُمْ لِيُكْفِرُوا وَلَمْ يَلْمِ أُمَّةً مِنْكُمْ لِيُكْفِرُوا وَلَمْ يَلْمِ أُمَّةً مِنْكُمْ لِيُكْفِرُوا**

(الانعام ۸۲) سے ماخوذ ہے۔ (یعنی: جو ایمان لائے اور اپنے ایمان کو ظلم (شُرک) سے ملوث نہیں کیے، انہیں کیلئے

(دنیا و آخرت) میں امن وامان ہے اور وہی ہدایت یاب ہیں۔



اُن کا اک لقمہ سے جو کام ہوا کرتا ہے  
 اُس کا کس ذات سے الہام ہوا کرتا ہے؟  
 خلقتِ ہم و بصر (۱) سمع کی توانائی ذوق کی، لمس کی تاثیر کہاں سے آئی  
 یہ زباں کس نے عطا کی ہے اسے گویائی عقل نے فکر کی تمکین کہاں سے پائی  
 قطرہ آب سے تخلیق ذرا یاد کرو  
 دل کی دنیا کو بھی ایمان سے آباد کرو  
 کتنی پر پیچ ہے ترکیب و جوہر انساں کہ تصور ہی سے ہوتی ہے خرد بھی حیراں  
 کون ہے کارگہ زیت کا ہر دم نغراں کس کی بنیاد پہ قائم ہے یہ بزم امکاں  
 رب کے جلوے ہیں، جو سب انفس و آفاق میں ہیں  
 رب کی آیات میں (۲) قرآن کے آساق میں ہیں

### دلالتِ شرع

کس کی جانب سے ہوئے سارے صحائف الہام جن میں موجود ہے ”آدم سے محمد تک“ نام  
 ان کے پیرو رہے ہر دور میں مقبول انام کس نے بخشا ہے انھیں ایسی بلندی کا مقام  
 کون قوت تھی جو ان بندوں کی ہمراہ رہی؟  
 شرع کہتی ہے کہ وہ قوت اللہ رہی

(۱) موسیٰ خدا اور انکی تاثیر و توانائی کا تذکرہ ہے۔

(۲) ارشادِ باری ہے ﴿وَمِنَ الْآيَاتِ أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ﴾ (القدر: ۲۰-۲۱) یعنی  
 ”زمین اور خود تمہاری ذات میں اہل ایمان کیلئے نکتیاں ہیں۔“

## دلائل محسوسات

نیک بندوں کا ہمیشہ سے رہا ہے معمول ملتی ہوتے ہیں (۱)، ہو اُنکے مقاصد کا حصول ہوتی ہر روز ہیں، لوگوں کی وعائیں مقبول واقعی کوئی اجابت کی ہے ذات معقول

”عجزے“ (۲) صدق نبوت کے براہین رہے

رب کی نصرت سے رُسل باعثِ تمکین رہے

(۱) اشارہ ہے ارشاد باری کی طرف: ﴿إِذْ نَسْتَعِينُونَ﴾ و تم حکم مانستحاب لکم۔۔۔ (الانفال: ۹)

(۲) شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے امام غزالی رحمہ اللہ کا قول نقل کرتے ہوئے فرمایا: ”المعجزات يستدل بها على الخلق، وعلى صدق أنبيائه۔۔۔“ (یعنی: معجزات بیک وقت وجود خالق اور صداقت انبیاء پر دلائل کرتے ہیں۔) (در معارض العقول والنقل ۳۵۴/۸)۔

## منکرین وجودِ باری تعالیٰ (۱)

(شکوہ و شبہات اور ردود)

"آکھ دیکھے نہ جسے، عقل کو محسوس نہ ہو اس پہ ایمان نہ ہو، تو کوئی مایوس نہ ہو"  
فکرِ الحاد سے اے دوست تو مانوس نہ ہو یہ تو زنداں ہے، تو اس میں کبھی محبوس نہ ہو  
عقل اور اک سے عاجز، تو وہ "موجود" نہیں

یہ تو لازم نہیں، ایسا مرا "موجود" نہیں

فکرِ الحاد میں، رب کا کوئی امکان نہیں فلسفی، منکرِ رب ہو تو ہو، انسان نہیں  
عقل ماؤف ہے، جو قابلِ "ایمان" نہیں رب ہے موجود کوئی حاجتِ برہان نہیں

اہلِ مغرب کہ جہاں سے ہوا پیدا الحاد

انکے اقوال (۲) سے ایمان کی دنیا آباد

دو بڑے عیب ہیں انساں میں: "شکوہ و شبہات" جسمِ شہوات میں ہو، روحِ قرینِ شبہات  
مخفی شبہات میں، الحاد کے سارے درجات ان سے بچنے کیلئے جان لیں ایماں کے نکات

کفر مذہب ہوا، الحاد کا مذہب ہی نہیں

اسکی آوارگی فکر کا مطلب ہی نہیں

"علمِ کامل" کبھی ہوگا نہ قرینِ الحاد علم ناقص کی دلیلوں سے ہے انساں برباد  
علم اب خدمتِ ایماں میں ہے شاد و آباد فکرِ مغرب نے کئے پھرئے فتنے ایجاد

(۱) ملاحظہ فرمائیں میری مذکورہ بالا کتاب۔

(۲) وجودِ باری تعالیٰ پر دلائل و اقوال کیلئے "العلم يدعو الی الایمان"، "اللہ بتجلی فی عصر العلم" اور "العلم والایمان فی غرب الحدیث" وغیرہ کتب کا مطالعہ فرمائیں۔

شومی قسمب انساں (۱) ہے یہ ذہن مغفوج

اور اسی راہ سے ملتا ہے ضلالت کو عروج

رب کا انکار، یہ سب سے بڑی نادانی ہے اک رعونت ہے، یہ بیداد ہے، طغیانی ہے  
مسئلہ اپنا نہیں، سب کی پریشانی ہے یہ کوئی جاہد نہیں، منج شیطان ہے  
بندہ حیواں نہ بنے، علم سے انسان بنے  
اپنے ایمان و عقیدہ کا نگہبان بنے

(۱) شومی قسمب انساں ہے کہ کچھ پڑھ بیٹھے اپنے آقائے گرامی پہنچوں پڑھ بیٹھے



(۲)

### طبعی مناظر

خود ہی اسباب و مسبب ہیں یہ سارے موجود محفلِ ہستی نے خود کر لیا، اپنا ہی وجود اس ”نظریہ“ کا جو قائل ہے، وہ اتنا مردود خود نہ سمجھے ہے، نہ سمجھا سکا اپنا مقصود

کس نے ان چیزوں میں ”تاثر“ کی قدرت بخشی

پھر ”خصائص“ کو بھی تخلیق کی قدرت بخشی

تجربہ ”میں ہے صد حیف ایہ ”نیچر“ کا مقام ”دہریوں“ نے بھی تو خود کو کیا، ایسے بدنام روز و شب، شمس و قمر، نظم سے ان سب کا خرام عقلِ ملحد سے فزوں تر ہے کہ سمجھے یہ نظام

محفلِ ہستی ہے ساری ہی، (۱) نشانِ ربی

یہ ہے روشن میرے خالق کے نشاں میں اب بھی

(۳)

### ”ڈارون“ کا نظریہ ارتقاء

”اصل انسان“ حقیقت میں یہ ”بندڑ“ ہوگا پھر بتدریج وہی آج کا رہبر ہوگا

”نظریہ“ کیا ہے؟ یہ اک طفل کا دفتر ہوگا اس ”نظریہ“ سے کوئی ”نظریہ“ بدتر ہوگا؟

”ارتقاء“ ختم ہوا، نسل کی آئی باری

وہ حقیقت نہ رہی آج کیوں جاری ساری؟

(۱) ارشادِ باری ہے: ﴿وَإِذْ هِيَ حَلَقَ السَّمَادَاتِ وَالْأَرْضِ وَالسَّيْلِ وَالسَّهَابِ --- لآيَاتٍ لِّعُلَمَاءِ بَعَثْنَا فِيهَا (البقرة: ۱۶۴)۔

محفلِ ہستی ہے ساری نشاںِ ربانی اس کو کیا سمجھے گا بے عقل کوئی عقلانی

اب تو ”انسان“ یہ ”انسان“ ہوا کرتا ہے حسن تخلیق کی اک شان ہوا کرتا ہے  
فکرِ باطل کا یوں بطلان ہوا کرتا ہے اس کی تردید (۱) میں ”قرآن“ ہوا کرتا ہے  
خلقتِ آدم د ۱۵ تجھے کچھ یاد نہیں  
سب تو برباد ہیں، تم سے فزوں برباد نہیں

(۱) ”قل کو علم کا عرفان ہوا کرتا ہے“۔

ارشادِ درتانی ہے، ﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ﴾ (آئین: ۴)

# ملاحظہ اور دہریوں کیلئے اہل اسلام کے چند مسکت دلائل و براہین (۱)

امام جعفر صادق رحمہ اللہ

(۱)

تھا جو زندیق کو در پیش سمندر کا سفر کشتی تھی ٹوٹ گئی ، موج ہوئی زیر و زبر  
ایک تختہ کا سہارا رہا اسکو پل بھر تختہ جو چھوٹا ، تو پوچھا : تھا بھروسہ کس پر؟  
کون اُس وقت تھا، جو تجھ کو بہت یاد آیا ؟  
پھر وہ مومن ہوا ، اور کچھ بھی نہیں فرمایا

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ

(۲)

کشتی امواج میں کھاتی رہی یوں ، بچکولے آئی باہر بلا ملاح ، وہ ہولے ہولے  
عقل سے دور ہے یہ بات وہ سن کر بولے کوئی کشتی بلا ملاح ، یوں کیسے ہولے ؟  
بولے : کیسے بلا مالک کے یہ عالم کا نظام ؟  
پھر ہوئے سب وہ مشرف بہ قبول اسلام

(۳)

ایک لحد نے تو اللہ کا اقرار کیا خلقت رب پہ سوال اپنا یہ بتیاد کیا  
ایک "دانا" نے اسے کہنے یہ بیدار کیا "ایک سے پہلے گنو" ، پھر اسے ہوشیار کیا

(۱) مندرجہ اہل اور انکے علاوہ دیگر دلائل و براہین میری مذکورہ بالا کتاب میں مع حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں۔

ایک سے پہلے کوئی گنتی نہیں ہوتی ہے  
”ذات واحد“ سے کوئی پہلے کہیں ہوتی ہے

(۴)

دونوں ہی جنس کا ہوتا ہے حمل میں امکان جنس تذکیر کی کرتا ہے تمنا انسان  
ہوتی ہے پھر بھی ولادت یہ، خلاف ارمان جاری تالیف میں، تذکیر میں کس کا فرمان  
کام خواہش کے جو برعکس ہوا کرتا ہے  
رب کی قدرت کا ہی وہ عکس ہوا کرتا ہے

امام مالک رحمہ اللہ

(۵)

ساری دنیا کے کینوں کے دگرگوں ”اصوات“ کتنی پرکیف ہوا کرتی ہیں انکی ”نغمات“؟  
مختلف کتنے ہوا کرتے ہیں، انکے ”لہجات“ کوئی بتلا نہیں سکتا کہ ہیں یہ کتنے ”لغات“؟  
سارے اصوات ہیں (۱) اللہ کی عظمت پہ گواہ  
اس کی وحدت پہ بھی، اور خلقت و صنعت پہ گواہ

امام شافعی رحمہ اللہ

(۶)

رنگ و بو، ذوق میں ”شہتوت“ کے پتے، یہ پھل ریشمی کیزا سے کھالے، تو ”ریشم“ دے اُگل  
چوس لے شہد کی مکھی، تو وہ بن جائے ”مسل“ کس کی تاثیر سے جاتی ہیں یہ اشکال بدل

(۱) ارشاد باری ہے: ﴿وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْخِيَلِ وَالْمَشِيكُمُ وَالْوَالِحِينَ﴾ (الروم ۲۴)۔

بکری کھالے (۱) جو اسے، ”میگنی“ بن کر گر جائے  
مشک بن جائے اگر پیٹ میں آہو کے جائے

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ

(۷)

ایسا ”قلعہ“ ہے جو روزن سے ہے بالکل خالی روشنی کے لئے اس میں نہیں کوئی جالی  
اس کی ”دیواروں“ کی ہو جاتی ہے جو پامالی ایک ”حیوان“ نکل پڑتا ہے حالی حالی  
قلعہ ”انڈا“ ہے، یہ حیوان وہی ”چوزہ“ ہے  
اسپنے خالق کا بہر حال یہ (۲) اُنجوہ ہے

ابو نو اس رحمہ اللہ

(۸)

سبزہ زاروں پہ کرد غور، بہ نظر باریک مل ہی جائیں گے سبھی اُن میں نشانات (۳) سلیک  
پوے پھیسے ہوئے ہیں، جیسے ہوں وہ نہ سب سلیک (۴) مدعا سب کا ہے اک، کوئی نہیں اس کا شریک  
واقعی سب ہیں یہ آثار وجود باری  
شرم! اے برسرِ پیکار وجود باری

(۱) بکری کھالے اسے تو یعنی خشک ہو جائے پیٹ میں آہو کے جائے تو خشک ہو جائے

(۲) (انجوہ) عربی میں ”انجوہ“ کے معنی میں ہے۔

(۳) (سلیک)۔ مالک۔

(۴) (سب سلیک) کھلا ہوا سب۔

## ایک اعرابی

(۹)

سنگی کہتی ہے، اونٹوں کا ادھر سے ہے سفر روٹ (۱) ہلاتا ہے، کہ یاں سے: وہ اثر کا گذر  
خود پتہ دیتے ہیں انسان کا، قدموں کے اثر یہ نشانات بتا دیتے ہیں، ان سب کی ضمیر  
رب کی تخلیق پہ، یہ ارض و سما کے (۲) ابراج  
کیا ولایت نہیں کرتے ہیں بحار و آسمان

## قرآن کریم

(۱۰)

(فی البدیہ اقرار وجود باری)

بزم ہستی کی بہر کیف چمن آرائی اس کو یہ کیسے ملی، اور کہاں سے پائی  
ایسی اک ذات ہی سختی میں کیسے یاد آئی پوچھ لے کوئی کہ تخلیق کس نے فرمائی  
ایک ”اللہ“ (۳) ہی، برجستہ رہا، سب کا جواب  
ہے وہی خالق و مالک، وہی منعم و نہاب

(۱) (ردت): گور، لہید۔

(۲) (ابراج): بیروج، برج کی جمع دائرہ آسمان کا نظری طور پہ بارہواں حصہ۔

(۳) (دہریہ اور ملاحدہ وجود باری تعالیٰ اور پھر اس کے خالق و مالک ہونے کا خودی انہدیہ اعتراف کرتے ہیں۔

ارشاد باری ہے ﴿وَلَسَّ سَائِلُكُمْ مِنَّكُمْ حَلْفًا لَهُمْ يَوْمَئِذٍ يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِئِزِةِ﴾ (الزخرف۔ ۸۷)، نیز ارشاد ہے:

﴿وَمَا رَأَوْا آيَاتِنَا قَالُوا إِنَّمَا نَحْنُ بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَإِنَّمَا تَكْفُرُ بَشَرُ مَثَلٍ﴾ (عافر ۸۴)۔

## خلاصہ کلام

بندہ۔ خاکش بدہن! (۱) رب ہی کا ہوا نکاری اس پہ ایمانی دلائل کی یہ ضربِ کاری ہے ، عا، دور ہوشیہات کی یہ بیماری ورنہ بالکل ہی ہدیہی ہے ، وجوہِ پاری رب تو موجود ہے ، وہ بندہ ہی موجود نہیں عقل سے دور ہے ، جس کا کوئی معبود نہیں

---

(۱) خاکش بدہن اس کے منہ میں خاک (بدعا گئے لئے استعمال ہوتے ہے)

## صفاتِ باری تعالیٰ ”آیۃ الکرسی“، اواخر ”سورۃ البقرۃ“ اور

### سورۃ ”لقمان“ وغیرہ میں

”حق“ و ”قیوم“ ہیں اسکے لئے اوصاف تمام اسکا محتاج ہر اک آن ہے، عالم کا قیام  
نوم و غفلت تو ہیں، اسکے لئے یکسر دشنام کس کو حاصل ہے بلا حکم، شفاعت کا مقام  
حال و آئندہ دماضی سبھی، اسکو معلوم

اسکی مرضی ہی سے کچھ عام ہوئے، اسکے علوم

اس کی ”کرسی مبارک“ کی یہ پہنائی ہے وسعتِ ارض و سما اس میں سمٹ آتی ہے  
رب ہی میں انکی حفاظت کی توانائی ہے رفعتِ شان! جہاں اسکا تماشائی ہے  
رب کی عظمت کیلئے ”آیتِ کرسی“ دیکھو

اپنی در ماندگی و بیچ پڑی دیکھو

مالک الملک وہی، منعم و قادر و قباب اسکی قدرت ہے ہر اک شئی پہ بلاحد و حساب  
بندے اسکے جو بجوالائیں تقاضائے کتاب اکتول جائے گا بس سمع و اطاعت کا خطاب

کچھ بھی طاقت (۱) سے فزول بندوں سے مطلوب نہیں

غفور نصرت کے سوا، انکے لئے خوب نہیں

اسکو کیا سمجھیں یہ دل باحسہ لات و منات قابلِ نازِ عبادت ہے فقط اسکی ذات  
رزق کا علم (۲) ہو یا علم حیات و اموات علم محشر ہو کہ ہو علم نُسکِی و برسات

حکم ہو جائے، زمیں غلہ اُگل ویتی ہے

ورنہ پھر آئی ہوئی روزی بھی خیل دیتی ہے

(۱) ارشادِ باری ہے ﴿لَا يَكْتُمُ اللَّهُ سِرًّا وَلَا أَرْحَامًا...﴾ (البقرۃ: ۲۸۶)۔

(۲) ارشادِ باری ہے ﴿إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُرْسِلُ الرِّيحَ وَنُفُوسَ النَّاسِ وَمَا يَشَاءُ وَمَا يُغِيبُ عَنْهُ الشَّيْءَ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ﴾ (لقمان: ۳۴)۔

”رودشائی“ میں سمندر سبھی، ضم ہو جائیں ساری دنیا کے شجر، مثل ”قلم“ ہو جائیں اس کی توصیف کو لکھنے میں بہم ہو جائیں رب کے کلمات (۱) تو ممکن نہیں، کم ہو جائیں شتم تعریف نہ ہو، کوئی جو دن رات کرے

جن و انساں کرے، ارض و سموات کرے

ابراکوہ و فضا، صیف و شتا، فصل بہار دشت و صحرا بھی، سبھی پھیلے ہوئے سبز و زار بجز دہر، ارض و سما، کوہ و دمن سارے دیار اسکی عظمت کے نشاں شمس و قمر، لیل و نہار

انکی تنظیم میں جو کوئی خلل ہو جائے

کارگاہ جہاں اک لحظہ میں شل ہو جائے

اُسکے قبضے میں ہے (۲) ہر شئی کا خزانہ موجود اسکی قدرت میں ہے احوال زمانہ موجود انکی تعریف (۳) میں تسبیح و ترانہ موجود اور عصیاں کو نہیں کوئی یہانہ موجود

اس کی تدبیر سے قائم ہے زمانہ کا نظام

حکم ہو جائے، تو ہو جائے قیامت کا قیام

(۱) یہ ”سندس“ تھوڑی سی تبدیلی کے ساتھ تمہید میں بھی گذر چکا ہے۔ ارشاد باری ہے ﴿وَلَوْ أَنسَأَمُ الْأَرْضُ بِرِ شَجَرَةٍ أَوْ لَاحٍ مِّنْ مَّنْعَدِ سَبْعَةَ مِائَتِ سَلْسَاتٍ لَّأَن اللّٰهُ غَرِيبٌ حَكِيمٌ﴾ (لقمان ۲۷)۔

(۲) ارشاد باری ہے ﴿وَادِّ مِّنْ شَىْءٍ إِلَّا عِندَنَا حِزَابُهُ وَمَا نُنزِّلُهُ إِلَّا تَقْدِيرًا مُّعْلُوٰمًا﴾ (الجم ۲۱)۔

(۳) ارشاد باری ہے ﴿وَنُنسِجُ لَهُ السَّمَاوَاتِ السَّبْعَ وَالْأَرْضَ وَمَنْ فِيهِنَّ وَإِن مِّنْ شَىْءٍ إِلَّا بِنَسِجٍ بَخْسَدِهِ وَإِن لَّمْ نَعْلَمُوهُ لَاسْتَجِزْتُمْ بِهِ﴾ (المراد ۴۴)۔

## ارکانِ ایمان (۱)

رب رحمان پہ، ملائک پہ بھی ایمان رہے      وہ صحائف پہ، ”رسولوں“ پہ بھی، قربان رہے  
 ”آخرت“ پہ اسے ہر طرح سے یقان رہے      اپنی ”تقدیر“ سے ہرگز نہ پریشان رہے  
 مردِ مومن کا یہی جذبہٴ ایمانی ہے  
 اس پہ ایمان و یقینِ فطرتِ انسانی ہے

## ارکانِ اسلام (۲)

اس میں توحیدِ الہی کی شہادت کا خیال      اپنے مبعوثِ مکرم کی رسالت کا خیال  
 صدقہ، حج، صوم و صلاۃ انکی اقامت کا خیال      اس میں ملحوظ بہر طور عبادت کا خیال  
 مردِ حق تیرے، یہ ارکانِ مسلمانی ہیں  
 دولتِ دین ہیں یہی، ثروتِ ایمانی ہیں

## ایمان کی تعریف (۳)

قلبِ مومن ہے، جو ”تصدیق“ سے معمور ہے      پھر زباں بندے کی، ”اقرار“ پہ مجبور رہے  
 نیک اعمال سے بھی زندگی بھر پور رہے      ہر طرح شرک و خرافات سے وہ دور رہے

(۱) قال النبی ﷺ: "... الايمان . ان تؤمن بالله، وملائكته، وكتبه، ورسله واليوم الآخر، وتؤمن بالقرآن خيره وشره" (مسلم ۱۳۷۲ نمبر ۸ عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہم)۔

(۲) قال ﷺ: "بني الإسلام على خمس: شهادة أن لا إله إلا الله وأن محمدا عبده ورسوله، وإقام الصلاة، وإيتاء الزكاة، وحج البيت وصوم رمضان" (متفق عليه، واللفظ لمسلم ۱۳۵۱ نمبر ۱۶ عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما)۔

(۳) ایمان ”هو“ التصديق، بالجان و”القرار“ بالسلب و”العمل“ بالأركان یعنی دل کی تصدیق، زبان کے اقرار اور اعضاء و جوارح کے ذریعہ عملی شہادت کے مجموعہ من ”ایمان“ ہے۔

یہ وہ ایمان ہے ، جو دل میں کبھی گھر کر جائے  
 بندہ انعام کی خوشیوں سے ، نہ کیوں مرجائے  
 مل ہی جائے جسے ایمان کی (۱) یہ شیرینی اس آئے گی نہیں ، اس کو کوئی رنگینی  
 باغِ توحید و رسالت سے کرے گل چینی اس کا مطلوب ہو دنیا میں متاعِ دینی  
 دوستی ہو (۲) جو کسی سے تو اسی کی خاطر  
 اور کسی سمت نہ مائل ہو حیاتِ عاطر

### احسان کی تعریف (۳)

کون برتے گا زمانہ میں ، مقام ”احسان“ سامنے گویا عبادت میں ہے ، ربّ متّان  
 مرحلہ یہ جو نگے تجھ کو درائے امکان یہ یقین کر کہ تجھے دیکھ رہا ہے رحمان  
 مقصدِ زیستِ ترا ، تزکیہ و احسان رہے  
 ربّ رحمان سدا ، تیرا تمہبان رہے  
 ہم کو مطلوب ہے رب سے ، یہ عبادت کا مقام کرتا رہتا ہے وہ بندوں پہ ہزاروں انعام  
 خلقتِ خلقِ الہی کا یہی ، قصد و مرام عبد معبود سے ہو جاتا ہے ، ہمارا و کلام  
 اپنے اس عہد کو ، بندوں نے فراموش کیا  
 پھر تھوڑے نے حقیقت کو بھی روپوش کیا

(۱) اس سڈس میں اُس رضی اللہ عنہ سے مراد مندرجہ ذیل متفق علیہ حدیث کی آزاد ترجمانی ہے: "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ  
 فِيهِ وَحْدٌ حَلَالَةٌ الْإِيمَانُ أَنْ يَكُونَ اللَّهُ وَرَسُولَهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمْ وَأَنْ يَحْسِبَ الْمَرْءُ لَا يَجِدُ إِلَّا اللَّهَ  
 وَأَنْ يَكْفُرَ أَنْ يَبْعُدَ فِي الْكُفْرِ كَمَا يَكْفُرُ أَنْ يَلْقَى فِي السَّارِ" (صحیح الجامع الصغیر شرح (الہادی رحمہ اللہ) نمبر ۳۰۴۳)۔  
 (۲) یہ وہی ہے تو ہوا اس کے لئے دین سے وہی نہ ہو منظور پھر کسی کے لئے  
 (۳) حدیث جبریل میں ہے "قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَمَا الْإِحْسَانُ قَالَ: "أَنْ تَعْبُدَ اللَّهَ كَمَا نَكَتَ تَرَاهُ فَإِنَّكَ  
 أَنْ لَا تَرَاهُ فَإِنَّهُ بَرَأَكَ" (متفق علیہ، واللفظ اسم ۱۹ نمبر ۹ من اہل تری و رضی اللہ عنہ)۔

## توحید کے اقسام (۱)

بس وہی ایک ہی برحق ہے، اللہ معبود در پہ اسکے ہوا کرتے ہیں سبھی سر البہود خالق و مالک و رزاق ہے، رب موجود اس کی تدبیر سے قائم ہے زمانہ کا وجود یہ ہیں اسمائے گرامی، سبھی اوصاف کمال ان میں مخلوق کی شرکت کا نہیں کوئی سوال

## شرعی توکل اور وسیلہ

ہو جو ”رحمان“ کے ”اوصافِ جمیلہ“ کا بیان بندہ رب سے کرے ”اعمالِ جلیلہ“ کا بیان ہو طلبِ نیکیوں سے ”دعواتِ نبیلہ“ کا بیان ایسا ثابت ہے، شریعت میں ”وسیلہ“ کا بیان جس کا ان تینوں (۲) طریقوں سے توکل ہوگا ایسے ”داعی“ کا فقط رب پہ توکل ہوگا

- (۱) توحید کی تین قسمیں ہیں - توحید اولویہ و الاحادیث یعنی اللہ تعالیٰ ہی اللہ و معبود برحق ہے، اسکے علاوہ کسی کی عبادت جائز نہیں۔  
 - توحید الریویہ: یعنی پوری کائنات کا خالق و مالک اور مدبر و منتظم صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔  
 - توحید الاسما و الصفات یعنی التذرع و عمل کے اسماء جنسی اور صفات ملیا ہی کے ساتھ خاص ہیں، ان میں کوئی مخلوق شریک۔  
 (۲) کتاب و سنحد کی روشنی میں شرعی وسیلہ کی تین قسمیں ہیں:  
 ۱۔ اللہ تعالیٰ کی ذات، اور اسکے اسماء جنسی و صفاتِ جمیلہ کے وسیلہ اور واسطہ سے دعا مانگنا، جیسا کہ حدیث صحیح میں وارد ہے:  
 (اسانک نکل اسم هو لك، سبب به معسك) یعنی ”میں تجھ سے ہر اس اسم کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں، جس سے تو نے اپنے آپ کو موسوم کیا ہے۔“  
 ۲۔ بندہ اپنے اعمالِ جلیلہ و صالحہ کے وسیلہ سے دعا مانگے، جیسا کہ صحیح حدیث میں وارد تینوں اہل غارت نے کیا تھا، اسی طرح اللہ تعالیٰ اور نبی ﷺ پر ایمان کے وسیلہ سے دعا مانگے، کیونکہ ایمان باللہ و ایمان بالنبی اعمالِ صالحہ میں سرفہرست ہیں، لہذا صرف نبی کے وسیلہ اور ایمان بالنبی کے وسیلہ میں جو فرق ہے اسے ملحوظ رکھا جائے۔  
 ۳۔ اللہ کے نیک اور صالح زندہ اور موجود بندوں سے (دعواتِ نبیلہ) نیک دعا کی درخواست کرنا، جتنا ان سے کہا جائے کہ ”ادعوا للہ ان یوفقنی لمباحبہ و برضاه“ یعنی ”آپ دعوات و عافرائیں کہ اللہ مجھے نیک اعمال کی توفیق عنایت فرمائے۔“

# رسالت

انبیاء و رسل

زمانہ جاہلیت

بعثت نبوی

سیرۃ النبی ﷺ

اسم و نسب، دعوتِ توحید، غلبہ حق اور زوالِ ظلم و باطل

معجزات، ہجرتِ مبارکہ، غلو آرائی، شمائل و فضائل

خصوصیات و امتیازات، غیر مسلموں کی شہادت،

آپ ﷺ کی نبوت کے انکار سے دیگر انبیاء کا انکار لازم

اسبابِ ختمِ رسالت

نبی ﷺ پر ختمِ نبوت کے اسباب

نبی کریم ﷺ کے خلاف بہتان تراشی

امت کی ذمہ داری



## انبیاء و رسل اور رسالت

آئے دنیا کی ہدایت کیلئے رسل کرام اُس پہ مخفی ہے ابھی، انکی رسالت کا مقام  
چھتے رہتے ہیں زمانے میں، کریں اسکو سلام انکی فہرست میں موجود، رسولوں کا امام

ان رسولوں نے ہی، دنیا پہ یہ احسان کیا

رب سے جوڑا اسے، انسان کو انسان کیا

دعوتِ اولی رسولوں کی تھی، رب کی توحید (۱) انکو مقصد سے نہیں روک سکی کوئی وعید  
سب نے جھیل تھی اذیت بھی بہت سخت و شدید پرہوا کرتے تھے ہر حال میں خوش بخت و سعید

وہ تو جیتے تھے کہ توحید کا نام آجائے

کفر ناپید ہو، اور شرک کی شام آجائے

### زمانہ جاہلیت

منعِ جور و ستم تھیں، یہ جہاں کی اقوام کچھ سمجھتی نہ تھیں غفلت میں، وہ اپنا انجام  
تھی فقط جنگ ہی، ان سارے قبیلوں کا نظام ان سے رخصت ہوئی تمیزِ حلال، اور حرام

ہر طرح اپنے صنم خانوں کو آباد کیا

یعنی اللہ کی توحید کو برباد کیا

ردئے اخلاق پہ تھا ان کے، ضلالت کا حجاب کچھ نہ باقی تھا تھوڑے میں، عقاب اور ثواب  
مقصدِ عیش بنا ان کا، شراب اور شباب یعنی وہ خانہ بدوشی سے ہوئے، خانہ خراب

تھہ کو فرصت ہو تو، قرآنِ مقدس پڑھ لے

ہو اگر ذوق تو، حالی کا "مسدس" (۲) پڑھ لے

(۱) اللہ تعالیٰ کا ارشادِ الہی ہے: (وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا نُوحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِ) (انبیاء ۲۵)۔

(۲) مولانا الطاف حسین حالی رحمت اللہ علیہ نے اپنے مسدس (مذہبِ اسلام) میں جاہلیت کے بدترین حالات کی بہترین تصویر کشی کی ہے۔

## بعثتِ نبوی

(علیٰ صاحبہا الصلاۃ والسلام)

رحمتِ رب کو، جو بندوں کیلئے جوش آیا وحی معصوم، فرشتے کے روپوش آیا  
نغمہ معلمِ نبوت (۱) بھی، یوں خاموش آیا جا کے ان خانہ خرابوں کو بھی، تب ہوش آیا

جب نہ باقی رہا، کوئی بھی سماوی پیغام

بعثتِ پاک سے بدلا ہے، زمانہ کا نظام

صحفِ اقوام میں بعثت کی بشارت موجود آزمائش کو ”قابل“ کی زیارت موجود

اہلِ ادیان و مذاہب (۲) کی روایت موجود کتبِ تاریخ میں ہے ساری حکایت موجود

بعثتِ پاک کے قابل تھے سبھی اہل کتاب

حق پسندوں کو ملاغیب سے، مسلم کا خطاب

تھی یہی بعثتِ نبوی وہ تمنائے ”خلیل“ ہوئی آشنا در بارگہ ربِّ جلیل

ان کی آمد کیلئے موسیٰ و عیسیٰ ہیں دلیل اس پہ توریت جو ناطق ہے، تو شاہدِ انجیل

عالم کون و مکاں ماہی بے آب رہا

بعثتِ پاک کو سارا جہاں بے تاب رہا

(۱) اللعزوجل نے فرمایا ﴿هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُدْخِلُهُمْ فِي صُلَالٍ مُّبِينَةٍ﴾ (المجموعہ ۴)۔

(۲) عبداللہ بن سلام، اور سلمان الفارسی رضی اللہ عنہما وغیرہما کی شہادتوں کی طرف اشارہ ہے۔

## سیرۃ النبی ﷺ

### اسم و نسب

تھانہ عربوں میں ”کنانہ“ کا کوئی ہم اقدام قرشیوں کا نہیں ان میں کوئی ہمسر ہمنام  
 قابل رشک تھا ان میں بنی ہاشم کا مقام ان میں پیدا ہوا دنیائے نبوت کا امام  
 خانوادہ میں تھے یوں آپ نجیب الطرفین  
 ہو گئے عہد طفولت میں تعظیم الأبوین  
 حالت حمل میں مڑے جوتھے، بے سود نہ تھے بچے طفلی میں بھی اُنکی طرح نمود نے تھے  
 والدہ دنازاں تھیں، والد وہ تو موجود نہ تھے دادا شاداں کہ وہ پیری میں بھی بے جود نہ تھے  
 دادا کے بعد ”چچا جان“ کی کفالت میں تھے  
 اُنکی نصرت بھی تھی جب دور رسالت میں تھے  
 مصطفیٰ، محبتی، ماحی، امس، مختار ہوئے عاقب و صادق و سید ہوئے، سردار ہوئے  
 اُنکی آواز سے سوئے ہوئے بیدار ہوئے شرک سے دور ہوئے، ویں کے علم دار ہوئے  
 آپ سے دنیا کو جینے کا قرینہ آیا  
 ظلم رخصت ہوا، ظالم کو پسینہ آیا

### دعوتِ توحید

شرک سے، کفر سے، الحاد سے دنیا سرشار رب کی مخلوق ہوئی، اپنے ہی رب سے بیزار  
 ہونہ آقا سے جو آگاہ، وہ بندہ غدار ان کی اصلاح کو، ارشاد نبوت درکار  
 رب کی جانب سے ہدایت کا صحیفہ آیا  
 اس کی صحیفہ کو نبیوں کا خلیفہ آیا

جھوٹے معبود، پھارنی سبھی مغمور ہوئے رب سے قربت ہوئی اور سارے نامور ہوئے  
مقصد زیست پر آیا، سبھی مسرور ہوئے دل کے ویرانے جو توحیدت مغمور ہوئے  
رب کی توحید و عبادت ہے رسالت کا مدد  
اسکی تعمیل ہے، بندوں کی خلافت کا مدد

### غلبہ حق اور زوالِ ظلم و باطل

ظلم کا دور تھا، تھی عدل سے دنیا خردم زندہ و مغمور ہو آ کر تھی تھی بت معصوم  
بادشہ بن گئے تھے، جو تھے فقیر و محکوم ہے جب فلسفہ نصرت ظالم، (۱) مظلوم  
ظلم رخصت ہوا، انصاف کا دور آیا ہے  
غلبہ حق کا بہرست سا چھایا ہے

### معجزات (۲)

گویا فکرت ہوں، شجر آپ کا اکرام کریں "منبر خاص" و حمل ظلم، بھی کبرام کریں  
جانور آپ سے خود شکوہ آلام کریں انگلیاں چشمہ بنیں، معجزے اقدام کریں  
اک اشارہ ہو، تو یہ چاند بھی شق ہو جائے  
کفر شرمائے، ریخ شرک بھی فق ہو جائے

(۱) نبی کریم ﷺ نے فرمایا "انصر احاک طالماً او مظلوماً۔ قبل کیف انصر طالماً؟ قال تحرد عن الظلم" (الحدیث فیہ من انصر منی انہ عن صحیح الجامع ۵۱۰) یعنی اپنے بھائی کی ظالم ہو یا مظلوم دوہوں سورتوں میں مدد کرو۔ کہا گیا کہ ظالم ہونے کی صورت میں کیسے مدد کروں؟ تو آپ نے فرمایا کہ انکو ظالم سے روک کر (مدد کرو)۔  
(۲) نبی کریم ﷺ کے معجزات کی تفصیلات کتب حدیث و سیرت میں ملاحظہ فرمائیں۔

معجزہ آپ کو سب سے بڑا، قرآنِ ملا راہ توحید ملی، تحفہ ایمان ملا  
 کفر کو زیر کریں، آپ کو فرمان ملا اور تائیدِ الہی کا بھی پیمان ملا  
 آپ بہتر ہیں، تو پھر آپ کی امت بہتر  
 یہ صحیفہ بھی ہے، اور آپ کی سنت بہتر

### ہجرت مبارکہ

اپنا گمہ چھوڑ کے خود آپ نے ہجرت کی ہے اپنے ایمان و عقیدہ کی حفاظت کی ہے  
 کتنی جاں کاہتھی جو آپ نے زحمت کی ہے اس میں اصحابِ نبی نے بھی رفاقت کی ہے  
 ہجرتِ پاک سے تفسیر کی بنیاد پڑی  
 ایک نئے دور کی تعمیر کی بنیاد پڑی

### غلو آرائی

ہے یہ فرمانِ نبی (۱): میں ہوں فقط عبد و رسول اس سے بہتر نہیں میرے لئے، رتبہ معقول  
 ہیں رسالت میں بھی گرچہ، سبھی فاضل مفضل پر نہیں کوئی غلو، انکے یہاں ہے مقبول  
 ان کے بارے میں جو کچھ بھی غلو آرائی ہے  
 وہ شریعت میں نہیں، غیروں سے ذرا آئی ہے  
 آپ ہیں خیر بشر، سب کی ان (۲) سے خیرت ”نوری و حاضر و ناظر“، (۳) نہ وصفِ بشرت  
 دعویٰ غیب ہے (۴)، نہ دعویٰ ملکوتیت وہی معصوم کی حاصل ہے فقط ملکیت

(۱) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”لَا تُطْرُقُونِي كَمَا أُطْرُقُ النَّصَارَى ابْنِ مَرْيَمَ، فَاِنَّمَا عَدُوٌّ لِقَوْلِ اللَّهِ“ عبد اللہ  
 ورسولہ۔“ (بخاری عن مرضی اللہ عنہ۔ صحیح الجامع ۷۳۶۳)  
 (۲) یہ سنت نبی کریم ﷺ کی وجہ سے ”خیر امت“ قرار پائی: (بقیہ اگلے صفحہ پر)

چاہا، ثابت ہو نصاریٰ (۱) کی طرح کوئی مجال  
کچھ نہیں رکھنا نبوت کے مراتب کا خیال

## فضائل و شمائل

تمغہ خاص ہے کہ آپ ہیں ”عبد العبود“ صاحب ”کوز“ و ”معراج“ و ”مقام محمود“  
ذہل گیا قالب قرآن (۲) میں، جو انکا وجود مختصر یہ کہ، ہوئے آپ امام موجود  
سارے نبیوں کی امامت کا شرف، حاصل ہے  
روزِ محشر میں شفاعت کا شرف، حاصل ہے  
گوئی ہے، جو مساجد کے مناروں سے صدا ہوتا ہے فرض، رسالت کی شہادت، کا ادا  
کیف جو ہوتا ہے، پر کیف فضائل پیدا اپنے تو اپنے ہیں، خود غیر ہیں اسکے شیدا

(پچھلے صفحہ کا بیت) ﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَذُنُوبَكُمْ وَاللَّهِ غَافِقُونَ﴾ (آل عمران: ۱۱۰)  
(۳) بعض گمراہ فرقوں کا اعتقاد ہے کہ نبی کریم ﷺ بشر نہیں، آپ کی پیدائش ”تور“ سے ہوئی، آپ کے جسم مبارک کا  
سایہ تھا، آپ ”عالم الغیب“ ہیں اور ہر جگہ ”حاضر و ناظر“ ہیں۔ ان تمام امور کی بنیاد موضوعات اور محض خرافات عقائد  
پر ہے۔ کتاب و سنت میں انکی کوئی دلیل موجود نہیں، بلکہ دلائل کتاب و سنت انکے خلاف باطل ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد  
ہے: ﴿قُلْ إِنَّمَا نُنْفِخُ النَّفْسَاتِ مِنَّا فَأَنَّا نَسْفِخُهَا وَمَا نَكُونُ بِبَشَرٍ مِّثْلِهِمْ وَلَئِن كُنَّا لَمُبْسُطِينَ﴾ (الأنعام: ۱۱۰)  
(۳) ارشاد باری ہے: ﴿قُلْ لَّا أَقُولُ لَكُمْ عِندِي خَزَائِنُ اللَّهِ وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبُ وَلَا أَقُولُ لَكُمْ إِنِّي مَلَكٌ إِن أَتَيْتُ  
إِلَّا مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ فُؤَادًا مِّنْ رَبِّي فَاسْمِعُوا وَأَطِيعُوا﴾ (الأنعام: ۵۰)

(۱) حضرت نساہق نے عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا بنا دیا، اسی طرح اہل بدعت نے کچھ عمال چیزوں کی نسبت نبی کریم  
ﷺ کی طرف کر دی ہے جو محض غلو رائی ہے۔

(۲) ماہنامہ ”بیت“ نے فرمایا: ”کان حلقہ القرآن“ (سنہ ۱۳۸۱ھ: ۳۱: ۳۸: ۳۹: ۴۰: ۴۱: ۴۲: ۴۳: ۴۴: ۴۵: ۴۶: ۴۷: ۴۸: ۴۹: ۵۰: ۵۱: ۵۲: ۵۳: ۵۴: ۵۵: ۵۶: ۵۷: ۵۸: ۵۹: ۶۰: ۶۱: ۶۲: ۶۳: ۶۴: ۶۵: ۶۶: ۶۷: ۶۸: ۶۹: ۷۰: ۷۱: ۷۲: ۷۳: ۷۴: ۷۵: ۷۶: ۷۷: ۷۸: ۷۹: ۸۰: ۸۱: ۸۲: ۸۳: ۸۴: ۸۵: ۸۶: ۸۷: ۸۸: ۸۹: ۹۰: ۹۱: ۹۲: ۹۳: ۹۴: ۹۵: ۹۶: ۹۷: ۹۸: ۹۹: ۱۰۰: ۱۰۱: ۱۰۲: ۱۰۳: ۱۰۴: ۱۰۵: ۱۰۶: ۱۰۷: ۱۰۸: ۱۰۹: ۱۱۰: ۱۱۱: ۱۱۲: ۱۱۳: ۱۱۴: ۱۱۵: ۱۱۶: ۱۱۷: ۱۱۸: ۱۱۹: ۱۲۰: ۱۲۱: ۱۲۲: ۱۲۳: ۱۲۴: ۱۲۵: ۱۲۶: ۱۲۷: ۱۲۸: ۱۲۹: ۱۳۰: ۱۳۱: ۱۳۲: ۱۳۳: ۱۳۴: ۱۳۵: ۱۳۶: ۱۳۷: ۱۳۸: ۱۳۹: ۱۴۰: ۱۴۱: ۱۴۲: ۱۴۳: ۱۴۴: ۱۴۵: ۱۴۶: ۱۴۷: ۱۴۸: ۱۴۹: ۱۵۰: ۱۵۱: ۱۵۲: ۱۵۳: ۱۵۴: ۱۵۵: ۱۵۶: ۱۵۷: ۱۵۸: ۱۵۹: ۱۶۰: ۱۶۱: ۱۶۲: ۱۶۳: ۱۶۴: ۱۶۵: ۱۶۶: ۱۶۷: ۱۶۸: ۱۶۹: ۱۷۰: ۱۷۱: ۱۷۲: ۱۷۳: ۱۷۴: ۱۷۵: ۱۷۶: ۱۷۷: ۱۷۸: ۱۷۹: ۱۸۰: ۱۸۱: ۱۸۲: ۱۸۳: ۱۸۴: ۱۸۵: ۱۸۶: ۱۸۷: ۱۸۸: ۱۸۹: ۱۹۰: ۱۹۱: ۱۹۲: ۱۹۳: ۱۹۴: ۱۹۵: ۱۹۶: ۱۹۷: ۱۹۸: ۱۹۹: ۲۰۰: ۲۰۱: ۲۰۲: ۲۰۳: ۲۰۴: ۲۰۵: ۲۰۶: ۲۰۷: ۲۰۸: ۲۰۹: ۲۱۰: ۲۱۱: ۲۱۲: ۲۱۳: ۲۱۴: ۲۱۵: ۲۱۶: ۲۱۷: ۲۱۸: ۲۱۹: ۲۲۰: ۲۲۱: ۲۲۲: ۲۲۳: ۲۲۴: ۲۲۵: ۲۲۶: ۲۲۷: ۲۲۸: ۲۲۹: ۲۳۰: ۲۳۱: ۲۳۲: ۲۳۳: ۲۳۴: ۲۳۵: ۲۳۶: ۲۳۷: ۲۳۸: ۲۳۹: ۲۴۰: ۲۴۱: ۲۴۲: ۲۴۳: ۲۴۴: ۲۴۵: ۲۴۶: ۲۴۷: ۲۴۸: ۲۴۹: ۲۵۰: ۲۵۱: ۲۵۲: ۲۵۳: ۲۵۴: ۲۵۵: ۲۵۶: ۲۵۷: ۲۵۸: ۲۵۹: ۲۶۰: ۲۶۱: ۲۶۲: ۲۶۳: ۲۶۴: ۲۶۵: ۲۶۶: ۲۶۷: ۲۶۸: ۲۶۹: ۲۷۰: ۲۷۱: ۲۷۲: ۲۷۳: ۲۷۴: ۲۷۵: ۲۷۶: ۲۷۷: ۲۷۸: ۲۷۹: ۲۸۰: ۲۸۱: ۲۸۲: ۲۸۳: ۲۸۴: ۲۸۵: ۲۸۶: ۲۸۷: ۲۸۸: ۲۸۹: ۲۹۰: ۲۹۱: ۲۹۲: ۲۹۳: ۲۹۴: ۲۹۵: ۲۹۶: ۲۹۷: ۲۹۸: ۲۹۹: ۳۰۰: ۳۰۱: ۳۰۲: ۳۰۳: ۳۰۴: ۳۰۵: ۳۰۶: ۳۰۷: ۳۰۸: ۳۰۹: ۳۱۰: ۳۱۱: ۳۱۲: ۳۱۳: ۳۱۴: ۳۱۵: ۳۱۶: ۳۱۷: ۳۱۸: ۳۱۹: ۳۲۰: ۳۲۱: ۳۲۲: ۳۲۳: ۳۲۴: ۳۲۵: ۳۲۶: ۳۲۷: ۳۲۸: ۳۲۹: ۳۳۰: ۳۳۱: ۳۳۲: ۳۳۳: ۳۳۴: ۳۳۵: ۳۳۶: ۳۳۷: ۳۳۸: ۳۳۹: ۳۴۰: ۳۴۱: ۳۴۲: ۳۴۳: ۳۴۴: ۳۴۵: ۳۴۶: ۳۴۷: ۳۴۸: ۳۴۹: ۳۵۰: ۳۵۱: ۳۵۲: ۳۵۳: ۳۵۴: ۳۵۵: ۳۵۶: ۳۵۷: ۳۵۸: ۳۵۹: ۳۶۰: ۳۶۱: ۳۶۲: ۳۶۳: ۳۶۴: ۳۶۵: ۳۶۶: ۳۶۷: ۳۶۸: ۳۶۹: ۳۷۰: ۳۷۱: ۳۷۲: ۳۷۳: ۳۷۴: ۳۷۵: ۳۷۶: ۳۷۷: ۳۷۸: ۳۷۹: ۳۸۰: ۳۸۱: ۳۸۲: ۳۸۳: ۳۸۴: ۳۸۵: ۳۸۶: ۳۸۷: ۳۸۸: ۳۸۹: ۳۹۰: ۳۹۱: ۳۹۲: ۳۹۳: ۳۹۴: ۳۹۵: ۳۹۶: ۳۹۷: ۳۹۸: ۳۹۹: ۴۰۰: ۴۰۱: ۴۰۲: ۴۰۳: ۴۰۴: ۴۰۵: ۴۰۶: ۴۰۷: ۴۰۸: ۴۰۹: ۴۱۰: ۴۱۱: ۴۱۲: ۴۱۳: ۴۱۴: ۴۱۵: ۴۱۶: ۴۱۷: ۴۱۸: ۴۱۹: ۴۲۰: ۴۲۱: ۴۲۲: ۴۲۳: ۴۲۴: ۴۲۵: ۴۲۶: ۴۲۷: ۴۲۸: ۴۲۹: ۴۳۰: ۴۳۱: ۴۳۲: ۴۳۳: ۴۳۴: ۴۳۵: ۴۳۶: ۴۳۷: ۴۳۸: ۴۳۹: ۴۴۰: ۴۴۱: ۴۴۲: ۴۴۳: ۴۴۴: ۴۴۵: ۴۴۶: ۴۴۷: ۴۴۸: ۴۴۹: ۴۵۰: ۴۵۱: ۴۵۲: ۴۵۳: ۴۵۴: ۴۵۵: ۴۵۶: ۴۵۷: ۴۵۸: ۴۵۹: ۴۶۰: ۴۶۱: ۴۶۲: ۴۶۳: ۴۶۴: ۴۶۵: ۴۶۶: ۴۶۷: ۴۶۸: ۴۶۹: ۴۷۰: ۴۷۱: ۴۷۲: ۴۷۳: ۴۷۴: ۴۷۵: ۴۷۶: ۴۷۷: ۴۷۸: ۴۷۹: ۴۸۰: ۴۸۱: ۴۸۲: ۴۸۳: ۴۸۴: ۴۸۵: ۴۸۶: ۴۸۷: ۴۸۸: ۴۸۹: ۴۹۰: ۴۹۱: ۴۹۲: ۴۹۳: ۴۹۴: ۴۹۵: ۴۹۶: ۴۹۷: ۴۹۸: ۴۹۹: ۵۰۰: ۵۰۱: ۵۰۲: ۵۰۳: ۵۰۴: ۵۰۵: ۵۰۶: ۵۰۷: ۵۰۸: ۵۰۹: ۵۱۰: ۵۱۱: ۵۱۲: ۵۱۳: ۵۱۴: ۵۱۵: ۵۱۶: ۵۱۷: ۵۱۸: ۵۱۹: ۵۲۰: ۵۲۱: ۵۲۲: ۵۲۳: ۵۲۴: ۵۲۵: ۵۲۶: ۵۲۷: ۵۲۸: ۵۲۹: ۵۳۰: ۵۳۱: ۵۳۲: ۵۳۳: ۵۳۴: ۵۳۵: ۵۳۶: ۵۳۷: ۵۳۸: ۵۳۹: ۵۴۰: ۵۴۱: ۵۴۲: ۵۴۳: ۵۴۴: ۵۴۵: ۵۴۶: ۵۴۷: ۵۴۸: ۵۴۹: ۵۵۰: ۵۵۱: ۵۵۲: ۵۵۳: ۵۵۴: ۵۵۵: ۵۵۶: ۵۵۷: ۵۵۸: ۵۵۹: ۵۶۰: ۵۶۱: ۵۶۲: ۵۶۳: ۵۶۴: ۵۶۵: ۵۶۶: ۵۶۷: ۵۶۸: ۵۶۹: ۵۷۰: ۵۷۱: ۵۷۲: ۵۷۳: ۵۷۴: ۵۷۵: ۵۷۶: ۵۷۷: ۵۷۸: ۵۷۹: ۵۸۰: ۵۸۱: ۵۸۲: ۵۸۳: ۵۸۴: ۵۸۵: ۵۸۶: ۵۸۷: ۵۸۸: ۵۸۹: ۵۹۰: ۵۹۱: ۵۹۲: ۵۹۳: ۵۹۴: ۵۹۵: ۵۹۶: ۵۹۷: ۵۹۸: ۵۹۹: ۶۰۰: ۶۰۱: ۶۰۲: ۶۰۳: ۶۰۴: ۶۰۵: ۶۰۶: ۶۰۷: ۶۰۸: ۶۰۹: ۶۱۰: ۶۱۱: ۶۱۲: ۶۱۳: ۶۱۴: ۶۱۵: ۶۱۶: ۶۱۷: ۶۱۸: ۶۱۹: ۶۲۰: ۶۲۱: ۶۲۲: ۶۲۳: ۶۲۴: ۶۲۵: ۶۲۶: ۶۲۷: ۶۲۸: ۶۲۹: ۶۳۰: ۶۳۱: ۶۳۲: ۶۳۳: ۶۳۴: ۶۳۵: ۶۳۶: ۶۳۷: ۶۳۸: ۶۳۹: ۶۴۰: ۶۴۱: ۶۴۲: ۶۴۳: ۶۴۴: ۶۴۵: ۶۴۶: ۶۴۷: ۶۴۸: ۶۴۹: ۶۵۰: ۶۵۱: ۶۵۲: ۶۵۳: ۶۵۴: ۶۵۵: ۶۵۶: ۶۵۷: ۶۵۸: ۶۵۹: ۶۶۰: ۶۶۱: ۶۶۲: ۶۶۳: ۶۶۴: ۶۶۵: ۶۶۶: ۶۶۷: ۶۶۸: ۶۶۹: ۶۷۰: ۶۷۱: ۶۷۲: ۶۷۳: ۶۷۴: ۶۷۵: ۶۷۶: ۶۷۷: ۶۷۸: ۶۷۹: ۶۸۰: ۶۸۱: ۶۸۲: ۶۸۳: ۶۸۴: ۶۸۵: ۶۸۶: ۶۸۷: ۶۸۸: ۶۸۹: ۶۹۰: ۶۹۱: ۶۹۲: ۶۹۳: ۶۹۴: ۶۹۵: ۶۹۶: ۶۹۷: ۶۹۸: ۶۹۹: ۷۰۰: ۷۰۱: ۷۰۲: ۷۰۳: ۷۰۴: ۷۰۵: ۷۰۶: ۷۰۷: ۷۰۸: ۷۰۹: ۷۱۰: ۷۱۱: ۷۱۲: ۷۱۳: ۷۱۴: ۷۱۵: ۷۱۶: ۷۱۷: ۷۱۸: ۷۱۹: ۷۲۰: ۷۲۱: ۷۲۲: ۷۲۳: ۷۲۴: ۷۲۵: ۷۲۶: ۷۲۷: ۷۲۸: ۷۲۹: ۷۳۰: ۷۳۱: ۷۳۲: ۷۳۳: ۷۳۴: ۷۳۵: ۷۳۶: ۷۳۷: ۷۳۸: ۷۳۹: ۷۴۰: ۷۴۱: ۷۴۲: ۷۴۳: ۷۴۴: ۷۴۵: ۷۴۶: ۷۴۷: ۷۴۸: ۷۴۹: ۷۵۰: ۷۵۱: ۷۵۲: ۷۵۳: ۷۵۴: ۷۵۵: ۷۵۶: ۷۵۷: ۷۵۸: ۷۵۹: ۷۶۰: ۷۶۱: ۷۶۲: ۷۶۳: ۷۶۴: ۷۶۵: ۷۶۶: ۷۶۷: ۷۶۸: ۷۶۹: ۷۷۰: ۷۷۱: ۷۷۲: ۷۷۳: ۷۷۴: ۷۷۵: ۷۷۶: ۷۷۷: ۷۷۸: ۷۷۹: ۷۸۰: ۷۸۱: ۷۸۲: ۷۸۳: ۷۸۴: ۷۸۵: ۷۸۶: ۷۸۷: ۷۸۸: ۷۸۹: ۷۹۰: ۷۹۱: ۷۹۲: ۷۹۳: ۷۹۴: ۷۹۵: ۷۹۶: ۷۹۷: ۷۹۸: ۷۹۹: ۸۰۰: ۸۰۱: ۸۰۲: ۸۰۳: ۸۰۴: ۸۰۵: ۸۰۶: ۸۰۷: ۸۰۸: ۸۰۹: ۸۱۰: ۸۱۱: ۸۱۲: ۸۱۳: ۸۱۴: ۸۱۵: ۸۱۶: ۸۱۷: ۸۱۸: ۸۱۹: ۸۲۰: ۸۲۱: ۸۲۲: ۸۲۳: ۸۲۴: ۸۲۵: ۸۲۶: ۸۲۷: ۸۲۸: ۸۲۹: ۸۳۰: ۸۳۱: ۸۳۲: ۸۳۳: ۸۳۴: ۸۳۵: ۸۳۶: ۸۳۷: ۸۳۸: ۸۳۹: ۸۴۰: ۸۴۱: ۸۴۲: ۸۴۳: ۸۴۴: ۸۴۵: ۸۴۶: ۸۴۷: ۸۴۸: ۸۴۹: ۸۵۰: ۸۵۱: ۸۵۲: ۸۵۳: ۸۵۴: ۸۵۵: ۸۵۶: ۸۵۷: ۸۵۸: ۸۵۹: ۸۶۰: ۸۶۱: ۸۶۲: ۸۶۳: ۸۶۴: ۸۶۵: ۸۶۶: ۸۶۷: ۸۶۸: ۸۶۹: ۸۷۰: ۸۷۱: ۸۷۲: ۸۷۳: ۸۷۴: ۸۷۵: ۸۷۶: ۸۷۷: ۸۷۸: ۸۷۹: ۸۸۰: ۸۸۱: ۸۸۲: ۸۸۳: ۸۸۴: ۸۸۵: ۸۸۶: ۸۸۷: ۸۸۸: ۸۸۹: ۸۹۰: ۸۹۱: ۸۹۲: ۸۹۳: ۸۹۴: ۸۹۵: ۸۹۶: ۸۹۷: ۸۹۸: ۸۹۹: ۹۰۰: ۹۰۱: ۹۰۲: ۹۰۳: ۹۰۴: ۹۰۵: ۹۰۶: ۹۰۷: ۹۰۸: ۹۰۹: ۹۱۰: ۹۱۱: ۹۱۲: ۹۱۳: ۹۱۴: ۹۱۵: ۹۱۶: ۹۱۷: ۹۱۸: ۹۱۹: ۹۲۰: ۹۲۱: ۹۲۲: ۹۲۳: ۹۲۴: ۹۲۵: ۹۲۶: ۹۲۷: ۹۲۸: ۹۲۹: ۹۳۰: ۹۳۱: ۹۳۲: ۹۳۳: ۹۳۴: ۹۳۵: ۹۳۶: ۹۳۷: ۹۳۸: ۹۳۹: ۹۴۰: ۹۴۱: ۹۴۲: ۹۴۳: ۹۴۴: ۹۴۵: ۹۴۶: ۹۴۷: ۹۴۸: ۹۴۹: ۹۵۰: ۹۵۱: ۹۵۲: ۹۵۳: ۹۵۴: ۹۵۵: ۹۵۶: ۹۵۷: ۹۵۸: ۹۵۹: ۹۶۰: ۹۶۱: ۹۶۲: ۹۶۳: ۹۶۴: ۹۶۵: ۹۶۶: ۹۶۷: ۹۶۸: ۹۶۹: ۹۷۰: ۹۷۱: ۹۷۲: ۹۷۳: ۹۷۴: ۹۷۵: ۹۷۶: ۹۷۷: ۹۷۸: ۹۷۹: ۹۸۰: ۹۸۱: ۹۸۲: ۹۸۳: ۹۸۴: ۹۸۵: ۹۸۶: ۹۸۷: ۹۸۸: ۹۸۹: ۹۹۰: ۹۹۱: ۹۹۲: ۹۹۳: ۹۹۴: ۹۹۵: ۹۹۶: ۹۹۷: ۹۹۸: ۹۹۹: ۱۰۰۰: ۱۰۰۱: ۱۰۰۲: ۱۰۰۳: ۱۰۰۴: ۱۰۰۵: ۱۰۰۶: ۱۰۰۷: ۱۰۰۸: ۱۰۰۹: ۱۰۱۰: ۱۰۱۱: ۱۰۱۲: ۱۰۱۳: ۱۰۱۴: ۱۰۱۵: ۱۰۱۶: ۱۰۱۷: ۱۰۱۸: ۱۰۱۹: ۱۰۲۰: ۱۰۲۱: ۱۰۲۲: ۱۰۲۳: ۱۰۲۴: ۱۰۲۵: ۱۰۲۶: ۱۰۲۷: ۱۰۲۸: ۱۰۲۹: ۱۰۳۰: ۱۰۳۱: ۱۰۳۲: ۱۰۳۳: ۱۰۳۴: ۱۰۳۵: ۱۰۳۶: ۱۰۳۷: ۱۰۳۸: ۱۰۳۹: ۱۰۴۰: ۱۰۴۱: ۱۰۴۲: ۱۰۴۳: ۱۰۴۴: ۱۰۴۵: ۱۰۴۶: ۱۰۴۷: ۱۰۴۸: ۱۰۴۹: ۱۰۵۰: ۱۰۵۱: ۱۰۵۲: ۱۰۵۳: ۱۰۵۴: ۱۰۵۵: ۱۰۵۶: ۱۰۵۷: ۱۰۵۸: ۱۰۵۹: ۱۰۶۰: ۱۰۶۱: ۱۰۶۲: ۱۰۶۳: ۱۰۶۴: ۱۰۶۵: ۱۰۶۶: ۱۰۶۷: ۱۰۶۸: ۱۰۶۹: ۱۰۷۰: ۱۰۷۱: ۱۰۷۲: ۱۰۷۳: ۱۰۷۴: ۱۰۷۵: ۱۰۷۶: ۱۰۷۷: ۱۰۷۸: ۱۰۷۹: ۱۰۸۰: ۱۰۸۱: ۱۰۸۲: ۱۰۸۳: ۱۰۸۴: ۱۰۸۵: ۱۰۸۶: ۱۰۸۷: ۱۰۸۸: ۱۰۸۹: ۱۰۹۰: ۱۰۹۱: ۱۰۹۲: ۱۰۹۳: ۱۰۹۴: ۱۰۹۵: ۱۰۹۶: ۱۰۹۷: ۱۰۹۸: ۱۰۹۹: ۱۱۰۰: ۱۱۰۱: ۱۱۰۲: ۱۱۰۳: ۱۱۰۴: ۱۱۰۵: ۱۱۰۶: ۱۱۰۷: ۱۱۰۸: ۱۱۰۹: ۱۱۱۰: ۱۱۱۱: ۱۱۱۲: ۱۱۱۳: ۱۱۱۴: ۱۱۱۵: ۱۱۱۶: ۱۱۱۷: ۱۱۱۸: ۱۱۱۹: ۱۱۲۰: ۱۱۲۱: ۱۱۲۲: ۱۱۲۳: ۱۱۲۴: ۱۱۲۵: ۱۱۲۶: ۱۱۲۷: ۱۱۲۸: ۱۱۲۹: ۱۱۳۰: ۱۱۳۱: ۱۱۳۲: ۱۱۳۳: ۱۱۳۴: ۱۱۳۵: ۱۱۳۶: ۱۱۳۷: ۱۱۳۸: ۱۱۳۹: ۱۱۴۰: ۱۱۴۱: ۱۱۴۲: ۱۱۴۳: ۱۱۴۴: ۱۱۴۵: ۱۱۴۶: ۱۱۴۷: ۱۱۴۸: ۱۱۴۹: ۱۱۵۰: ۱۱۵۱: ۱۱۵۲: ۱۱۵۳: ۱۱۵۴: ۱۱۵۵: ۱۱۵۶: ۱۱۵۷: ۱۱۵۸: ۱۱۵۹: ۱۱۶۰: ۱۱۶۱: ۱۱۶۲: ۱۱۶۳: ۱۱۶۴: ۱۱۶۵: ۱۱۶۶: ۱۱۶۷: ۱۱۶۸: ۱۱۶۹: ۱۱۷۰: ۱۱۷۱: ۱۱۷۲: ۱۱۷۳: ۱۱۷۴: ۱۱۷۵: ۱۱۷۶: ۱۱۷۷: ۱۱۷۸: ۱۱۷۹: ۱۱۸۰: ۱۱۸۱: ۱۱۸۲: ۱۱۸۳: ۱۱۸۴: ۱۱۸۵: ۱۱۸۶: ۱۱۸۷: ۱۱۸۸: ۱۱۸۹: ۱۱۹۰: ۱۱۹۱: ۱۱۹۲: ۱۱۹۳: ۱۱۹۴: ۱۱۹۵: ۱۱۹۶: ۱۱۹۷: ۱۱۹۸: ۱۱۹۹: ۱۲۰۰: ۱۲۰۱: ۱۲۰۲: ۱۲۰۳: ۱۲۰۴: ۱۲۰۵: ۱۲۰۶: ۱۲۰۷: ۱۲۰۸: ۱۲۰۹: ۱۲۱۰: ۱۲۱۱: ۱۲۱۲: ۱۲۱۳: ۱۲۱۴: ۱۲۱۵: ۱۲۱۶: ۱۲۱۷: ۱۲۱۸: ۱۲۱۹: ۱۲۲۰: ۱۲۲۱: ۱۲۲۲: ۱۲۲۳: ۱۲۲۴: ۱۲۲۵: ۱۲۲۶: ۱۲۲۷: ۱۲۲۸: ۱۲۲۹: ۱۲۳۰: ۱۲۳۱: ۱۲۳۲: ۱۲۳۳: ۱۲۳۴: ۱۲۳۵: ۱۲۳۶: ۱۲۳۷: ۱۲۳۸: ۱۲۳۹: ۱۲۴۰: ۱۲۴۱: ۱۲۴۲: ۱۲۴۳: ۱۲۴۴: ۱۲۴۵: ۱۲۴۶: ۱۲۴۷: ۱۲۴۸: ۱۲۴۹: ۱۲۵۰: ۱۲۵۱: ۱۲۵۲: ۱۲۵۳: ۱۲۵۴: ۱۲۵۵: ۱۲۵۶: ۱۲۵۷: ۱۲۵۸: ۱۲۵۹: ۱۲۶۰: ۱۲۶۱: ۱۲۶۲: ۱۲۶۳: ۱۲۶۴: ۱۲۶۵: ۱۲۶۶: ۱۲۶۷: ۱۲۶۸: ۱۲۶۹: ۱۲۷۰: ۱۲۷۱: ۱۲۷۲: ۱۲۷۳: ۱۲۷۴: ۱۲۷۵: ۱۲۷۶: ۱۲۷۷: ۱۲۷۸: ۱۲۷۹: ۱۲۸۰: ۱۲۸۱: ۱۲۸۲: ۱۲۸۳: ۱۲۸۴: ۱۲۸۵: ۱۲۸۶: ۱۲۸۷: ۱۲۸۸: ۱۲۸۹: ۱۲۹۰: ۱۲۹۱: ۱۲۹۲: ۱۲۹۳: ۱۲۹۴: ۱۲۹۵: ۱۲۹۶: ۱۲۹۷: ۱۲۹۸: ۱۲۹۹: ۱۳۰۰: ۱۳۰۱: ۱۳۰۲: ۱۳۰۳: ۱۳۰۴: ۱۳۰۵: ۱۳۰۶: ۱۳۰۷: ۱۳۰۸: ۱۳۰۹: ۱۳۱۰: ۱۳۱۱: ۱۳۱۲: ۱۳۱۳: ۱۳۱۴: ۱۳۱۵: ۱۳۱۶: ۱۳۱۷: ۱۳۱۸: ۱۳۱۹: ۱۳۲۰: ۱۳۲۱: ۱۳۲۲: ۱۳۲۳: ۱۳۲۴: ۱۳۲۵: ۱۳۲۶: ۱۳۲۷: ۱۳۲۸: ۱۳۲۹: ۱۳۳۰: ۱۳۳۱: ۱۳۳۲: ۱۳۳۳: ۱۳۳۴: ۱۳۳۵: ۱۳۳۶: ۱۳۳۷: ۱۳۳۸: ۱۳۳۹: ۱۳۴۰: ۱۳۴۱: ۱۳۴۲: ۱۳۴۳: ۱۳۴۴: ۱۳۴۵: ۱۳۴۶: ۱۳۴۷: ۱۳۴۸: ۱۳۴۹: ۱۳۵۰: ۱۳۵۱: ۱۳۵۲: ۱۳۵۳: ۱۳۵۴: ۱۳۵۵: ۱۳۵۶: ۱۳۵۷: ۱۳۵۸: ۱۳۵۹: ۱۳۶۰: ۱۳۶۱: ۱۳۶۲: ۱۳۶۳: ۱۳۶۴: ۱۳۶۵: ۱۳۶۶: ۱۳۶۷: ۱۳۶۸: ۱۳۶۹: ۱۳۷۰: ۱۳۷۱: ۱۳۷۲: ۱۳۷۳: ۱۳۷۴: ۱۳۷۵: ۱۳۷۶: ۱۳۷۷: ۱۳۷۸: ۱۳۷۹: ۱۳۸۰: ۱۳۸۱: ۱۳۸۲: ۱

آپ کی شان (وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ) آیا

کفر نونا یہاں، شیطان ادھر شرمایا

رب بھی پڑھتا ہے (۱) فرشتے بھی پڑھیں، مان پھردود اس فضیلت کا ہے قرآن میں، سنت میں وُودود

جس تشہد میں نہ ہو ذکرِ محمد موجود وہ نمازیں ہیں، خلاف شرع رب وُودود

ان کو دنیا میں تو، یہ رحبہ و اکرام ملا

رد و محشر میں شفاعت کا بھی انعام ملا

### خصوصیات و امتیازات

رحمتِ عام (۲)، کسی کے لئے مخصوص نہیں گفتگو انکی فصاحت کی، بلاغت کی قرین

”سجد“ و ”پاک“ ہے، سب ان کیلئے روئے زمیں حلتِ مالِ غنیمت کے رہے تھا اس

لشکرِ کفر تو آہٹ ہی سے تھراتا ہے

اک سینے کی بھی دوری ہو تو گھبراتا ہے

انیت مہب، مگر ان میں ہنر ہو جائے بد دعا انکی ہو، تو التا اثر ہو جائے

دشمنی ختم، جو دشمن پہ نظر ہو جائے کفر کی شام بھی تابندہ سحر ہو جائے

شفقت و برکت و احسان سے یہ راز ملا

حسنِ اخلاق سے یوں جوشِ تک و تاز ملا

رحمت و جود و دقا، جلم کے پیانہ ہیں نصح و دعوت، سبھی اوصافِ رحیمانہ ہیں

اپنے تو اپنے ہیں، خود غیر بھی دیوانہ ہیں آپ کے سارے ہی اخلاق، کریمانہ ہیں

(۱) ارشادِ ماری ہے (إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا)

(الاحزاب ۵۶)۔

(۲) اس ’سے س’ میں بعض ان خصوصیات کا تذکرہ ہے، جو صرف نبی ﷺ کے ساتھ خاص ہیں، جیسا کہ باہر بن عبد اللہ

رضی اللہ عنہ سے مروی متفق علیہ حدیث میں وارد ہیں۔

آپ کی ذات میں حسات سمٹ آئی ہیں  
 آپ مجموعہٴ اوصاف ہیں، زیبائی ہیں  
 آپ ہیں فخر جہاں، فخر رسل، فخر اُمم آپ کی ذات سے ہر خیر بہا مستحکم  
 حمد تعریف کا محشر میں سنبھالیں گے علم، ہوشیاری جو میٹر، تو ہمیں پھر کیا غم  
 امتیں نبیوں سے اپنے جو نمٹ آئیں گی  
 آپ کی سمت شجاعت کو سمٹ آئیں گی  
 رب کی جانب سے یوں قرآن کی تزیل ہوئی سارے ادیان و مذاہب کی بھی تحلیل ہوئی  
 آپ کے ہاتھ پہ اسلام کی تکمیل ہوئی خود صحابہ سے فرامین کی تعمیل ہوئی  
 حق تبلیغ بہر طور ادا فرمایا  
 سرد محفل تھی، ہدایت سے اسے گرمایا

### قدیم و جدید غیر مسلموں کی شہادت

انکا گرویدہ رہے گا سدا، عالم کا نجوم ان سے سیکھے ہیں زمانے نے، تمدن کے علوم  
 انکے اقوال میں پوشیدہ، ترقی کے نجوم ہر نطق ہے پرستار، تجھے کیا معلوم  
 ان کی تعلیم میں، وہ وسعت و پہنائی ہے  
 عصر حاضر بھی طلبگار ہے، شیدائی ہے  
 انکی سیرت سے فزوں، دنیا میں سیرت ہی نہیں انکی صورت پہ ہوں قربان، یہ مادہ پرویس  
 اپنے ماحول میں معروف تھے صادق، دائیں و ویر حاضر کے مؤرخ (۱) نے کہا، وہ ہیں نگیں

(۱) انگل ہارٹ نے اپنی معروف کتاب (The 100 a Ranking of the most influential persons in history) میں ہمارے نبی کریم ﷺ کو پوری انسانی تاریخ کی سربراہ اور وہ شخصیات میں سب سے زیادہ مؤثر شخصیت بتاتے ہوئے پہلا مقام دیا ہے۔

اس کا کہنا ہے کہ میں آپ "امام اعظم"  
آپ ہیں خیر بشر، آپ کا اونچی پرچم

نبی کریم ﷺ کی نبوت کے انکار سے دیگر انبیاء کرام

### کا انکار لازم

انکی بعثت کی "صحائف" میں بشارت موجود ان کی دعوت میں رسولوں کی رسالت موجود  
ہے فزوں ان میں نبوت کی علامت موجود سارے نبیوں کی نبوت کی شہادت موجود  
انکی تصدیق سے ہو جائے گی سب کی تصدیق  
انکی تکذیب کرے جو، سچے وہی بے توفیق

### اسباب ختم رسالت

عصر عیسیٰ میں یہ دیں دو بطفولت میں تھا ذہن انساں بھی ترقی کی ضرورت میں تھا  
رب کے "ادصاف" سفصل سے جہالت میں تھا علم احوال قیامت کی بھی حاجت میں تھا  
ان مضامین کی توریہ میں تفصیل نہ تھی  
انکی تفصیل (۱) کے حق میں بھی یہ انجیل نہ تھی  
پختہ تر ہوئی جب فہم میں عقل انساں خیر و شر ہو گئے ظاہر بہ دلیل و برہاں  
ہو گیا پھر تو یہ منسوخ پرانا فرمان لایا ہر خیر زمانہ کا نزول قرآن  
ائم ماضی کے مسائل کا احاطہ اس میں  
سارے نبیوں سے بہر طور ہے ناطہ اس میں

(۱) یہی ماہی السلام نے اپنی قوم سے فرمایا "ان لی اموراً کثیرة ایضاً لا أقول لکم، ولكن لا تستطیعون ان  
تحملوا الا ان . . ." (الجباب: ص: ۲۹۴، ۲۹۵) "وہدایہ الحیاری ص: ۷۰) یعنی "ہمیں ابھی تم سے اور بہت سی باتیں  
کہنی ہیں لیکن تم اس کے ابھی تحمل نہیں ہو سکتے۔"

دین اسلام، مکمل ہے قرین فطرت اسکے ہر حکم میں پوشیدہ ہے رب کی حکمت  
 سہل و آسان ہے سب کیلئے اسکی دعوت ہیں نبی اسکے، زمانہ کے نبی۔ رحمت  
 دین یہ، سنت و قرآن میں محفوظ ہوا  
 جس نے جب چاہا، وہ اس خیر سے محفوظ ہوا

### نبی ﷺ پر ختم نبوت کے اسباب

آل اسحاق سے جب ختم ہوا انکا ادب آگیا پھر تو قیادت (۱) کیلئے دور عرب  
 نامزد ہو گئے "توریت" میں "انجیل" میں جب "صفوة الخلق" نے پایا ہے، نبوت کا لقب  
 وہ تمنائے ظلیل اور نوید عیسیٰ  
 ان کی بعثت کے مبشر تھے جناب موسیٰ  
 کارانی رہی خود، ختم نبوت کی دلیل آگئی دسب مبارک میں زمانہ کی تکمیل  
 دعویٰ الہام کا کر سکتا نہیں کوئی نبیل مدعی ہوگا بخود اپنی ہی "امت" میں ذلیل  
 شخصیت ان کی سدا شامت تاریخ رہی  
 اس کے حصہ میں فقط (۲) لعنت و توبیح رہی  
 جو نبوت کے لئے ماہی بے آب ہوئے اپنے ماحول میں برگشتہ احباب ہوئے  
 ان کے اعمال سبھی تشنہ آداب ہوئے مدعی ہو کے وہ، منتہی کذاب ہوئے  
 بعثت ختم رسل سب کی امامت کے لئے  
 قادیانی ہوئے انگریز سلامت کے لئے

(۱) یعنی عرب یہ اسماعیل علیہ السلام کی اولاد ہیں، جب آل اسحاق نے امامت نبوت کی ذمہ داری میں کودی تو اللہ  
 نے اسے ان کے دوسرے بھائی اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں منتقل فرمادیا، جو عین انصاف ہے۔  
 (۲) جملہ مدعیان نبوت کو اپنے ماحول میں ذلت و خواری اور لعن و طعن کا سامنا کرنا پڑا، پروردگار نے انگریز مرزا خاتم احمد قادیانی  
 کی حالت آپ سے پوشیدہ نہیں۔

انکی حق گوئی پہ شاہد ہیں خود انکے کلمات معجزوں میں بھی ہیں پوشیدہ صداقت کے نکات  
قیصر و کسریٰ کی شوکت بھی ہوئی ان سے مات ریزہ ریزہ ہوئے عظیمیٰ ہبل دلات و منات

ان کی حقانیت ان سارے حقائق سے عیاں

یہ محامد ہیں سبھی ختم نبوت کے نشان

نبی کریم ﷺ کے خلاف بہتان تراشی

ملت کفر نے اپنے ہی کو معتب کیا علم و تحقیق کی دنیا میں بھی محبوب کیا  
خود تو مرعوب تھی، غیر دل کو بھی مرعوب کیا دہشت و ظلم سے جو آپ کو منسوب کیا

یورپ و روم کے انصاف پسندوں کا بیان

ختم کردیتا ہے خود آپ پہ، ان کا بہتان

صاحبِ رحمت و شفقت ہیں، کریم و عنخوار صاحبِ خلق ہیں معروف نئی مختار  
چند آشفٹ مزاجوں کا ہو کوئی کردار اس سے مجروح نہیں ہوگا نبوت کا وقار

طعن و تشنیع (۱) کا مطلب ہی نہیں ہوتا ہے

ظلم و دہشت کا تو مذہب ہی نہیں ہوتا ہے

آج امت کی ذمہ داری

نغمہ آہمن و اماں ہم نے سنایا ہی نہیں دین اسلام ہے کیا؟ اسکو بتایا ہی نہیں  
اپنے دل کو بھی، کبھی دیں سے لگایا ہی نہیں دنیا غفلت میں رہی، اسکو جگایا ہی نہیں

آج عالم کو نبوت کا ہے اسوہ درکار

جیسے محتاج دواؤں کا ہو کوئی بیمار

کذب سے صدق تو منسوب نہیں ہوگا کبھی

(۱) طعن و تشنیع سے حاصل نہیں ہوگا کبھی

ہم پر واجب ہے کہ ہم صبح کریں شام کریں عام دنیا میں یہ توحید کا پیغام کریں  
سیرت پاک کی تحفیذ ہو، وہ کام کریں پرقتال دہر میں پھر پرہم اِسلام کریں

اُسوۂ رحمت عالم ہو نشانِ منزل

توڑ دیں قوتِ کردار سے زورِ باطل

اب تو امت کے فریضہ میں امانت آئی قول تو قول ہے، اب نعی شبہات آئی

حبِ نبوی کی بہر طور سعادت آئی سیرت و سنت و قرآن کی حاعت آئی

ہے اگر بندہ کو خود رب کی محبت منظور

اُسوۂ پاک (۱) کو وہ اپنا بنائے دستور

توھے راہ یہی، منزلِ ایماں کے لئے اس میں راحت ہے ہر اک قابِ پریشاں کیلئے

کافی ہر دور میں، ہر درد کے درماں کیلئے وقف ہو جائیں، فقط سنت و قرآن کیلئے

میری ہر ست تگ و دو کا یہی حاصل ہے

سیرت و سنت و قرآن ہی مرا ساحل ہے

(۱) ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحِبُّكُمْ اللّٰهُ وَيُعِزِّدْ لَكُمْ دُوْرَكُمْ ۗ وَاللّٰهُ سَمُوْعٌ  
رَّحِيْمٌ﴾ (آل عمران، ۳۱)۔

# صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

فضائل و محاسن

خلافتِ راشدہ



# صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

## فضائل و محاسن

ہوئی بارگاہ رب میں ، جماعت مقبول جس نے توڑا ہے زمانہ میں ، ضلالت کا اصول  
اس کی کاوش سے ہوئی ، بزم جہاں بھی مقبول وہ جماعت جو ہے مجموعہ اصحاب رسول

ان کے اوصاف میں ، قرآن کی شہادت (۱) کافی

ان کے اُس دور کی تاریخی روایت کافی

جوش جب پیدا ہوا ، جاہلی طاخاموں میں قیصر و کسریٰ ، لرزے لگے ایوانوں میں  
زلزلہ آگیا برسمت ، صنم خالوں میں جوش ایمان سے ، پنہاں تھا جو دیوانوں میں

انھ کے اس طرح سے بدلا ہے ، زمانہ کا مزاج

کفر بھی ٹوٹ گیا ، ہو گیا باطل تاراج

یہ سعادت تھی ، نبوت کے وہ ہماز رہے خود فراموش رہے ، گوش بہ آواز رہے  
عمر بھر دیں کے لئے جو تک و تاز رہے مرضی رب سے وہ ہر خیر کا آغاز رہے

ان کی ہر سمت ترقی نے قدم بوسی کی

اور قدرت نے بھی ان کیلئے جاسوسی کی

ہیں وہ اُسوہ (۲) انھیں ہر خیر میں سبقت حاصل رب کی جانب سے رضامندی و رحمت حاصل  
اپنے پیغمبر محبوب کی صحبت حاصل سیرت دست و قرآن کی برکت حاصل

(۱) صرف قرآن کی ایک شہادت ہے۔۔۔ رضی اللہ عنہم و رضوا عنہم اُولئِكَ جِزْبُ اللَّهِ اِنَّ اِذْ حَزَبَ اللَّهُ هُمْ  
الْمُفْسِحُونَ ﴿المجادلہ: ۲۲﴾ ان کی دعوتی و اخروی تمام کامیابیوں کیلئے کافی ہے۔

(۲) یہاں قرآن کی ان چند آیات کی طرف اشارے ہیں ، جن میں صحابہ کرام کی فضیلت وارد ہے ، علی سبیل المثال  
﴿وَيَذَرِي لَهُمْ اَمْرًا تَحْكُمُ النَّاسُ﴾ (البقرہ: ۱۳۵) ، ﴿وَرِحَالًا لَّا تُلْهِنُهُمْ بِحِزَابِهَا وَلَا يَتَّبِعُونَ﴾ (باقی اگلے صفحہ پر)

رب نے قرآن میں بتائے ہیں شہائل ان کے

کسب سنت میں بھی وارد ہیں فضائل ان کے

انکی عظمت میں ہے توریت، (۱) تو شاہد انجیل ان کی نصرت کیلئے اترے بناب جبریل  
انکی کوشش سے ہوئی ورنہ نبی کی تکمیل کسب تاریخ میں محفوظ ہے ساری تفصیل

ان صحابہ کو طاء دیں میں مقام عالی

مل گئی دنیا بھی، اور دور ہوئی بد حالی

جنگ وغزوات میں جو انکا ابو جاری ہے یہ فقط دیں کیلئے غیرت و خودداری ہے

”حب نبوی“ دل ”اصحاب“ میں یوں ساری ہے قیصر و کسری، نجاشی پہ بھی وہ بھاری ہے

قول ”عردہ“ (۲) ہے، یہ کہ سب کی زیارت کی ہے

الہی مکہ کی، کئی بار سفارت کی ہے

وہی ”قرآن“ نے محمد سائیں دل پایا رب کو ”اصحاب“ سے بہتر نہ کوئی بل پایا

ان کے در سے کبھی ان میں نہ کوئی بل پایا گلشن دین میں انسانہ کوئی کھیل پایا

(پچھلے صفحہ کا اقتباس) .. عن ذكر الله وإقام الصلاة وإيتاء الزكاة بحافون يوماً تنقذت فيه النبوة والأنصار

(النور: ۳۷)، وهو السابقون الأولون من المهاجرين والأنصار والذين أتوهم بالْحَسْبِ رِضَى اللَّهِ عَنْهُمْ

وَأَسْوَأُهُمْ (التوبة: ۱۰۰)۔

(۱) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿وَذَلِكُمْ مَثَلُ هُنَالِكَ إِذْ رَأَوُا الْعَذَابَ مِنْ فِيهِ الْأَنْبِيَاءِ لَمَّا قَالَ لَهُمْ هُنَالِكَ ذَلِكُمْ هُنَالِكَ﴾ (فتح: ۲۹)

(۲) عردہ بن مسعود رضی اللہ عنہما حدیث یہ کہ ”وَقَعَ بِرَأْسِهِ كَرِيمٌ ﷺ“ سے معامدہ کیلئے اہل مکہ نے نائندہ اور سفیر

ہے، جب صحابہ کرام کا نبی ﷺ سے حجت کا منظر دیکھ کر نکلے تو لے تو اپنی قوم سے کہا ”اے میری قوم کے لوگو! میں

بادشاہوں کے پاس، قیصر و کسری اور نجاشی کے یہاں سفیر اور نائندہ بن کر گیا ہوں، لیکن۔ وائندہ۔ میں نے کسی بادشاہ کو نہیں

دیکھا کراسکے اصحاب اس سے اتنی محبت کر رہے ہوں جتنی محمد کے اصحاب محمد سے کر رہے ہوں۔۔ ایذا اظہر شد و ہدایت

”ابن مسعود“ (۱) کہ ہیں علم کے وہ ”ماہ تمام“

ان صحابی نے بتایا ہے صحابہ کا مقام

صہبتِ نبی سے منظور تھے اصحاب کرام اس سے اعلیٰ نہیں دنیا میں بلندی کا مقام وہ صداقت و عدالت، و عزت میں امام مل گیا رب سے انہیں، انکی رضا کا انعام

ان میں افضل ہیں بہر طور جناب ”صدیق“

”عمر و عثمان و علی“ ، ہمد ہم راز در رفیق

طلحہ و سعد و سعید، اور امین امت ابن عوام کو، عوفی کو نویدِ جنت

آل و ازواج کی پوشیدہ نہیں ہے عظمت پوری امت ہے صحابہ کی رہنِ مہت

ان کی توہین روافض کی یہ مکاری ہے

کذب و تحریف ہے گستاخی و عیاری ہے

کتنے ناپاک و ناشائستہ عزائم ان کے ہو گئے اس لئے بدنام عمائم انکے

کتب تاریخ میں مذکور جرائم ان کے ان سے بہتر ہوئے، افسوس! بہائم انکے

افضل القوم رسولوں کے ہی اصحاب رہے

ان کو ملحوظ صحابہ کے نہ آداب رہے

حبِ اصحاب نبی جذبہ ایمانی ہے اپنے محسن سے وفاء، فطرتِ انسانی ہے

انکی تکفیر تو خود کفر ہے شیطانی ہے آپ بتلائیں کہ یہ کیسی مسلمانی ہے

(۱) عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا ”اللہ تعالیٰ نے بندوں کے دلوں کو دیکھا تو محمد ﷺ کے دل کو بہترین دل پایا، پھر اس اپنے لئے چن لیا پھر انکے بعد انکے اصحاب کے دلوں کو سب سے اچھا پایا تو انہیں اپنے نبی کے ذراہ و شیر کاروں کی حیثیت سے چن لیا۔“ (احمد و الطبرانی) ابن مسعود نے صحابہ کرام کے بارے میں یہ بھی فرمایا ”و انہم کانوا ابرہہ الامۃ قلوبا، واعمقہا علما، والہا تکلفا۔۔“ (جامع بیان العلم ۹۴۴)۔

ان کی توہین پہ جو راضی و خاموش رہا  
صلح ہو وہ نہیں، احسان فراموش رہا

جذبیہ شروستم و جنگ سے رخ کو موڑا دعوتِ دین سے تعصب کے صنم کو توڑا  
خیرِ انساب و قبائل کی روش کو چھوڑا اوس و خنجر کے سبھی ٹوٹے دلوں کو جوڑا  
وہ جو انصار و مہاجر تھے کبھی ایک ہوئے  
وہ کبھی نیک تھے پہلے سے، فرزوں نیک ہوئے

رحمتِ رب سے کبھی ان کو کوئی یاس نہ تھی ان میں ویں کے لئے کمزوری احساس نہ تھی  
دولت و جاہ کی نخوت بھی کوئی پاس نہ تھی حرم و مملوک کی تفریق انہیں راس نہ تھی  
عبد و مملوک تھے یہ فارسی رومی حبشی  
اپنے ایمان کی بدولت تھے قرینِ قرشی

خیر امت کے تقاضوں پہ پہل فرمایا تودہٴ راہ کو حکمت سے بغل فرمایا  
سیکھ کر اسوۂ مختار، عمل فرمایا کچھ نہیں سنت و قرآن میں بغل فرمایا  
سبقِ خیر میں انکا کوئی ثانی نہ ملا  
ان سا دنیا میں کوئی خیر کا ثانی نہ ملا

توہ ایمان سے دل انکے درخشندہ رہے فارس و روم و حبش، مصر بھی شرمندہ رہے  
ظلمتِ کفر میں ہر سمت وہ تابندہ رہے سیرت و سنت و قرآن کے نمائندہ رہے  
ان سے محفوظ زمانے میں ہوا دین کا وقار  
آج امت کو ہے پھر انکا نمونہ و رکار

## خلافتِ راشدہ

حبِ نبوی جو، ابو بکر کے جوہر میں تھا قلمب فاروقی میں، عثمان میں، حیدر میں تھا  
یعنی یہ خیر، صحابہ کے مقدر میں تھا اس کا جلوہ تو، ان اصحاب کے ہر گھر میں تھا  
ان کے ہر کام میں، الفت کا اثر ظاہر ہے  
شفقت و رحم و محبت کا اثر ظاہر ہے

لیکے ہر نیر زمانہ کا، خلافت آئی چار سوا سن و اماں، برکت و راحت آئی  
فکر انسان میں، فطرت کی نفاست آئی دین غالب ہوا، اور کفر کی شامت آئی  
ان کا یہ عہد ہے، تاریخ کا بابِ روشن  
زندگی ان کی ہے، گویا کہ کتابِ روشن

زندگی ان کی، عجب شان سے وابستہ تھی سنت و سیرت و قرآن سے وابستہ تھی  
شُرک سے دور تھی، ایمان سے وابستہ تھی یعنی وہ فطرتِ انسان سے وابستہ تھی  
زندگی کیا ہے، سمجھنے کا طریقہ آیا  
عدل و انصاف سے جینے کا سلیقہ آیا

ان سے بہتر نہیں دیکھے ہیں، زمیں نے حکام ان سے سیکھا ہے زمانے نے، حکومت کا نظام  
آج دنیا کی ضرورت ہے اگر، امن و سلام تجربہ کیجئے، ہے پیشِ نظامِ اسلام  
جس نے برتا ہے، اسے امن کا اعزاز ملا  
حکمرانی کا، جہاں بانی کا اعزاز ملا

انکا آئین حکومت تھا، وہ قرآن میں مصدرِ قوتِ قانون، وہ سنت کے امیں  
رہنم کرتے ہیں خلافت پہ، یہ ماہ و پرویں آج تک ان کو ترستے ہیں، زماں اور زمیں  
ان کو جنت کی نعمت نے بشارت دی ہے  
ان کو قرآن نے بخشش کی شہادت دی ہے

## دیگر اسلامی حکومتیں

عہد زریں تھا یہ، پھر اور زمانہ آیا ربح مسکون پہ اسلام کا بادل چھایا  
ان کی کاوش سے جو دنیا کی ہے پٹنی کایا پرچم دین ہر اک ملک میں جا لہرایا  
رہک گلشن ہوئے ہر سمت ممالک انکے

جل پڑے ہر سو ترقی کے مسالک انکے

آج تعلیم و ترقی کے سبھی گمن ان سے علم و دانش کے شہیروں نے لیا، حسن ان سے  
دیکھے دنیا نے یہ آداب تمدن ان سے اپنے بھولے ہوئے اسباق کو تو سن ان سے  
شان و شوکت کی، فقط دین ہی بنیاد رہا

جب وہ بلبلی نہ رہا، گلستاں برباد رہا

کھل گیا آج زمانے پہ یہ راز بستہ اپنے کردار سے حالات ہوئے برگشتہ  
”دین“ (۱) کی راہ سے پھر ڈھونڈھو رہ گم گشتہ وہ خلافت، وہ حکومت، وہ عظمت رفتہ

پیدا ہم میں جو ہو، اسلاف کی توانائی

لوٹ آئے گی خلافت کی وہی رعنائی

(۱) مسلط ذات و خواری کے خاتمہ کا راز صرف نبی ﷺ کی حدیث ”خساً ترجعوا الی ربکم۔۔۔“ میں مضمر ہے۔ (صحیح الجامع: ۴۲۳)۔

# آئینِ اسلام

۱- قرآن کریم

قرآن کریم: کلام الہی

۲- حدیثِ نبوی

حجیت حدیث



## آئینِ اسلام

(کتاب و سنت)

۱۔ قرآن کریم

یہ وہ آئین ہے، جسکو کہیں آئینِ کمال تا قیامت نہیں ترمیم کا کچھ اس میں سوال اس میں چلتا نہیں، حاکم کا کوئی ظن و خیال منحصر اس پہ ہے، قوموں کا عروج، اور زوال

دین و دنیا کے مسائل کا احاطہ اس میں

بندے کا جو گیا اللہ سے، ناطہ آئیں

ہر تصرف سے بری، خود ہے وہ حکم تنزیل اسکو اللہ سے لیکر کے، ہیں اترے جبریل مصطفیٰ سے ہوئی ہر حکم شرع کی تعمیل اسطرح ہوئی، دستور جہاں کی تشکیل

یعنی قرآن ہے، اللہ کی وحی معصوم

سارے قانون جہاں، سامنے اسکے معدوم

ہے یہ مقصد کہ جہاں دین سے آباد رہے بندہ، بندوں کی غلامی سے بھی آزاد رہے جو جہاں ہو، وہیں شاداب رہے شاد رہے امن پھیلے، نہ کوئی خانماں برباد رہے

عرش سے فرش پہ، اللہ کا انعام آیا

یعنی بندوں کے لئے، آخری پیغام آیا

## قرآن: کلام الہی

اس میں موجود ہے حاجاتِ خلاق کا بیان اس میں تہذیب و سیاست کے دقائق کا بیان طب و تعلیم و ترقی کے طرائق کا بیان بحر و بر ارض و سما، ان کے حقائق کا بیان

دور بعثت میں نہ تھی ایسی رسائی ممکن

ان حقائق سے نہ تھی پردہ کشائی ممکن

رب کا ہر حکم تو فرمانِ الہی ہوگا اس کا انکار ہی عصیانِ الہی ہوگا  
اس پہ ایمان بھی احسانِ الہی ہوگا ایسا قرآن تو قرآنِ الہی ہوگا

کہہ گئے خوب، ان انصاف پسندوں کو سلام

ہو نہیں سکتا ہے قرآنِ محمد کا کلام

حکم رب حق، کوئی اقرار یا انکار کرے اپنی تحقیق کو رسوا سر بازار کرے  
رب کے قرآنِ مقدس پہ کوئی وار کرے ایک کیا دس نہیں، کوئی اسے سو بار کرے

حق تو تائید کا محتاج نہیں ہوتا ہے

کفر کے سامنے تاراج نہیں ہوتا ہے

معرضِ اپنے ہی کردار سے بے زار ہوئے دامِ قرآن میں آکر وہ گرفتار ہوئے  
لطفِ ایمان سے، توحید سے سرشار ہوئے پاسپائی کے لئے بھی وہی تیار ہوئے

جس کو حاجت ہو کہ الفاظ و معانی دیکھے

اس کو زیبا ہے کہ اعجازِ قرآنی دیکھے

## ۲۔ حدیث نبوی و سنت رسول ﷺ

زندگی آپ کی ، قرآن کی تفسیر رہی جو بھی فرمایا ، احوال کی تقریر رہی دین و دنیا کے مسائل کی ، وہ تحریر رہی یعنی ہر دور میں اسلام کی تعبیر رہی ان کو اصحاب نے اس طرح سے محفوظ کیا خود بھی محفوظ ہوئے ، لوگوں کو محفوظ کیا

سیرت پاک میں روشن ہیں حقیقت کے نجوم خود احادیث میں پنہاں ہیں ، زمانے کے علوم اس کے رتبہ کی بلندی ، یہ تجھے کیا معلوم نطقِ سامی ہے ، وہ خود بن گئی وحی معصوم ان کی ہر بات کی ، اللہ بھی تصدیق کرے ہم مسلمان ہیں ، انکار تو زندقہ کرے

”نطبہ حج نبی“ مصلحت عام میں ہے نقضہ ”امن“ و ”معیشت“ اسی پیغام میں ہے جس کی حاجت ابھی ”جمعیۃ اقوام“ میں ہے وردِ عالم کا مداوا اسی اسلام میں ہے دین اسلام پہ جو سب کا عمل ہو جائے مسئلہ کل کو نہیں ، آج ہی حل ہو جائے

### بحیث حدیث

رد ہو ”فرمانِ نبوت“ ہو ”نبوت“ باقی خرمین علمِ نبوت پہ ہے یہ قوائی عقل و دانش کی حقیقت میں ہے یہ ناجاتی اس ضلالت کو سمجھتے ہیں اپنی لباتی جس نے (۱) ”فرمان“ و ”نبوت“ میں فرق کر ڈالا اپنے بیڑے کو ہی ساحل پہ غرق کر ڈالا

(۱) اس نے اللہ کی شریعت میں پس و پیش کیا

(۱) جس نے فرمانِ نبوت میں کم و بیش کیا

ہو نبی، قول نبی دین میں حجت ہی نہ ہو فکر ایسی ہو تو گمراہ کیوں اُمت ہی نہ ہو  
فائدہ کیا ہے؟ نبی ہو کوئی سنت ہی نہ ہو یہ رعوت نہ ہو، تو کچھ بھی رعوت ہی نہ ہو

قابل علم و عمل ان کا جو فرمان نہیں

فہم قرآن نہیں، دین کے ارکان نہیں

کتنا کس جنس میں واجب ہے زکاتوں کا نصاب کیسے معلوم ہوئے صوم کے، حج کے آداب  
ان نمازوں کا طریقہ ذرا بتلائیں جناب پیش خدمت ہے یہ لومصنّف ربّ الارباب

نطق سامی ہے یہ، قرآن کی تفسیر ہے یہ

وحی معصوم کی تشریح ہے، تعبیر ہے یہ

نطق سامی کو ہے تائید الٰہی حاصل وحی معصوم کا بس ایک وہی ہے ناقل  
جو بھی فرما دیا، وہ ہو گیا دین میں داخل منکر سنت نبوی کا رویہ باطل

دشمن دین بھی ہو، اسلام کا گرویدہ ہو

کیا یہ ممکن ہے کہ ایسا کوئی سنجیدہ ہو

سنت پاک معطل ہو، ہے ارمان اس کا مصدر دین ہے مشکوک، یہ ایمان اس کا  
دین لمبا ہوا سنت سے، ہے فرمان اس کا مختصر دین کا حامل ہے یہ قرآن اس کا

ہے ہدف، خود ہی وہ قرآن کی تفسیر کرے

اپنی آوارگی فکر کو تحریر کرے

ترجمہ پڑھ کے بنا خود وہ اماموں کا امام معتبر شرح نہیں صاحب قرآن کا کلام  
اس کی تحقیق میں بس یہ ہے نبوت کا مقام ایسی تحقیق و محقق کو ہے دوری سے سلام

کوئی دلانا کرے اس دین میں ایسی چنگیزی

یہ تو ممکن نہیں، یا پھر ہو کوئی (۱) پرویزی

(۱) نلام احمد پرہیز کی طرف نسبت ہے جو برصغیر میں "منکرین سنت" کا سردار مانا جاتا ہے۔

# محاسنِ اسلام

مکمل فطری نظام

آفاقیت

جامعیت و وضاحت

ضروریاتِ خمسہ کی حفاظت اور شرعی حدود

طاغوتی و طبقاتی نظام کا خاتمہ

غیر مسلموں کے ساتھ رواداری اور ذمیوں کے حقوق

شریعت کی پابندی

حقوقِ نسواں

اخوت و مساوات

عدل و انصاف اور عظمتِ رفتہ کی واپسی کا ضامن



# اسلام کے محاسن و خصوصیات اور اس کی آفاقیت و ہمہ گیری

## مکمل فطری نظام

دین اسلام ہے، دستورِ در رہائی ہے شفا بخش ہے درد و غم انسانی  
یہ عطا کرتا ہے انسان کو ہر آسانی اس کے قانون کا دنیا میں نہیں ہے ثانی  
دین اسلام، مکمل نظامِ رحمتی  
اس میں طاغوت نہ کوئی، نہ طرزِ کہوتی (۱)

## آفاقیت

عام دنیا میں جو رزاق کی ہے رزائی دینِ فطرت کا اک انعام ہے یہ آفاقی  
جس نے کی نظمِ شریعت کی جہاں مشائی بھول سکتا نہیں وہ اُس کی کبھی تریاقی  
ہے نہیں مثل کوئی اُسکی عمدگی کیلئے  
وہ بندگی کیلئے ہے، وہ زندگی کیلئے

## جامعیت و وضاحت

دین و دنیا کے مقاصد کی صراحت اس میں جملہ اسرارِ شریعت کی وضاحت اس میں  
طرزِ تعلیم بھی، اخلاق و عبادت اس میں اس میں آدابِ معیشت بھی، سیاست اس میں  
سہل ہے حضرت انسان کو اُس کی تعمیل  
شرعِ اسلام کی تخفیفِ خرد کی ہے دلیل

(۱) (کہوتی) کا ابن اور پادری کی وساطت وغیرہ گناہ معاف کرنے کیلئے۔

## ضروریاتِ خمسہ کی حفاظت اور شرعی حدود

دین (۱) و دنیا کی بہر طور حفاظت کی ہے مال و دولت میں خیانت کی اہانت کی ہے  
آبروریزی و تہمت کی بغاوت کی ہے روح و جاں، عقل و فرد سب کی ضمانت کی ہے

خود کو جس شخص نے قانون سے آزاد کیا

وہ سزا یاب ہوا، خود کو یوں برباد کیا

اسکی تعلیم میں دہشت کا کہیں نام نہیں قتل: قاتل کی سزا (۲)، دوسرا انجام نہیں  
ظلم و جور و ستم و شر کا یہ پیغام نہیں یہ وہ تابندہ سحر، جسکی کوئی شام نہیں  
ہے زمیں کے لئے اللہ کا یہ پروانہ

یہ حقیقت ہے، صداقت ہے، نہیں افسانہ

یہ شریعت ہے کہ انجامِ عمل کا تیشہ اسکی تعلیم سے کٹ جاتا ہے شر کا ریشہ  
اس میں ممکن ہی نہیں ظلم کا کچھ اندیشہ ترک کرتے ہیں جرائم کو، جرائم پیشہ  
اسکی ہیبت ہے کہ مجرم بھی پریشان ہوا  
اسکی تعلیم سے حیوان بھی انسان ہوا

## طاغوتی و طبقاتی نظام کا خاتمہ

ختم کر ڈالا ہے اس دین نے نظام طبقات دین و تقویٰ ہیں (۳) فقط باعث فرق درجات  
اپنے اعمال سے وابستہ ہیں اپنی حسنت قوتِ ایمان سے کھل جاتے ہیں بابِ برکات

(۱) اسلام نے ضروریاتِ خمسہ (دین، روح، عقل، مال اور عزت و آبرو) کی حفاظت کیلئے فطرت کا لیا دار رکھے ہوئے  
سخت مزاجیوں کی طرف اشارہ ہے۔ اس سلسلے میں انہیں کی طرف اشارہ ہے۔

(۲) ارشادِ باری ہے: ﴿وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيَاةٌ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾ (الفرقہ ۱۷۹۰) "تعماس  
لینے میں زندگی کا راز پوشیدہ ہے۔"

(۳) ارشادِ باری ہے: ﴿إِنْ كَرِهْتُمْ عَبْدًا فَلَهُ أَنْفَاقُهُ...﴾ (الحجرات ۱۳)۔

قابلِ رحم جو خود اپنے ہی کرتوت نہیں  
قائدہ مند یہ طاغوت، یہ کبتوت نہیں

غیر مسلموں کے ساتھ رواداری، اور ذمی وغیرہ کے حقوق

اس میں اقوام جہاں سے بھی رواداری ہے ذمیوں (۱) کی بھی حفاظت میں وقاداری ہے  
امن خواہوں کی براک حال میں دلداری ہے ان پہ جو ظلم کرے، اس کی سزا بھاری ہے  
مال و جاں، آبرو ہرٹی کی حفاظت ہوگی  
اس میں تقصیر بھی ادنیٰ سی، خیانت ہوگی

جنگی آداب

حالتِ جنگ میں لشکر بھی یوں آزاد نہیں قتل کردے جسے چاہے، کوئی صیاد نہیں  
انکے اہداف میں ”مطلق وزن و زخاذا“ (۲) نہیں یہ وصیت ہے نبوت کی، کسے یاد نہیں  
شرع اسلام میں ہیں انکے معاہدہ محفوظ  
اپنے اُلوک سے وہ ہوتے رہیں گے محفوظ

شریعت کی پابندی

درخور اعتنا ہوگا نہ کوئی بھی اقدام ہونہ ملحوظ شریعت کا جو اس میں اکرام  
مرد و زن سب کے لئے عام ہے اس کا پیغام تجربہ کیجئے، ہے پیش نظام اسلام

(۱) ذمی (مسلم حکومت میں رہنے والے غیر مسلم)، اور مسلمان (امن و امان لیکر یا پاسپورٹ وغیرہ حاصل کر کے رہنے والے غیر مسلم)  
کی ہر طرح کی حفاظت کی ذمہ داری حکومت پر نامہ ہوتی ہے انکے قابلِ کوحہ کی خوتوں نہ پانے کی و مید صہ ہٹ صحیح میں وارد ہے۔  
(۲) حلاجہ جنگ میں بچوں، عورتوں اور عبادت گاہوں میں بیٹھے ہوئے غیر مسلح زخمیوں کو قتل کرنے کا حکم نہیں، اور نہ ہی انکی عبادت  
گاہوں کو صہدم کرنے، اور انہیں دھماکا پہنچانے کا حکم ہے۔ رواداری کے واقعات میری کتاب ”آلام و آمال“ میں ملاحظہ فرمائیں۔

سارے عالم کے مسائل کا احاطہ اس میں  
پوری دنیا کے مکینوں سے ہے ناطہ اس میں

### حقوق نسواں (۱)

اس میں محفوظ بہر طور حقوق نسواں مادر و خواہر و دختر پہ ہے رحم و احسان  
حکیم دیں ہے "طلاق" اور "تعدّد" میں نہاں ایسی شفقت بھلا دیان و مذاہب میں کہاں  
آج جو نعرہ آزادی نسوانی ہے  
وہ فقط فطرت معکوس کی شیطانی ہے

### انحوت و مساوات اور عام خوبیاں

طرز ایسا نہ ہی فطرت کی سادگی ہوگی دین بھی کوئی ہو، ایسی نہ عہدگی ہوگی  
چھوڑ کے رب کو، نہ بندوں کی بندگی ہوگی کیسی وہ خوب منظم سی زندگی ہوگی  
خوب ہوگا وہ مساوات و انحوت کا سما  
وہ رواداری و احسان و مرؤت کا سما

### عدل و انصاف کا دور دورہ، اور عظمت رفتہ کی واپسی

رب کے احکام کی بحقیقہ ہو، فرمان آیا صرف اُسکی ہی حکومت ہو، یہ اعلان آیا  
ظلم رخصت ہوا، جو دین کا سلطان آیا سیرت و سنت و قرآن کا میزان آیا  
اُس کے سایے ہی میں عدل و دقارِ گم گشتہ  
لوٹ کے آئے گی انساں کی عظمت رفتہ

(۱) ملاحظہ فرمائیں میری کتاب "المرآة میں ہدایۃ الاسلام و تالیف الاعلام"

# اسلام پر مخالفین کے اعتراضات اور انکے جوابات

اسلام کی اشاعت بذریعہ شمشیر ایک افسانہ

شرعی حدود و تعزیرات اور انکی برکات

اسلام کا عائلی نظام

تعدّ و زوجات انبیائے کرام کی سنت

اسلام میں تعدّ و زوجات کے شروط اور اسکے فوائد

معتزضین کی بدنیتی اور وہر امعیار

طلاق و خلع مقتضائے فطرت

قوامیت اور مرد کی عورت پر فوقیت

مرد و عورت کے درمیان مساوات کا شاخسانہ

آزادی نسواں اور اسکے برگ و بار: بے حیائی و بے راہ روی

خاتونِ اسلام



## اسلام پر مخالفین کے اعتراضات اور انکے جوابات

اسلام کی اشاعت بذریعہ شمشیر: ایک افسانہ

عرش سے فرس پہ اللہ کا آیا پیغام کوئی طاقت بھی نہیں روک سکی اسکا خرام  
اہل مغرب نے تعصب سے کیا ہے یہ عام اپنی دعوت نہیں، شمشیر سے پھیلا اسلام

آج اس دور میں اسلام فزوں ہوتا ہے

بس کی شمشیر کا اس میں یہ فسوں ہوتا ہے

جنگ قانون ہے سرکش سے بغاوت کیلئے حق کی تائید بلاتی ہے شہادت کے لئے  
دین و ناموس و شریعت کی حفاظت کیلئے بندہ آزاد رہے، رب کی عبادت کیلئے

اصل میں ہے یہی مفہوم جہاد اسلام

قصہ دیگر ہوتا، ہوگا وہ فساد اسلام

شرکے ماحول میں ہر خیر کی دعوت ہے جہاد اسکی طاقت نہ ہو، تو ملک سے ہجرت ہے جہاد  
ظلم سے روکدیں ظالم کو، یہ ہمت ہے جہاد غلہ حق کیلئے جنگ کی قوت، ہے جہاد

صرف یہ ”کلمہ“ کہیں جنگ کا آہنگ نہیں

اسکے معنی میں یہ وسعت ہے، فقط جنگ نہیں

کچھ نہ اقوام گذشتہ میں تھا جنگی معمول قتل و غوریزی و غارت گری تھے انکے اصول  
ایک ہزار (۱) ہیں، دس سال میں سارے مقتول شرح اموات ہے یہ، دیکھ لیں غزوات رسول

قیدی جتنے بھی تھے، سب بعد میں آزاد ہوئے

صرف دواپنے ہی پاداش میں بریاد ہوئے

(۱) مدنی زندگی کے دس سال میں فریقین کے شہداء و مقتولین کی تعداد (۱۰۱۸)، رقیوں کی تعداد (۱۷۷)، قیدیوں کی تعداد (۶۵۶۵) ہے، ان میں صرف ایک مسلمان قیدی ہے اور (۶۰۰۰) قیدی صرف غزوہ حنین کے ہیں۔ (۶۳۷۷) کو بلا شرط آزاد کر دیا گیا، صرف (۲) قیدی گذشتہ ہزار کے پاداش میں قتل کئے گئے (ابن القاسم معتمد سیدنا ناصر حسن مغلانی ص: ۱۴۰)۔

جنگِ یورپ کی یہ فہرست ابھی تازہ ہے سات ملین (۱) سے فزوں قتل کا اندازہ ہے  
اسن عالم کا بھلا کون سا یہ عا زہ ہے رب کی مخلوق کو کس چیز کا خمیازہ ہے  
جنگِ یورپ (۲) کا ترانہ بھی تمہیں یاد نہیں  
”ہیروشما“ کا فسانہ بھی تمہیں یاد نہیں

www.KitaboSunnat.com

- (۱) صرف جنگِ عظیم اول میں چار سال کے دوران فریقین کے متولین کی تعداد (۳۷ لاکھ ۳۸ ہزار) ہے، ذبحی تیدی اور  
گم شدہ لنگے علاوہ ہیں، ہندوستان، اور فرانس و برطانیہ کی نو آبادیات بھی ان سے خارج ہیں (حوالہ: با اس ۱۳۰) جنگِ  
عظیم ثانی میں صرف ”ہیروشما“ میں بمباری کر کے کتنی تباہی پھائی گئی، اس کا اندازہ اس بات سے آگائیں کہ اس کا  
خمیازہ وہاں کے لوگ آج تک بھگت رہے ہیں۔
- (۲) تمام صلیبی جنگوں کو چھوڑیے صرف بیت المقدس میں (۷۰ لاکھ) سے زائد مسلمانوں کا قتل عام ہوا۔

## شرعی حدود و تعزیرات اور ان کی برکات

ان کی سخت گیری پر مخالفین کا اوویلا

یہ سبہ قانون شریعت، یہ نظامِ فطرت اسکی شدت ہی میں پوشیدہ ہے رازِ شفقت زندگانی میں عقوبت بھی ہے وجہِ رحمت برسر عام جو ہوتی ہے سزا سے عبرت سر پہ مجرم کے جو گرتا ہے سزا کا پیشہ

کرتے ہیں توبہ جرائم سے جرائم پیشہ

مرد بدکار جو ہوتے ہیں گنہ میں شامل دین حق چھوڑ کے جو مان لے دین باطل

قتل ان سب کی سزا (۱)، اور سزائے قاتل ”قطعید“ پور کا، ہے حق امام عادل

تازیانے ہیں چہل (۲) بادہ کشی کی تعزیر

اور قاذف (۳) کے لئے دوگنی سزا ہے تحریر

امن قائم ہے، جہاں بھی ہوئی فعلی تفسیر اسکی تنفیذ بدلتی ہے جہاں کی تقدیر

شرع میں ہیں یہی اہداف حدود و تعزیر مل نہیں سکتی زمانہ میں کوئی اسکی نظیر

حکمتِ شدتِ تعزیر، جرائم کم ہوں

اپنے ماحول سے یہ سارے بچائے کم ہوں

(۱) عدت نبوی ہے: ”لا یحل دم امرئ مسلم الا باحدی ثلاث . القتل بالقتل ، والقیب الزامی ، النازک لیدیہ المفارق للجماعة“ (حدیث صحیح)

(۲) حضرت لبرئ بن العز نے اپنے دو رخصت میں اے بڑھا کر ”اسی“ کوڑے کر دیا تھا۔

(۳) ۱۰۱ لیل اور ت و مرد پر زنا اور لواطت کی آہستہ پر (۸۰) کوڑے کی سزا ہے۔

ان حدود کے علاوہ جو سزائیں ہیں وہ تعزیر میں داخل ہیں، جن میں عام طور پر دس کوڑوں کی سزا ہوتی ہے۔ قاضی حسب

ضرورت کچھ تہریف کر سکتا ہے لیکن سزا کسی بھی ”شرعی حد“ سے کم ہوگی۔ ان تمام سزائوں سے دوسروں کو سخت عبرت ہوتی

ہے، جس سے معاشرے میں امن و امان کا بول بالا ہوتا ہے۔ ارشادِ باری: ”ولکم فی القصاص حیاة با اولی

الالباب“ کا یہی مطلب ہے۔

جن ممالک میں بھی نافذ ہے نظام اسلام کو ہو جاتے ہیں سنتے ہی جرائم کے نام  
اسکی ہمت ہی میں ہے امن جہاں کا پیغام ختم کر دیتی ہے مجرم سے، جرأت اقدام  
آپ خود شرح جرائم سے یہ اندازہ کریں  
اپنی تشفیہ کا پھر بند یہ دروازہ کریں

## اسلام کا عائلی نظام (۱)

تمام اقوام و ملل میں عورت کے حقوق کی پامالی

اور اسلام میں اسکی فضیلت، اور اسکے جملہ حقوق کی بحالی

فارس و روم، یونان و چین و ہند و عراق جاہلی دور کے حاخام، مصر کے عملاق  
بودھست اور یہوود نصاریٰ کے آسباق عورتوں کیلئے اسلام ہے، فقط تریاق

ان مذاہب میں روا ان سے تھی، وہ حیوانی

شرم سے چھکتی ہے جس سے جمین انسانی

کتنی مظلوم تھی خاتونِ گزشتہ اقوام ان پر مخفی تھا بہن بیٹی و بیوی کا مقام  
سمجھی جاتی تھی یہ عورت ہے نحوست کا پیام نیک سختی کی علامت (۲) بتی بیت اسلام

اُسکا دامن ہی تو انسانیت کا گہوارہ

تربیت لائے گی امت کی شان دوبارہ

عورت اسلام میں وہ درّہٴ مکتوتہ ہے ماں ہے بیٹی ہے بہن، زوجہٴ مسنونہ ہے  
کوئی بیٹی بھی نہ اسلام میں مدفونہ ہے اپنی عظمت میں کسی کی نہیں مرہونہ ہے

حقِ نِوان ہے، آئینِ کتاب و سنت

بیتِ مسلم نہیں مغرب کی رہنِ منت

(۱) اس موضوع سے متعلق آنے والے مباحث کی تفصیل کیلئے مطالعہ فرمائیں میری کتاب ”المرأة بین حدیہ الاسلام  
وخواص الاعلام“۔

(۲) صحیح حدیث میں نبی کریم ﷺ نے چار سعادتوں کا تذکرہ فرماتے ہوئے سعادۃ نیک بخت عورت کو قرار دیا  
ہے۔ ارشاد ہے ”أربع من السعادة: المرأة الصالحة، والمسكين الواسع، والجار الصالح، والمرکب  
الهنیء۔“ (صحیح الجامع ۸۸۲، الحاکم وغیرہ عن سعد) یعنی ”چار امور سعادت کی علامت ہیں نیک بخت عورت، کشادہ  
گھر، نیک پڑوسی، اور آرام دہ سواری۔“ (ان امور کے برعکس حدیث میں شقاوت کی علامتوں کا بیان ہے۔)

دین و دنیا کے مسائل میں بصارت اس کو علم و تعلیم میں ہے پوری مہارت اس کو مرد کے مثل ہے، ہر حق تجارت اس کو اپنے ”دربار“ کی حاصل ہے امارت اس کو کونسا حق ہے، جو اس دین میں محفوظ نہیں  
 حج اسلام یہ، کس خیر سے محفوظ نہیں؟

## تعددِ زوجات

انبیائے کرام کی سنت، اور جملہ اقوام و ملل میں اس کا رواج

ہے یہ انسان کو قدرت کی طرف سے سوغات عین قنطرت کا تقاضا تعددِ زوجات جملہ ادیان و مذاہب میں رہے ہیں عادات پیدا ہو جاتے ہیں اسکے لئے ایسے حالات زیب عورت کو ہے کہ مرد ہی گہوارہ رہے  
 ورنہ محروم رہے، یا تو وہ آوارہ رہے  
 نہ تھا انجیل میں کوئی بھی تعدد پہ کلام امرِ جائز ہے بھلا کیسے وہ ہو جائے حرام کیسے معیوب ٹھہر سکتا ہے نبیوں کا امام سارے نبیوں کا طریقہ ہی رہا ہے یہ مدام ایک سو (۱)، سات سو تک بھی رہیں زوجات رسول  
 متعین ایک نبی، دوسرے حسب معمول

(۱) انجیل میں تعددِ زوجات کے متون ہونے کی کوئی صراحت نہیں، انبیائے کرام میں ابراہیم علیہ السلام کے تحت دو بیٹی بن اسحاق کے تحت پانچ، یعقوب علیہ السلام کے تحت چار، جدعون (بنی اسرائیل کے ایک نبی) کے تحت بیسٹھ، ذوق علیہ السلام کے تحت تین، داود علیہ السلام کے تحت سو، اور سلیمان علیہ السلام کے تحت سات سو نہایت خوبصورت بیویاں اور تین سو لونڈیاں تھیں۔

## نبی ﷺ کے تعدد کی حقیقت اور اسکے اسباب

مرہٹوں میں تھی (۱) آپ کی پہلی شادی بیوگی ہی میں خدیجہ ہوئی تھیں فریادی ماریہ کے سوا، گیارہ سے خانہ آبادی ان میں دس بیوہ تھیں، یہ کون سی تھی صیادی نو بیک وقت تھیں، سودہ کی تو باری ہی نہ تھی عائشہ کے سوا کوئی بھی کنواری ہی نہ تھی خواہش نفس کا رشتوں میں نہ تھا کوئی خیال نہ ہی مقصود "تعدد" تھا کبھی حسن و جمال تھا یہ بیواؤں سے ہمدردی و دعوت (۲) کا سوال تھی قبائل سے قرابت ہی فقط ان کا مال خواہش نفس (۳) ہی گر منزل ہادی ہوتی بوزہ بیواؤں سے کیوں آپ کی شادی ہوتی

## اسلام میں تعددِ زوجات کے شروط اور قواعد

شرط تعداد (۴) شریعت میں جو محفوظ ہوا چار سے زیادہ نہ ہوں، عدل بھی ملحوظ ہوا حق زوجین بہر طور ہی محفوظ ہوا جس کو حاجت ہوئی، وہ حکم سے محفوظ ہوا

(۱) نبی کریم ﷺ کی پہلی شادی، پچیس سال کی عمر میں، خدیجہ رضی اللہ عنہا سے انیس کی رضا و رغبت کے سبب ہوئی، آپ کے تحت ایک لونڈی، اور گیارہ بیویاں تھیں جن میں سے دس بیوہ تھیں، بوقتِ وفات نواز واج سلمہرات حیات تھیں۔  
(۲) نبی کریم ﷺ کے تعددِ زوجات کے یہ چند اسباب ہیں، آپ کی زندگی میں یہ تعدد صرف آخری پانچ سالوں میں تھا، تنہا خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ آپ نے پچیس سال گزارے، وفات کے وقت انکی عمر بیسٹھ سال کی، اور آپ کی پچاس سال کی تھی، ان تھاقق کی روشنی میں شہوت پرستی کا الزام صرف گستاخی ہے۔

(۳) خواہش نفس کی تکمیل فقط بمن ہوتا اُنکا دساری دسیناؤں کا آئین ہوتا  
(۴) اسلام نے جاہل دور کے غیر شرعاً تعددِ زوجہ کو چار عورتوں میں (بشرط عدل و انصاف) مسموع کیا، اگر بخور مطالعہ کیا جائے تو تعددِ زوجہ کے بڑے فوائد ہیں، بعض حالات میں عورت کا استفادہ اس سے مرد کے مقابلہ میں اس سے چندہ جاتا ہے، یہ ایسا فطری نظام ہے۔

یہ تو جائز ہے فقط، کوئی ضروری تو نہیں

اس کی تنفیذ میں کوئی جی حضوری تو نہیں

مرد وزن کیلئے یکساں ہیں فوائد اس میں خوب محکم ہیں تعدد کے قواعد اس میں  
دونوں کے واسطے محبوب تصاند اس میں سارے ملحوظ ہیں عادات و عوائد اس میں  
کیسا فطری ہے، تعدد کا نظام اسلام  
خود مخالف ہے تشدد کا، نظام اسلام

### معرضین کی بدینتی اور دوہرا معیار

حق نسوان کے حامی لانا بانی نکلے وہ حقیقت سے بہت دور، خیالی نکلے  
دوہرے معیار کے وہ ایسے موالی نکلے عدل و انصاف سے بالکل ہی وہ خالی نکلے  
انکا مقصد ہے، مسلمان ہو کیسے بدنام  
ہیں نشانہ فقط (۱) اسلام و نبی اسلام  
کیسے محفوظ زمانے میں (۲) عقلیات رہیں مردوزن دونوں بخود نحو و ذیلیات رہیں  
ایک سے زیادہ تو ہے جرم، خلیات رہیں عیب کچھ بھی نہیں، دس بیس خلیات رہیں  
وحدت زوجہ کے بارے میں یہ اُگی سختی  
خود ہی لے آئی ہے ماحول میں یہ کم سختی

(۱) دوسرے انبیائے کرام نے یہاں بھی تعدد و ازدواج تھا لیکن معرضین صرف اسلام اور نبی اسلام ﷺ پر اعتراض کرتے  
ہیں، جس سے انکا دوہرا معیار بالکل سامنے آتا ہے، بحث و تحقیق کی دنیا میں اس متعصبانہ رویہ کی کوئی اہمیت نہیں۔

(۲) (عقلیات)۔ جمع عقیلہ، دانا عورت۔ (حالیات)۔ جمع حلیلہ، حلال و منکوحہ بیوی۔ (خلیات)۔ فعلیہ غیر منکوحہ  
عورت، گرل فرینڈ۔ (Girl Friend)



مرد کا فضل (۱) یہ عورت پہ نظامِ فطرت  
خاندانوں کی اسی سے تو ہے قائمِ عظمت

## مرد و عورت کے درمیان مساوات کا شاخسانہ

عورت کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ

ایک ہی بطن سے پیدا ہوئے مرد و عورت      فرق دونوں کے وظائف (۲) میں نظامِ قدرت  
ساختِ عقل و بدن میں ہے لحاظِ فطرت      گریہِ طحوظ نہ ہو، دونوں کو ہوگی زحمت  
عادلانہ ہے شریعت میں یہ تقسیمِ کار  
جس سے محفوظ رہا کرتا ہے دونوں کا وقار  
فکرِ روزی میں کیوں عورت نہ دن و رات رہے      جنگ میں آگے ہو، دشمن سے ملاقات رہے  
"حیض" میں دونوں برابر ہوں، تو کیا بات رہے      حاملہ مرد بھی ہو، تاکہ مساوات رہے  
سب سے مطلوب ہے قدرت کو، کریں اپنا عمل  
عکسِ فطرت ہے، یہ دیگر کے تخصّص میں دخل

(۱) عورت پر مرد کی فضیلت، اسکی فطری خصوصیات کی وجہ سے ہے، اس میں عورت کیلئے کوئی اہانت و انتقاس نہیں، دونوں کے فطری وظائف و اعمال الگ الگ ہیں، جن میں ایک دوسرے کا کوئی دخل نہیں۔

مرد کا فضل یہ عورت پہ اختصاصی ہے      عینِ فطرت ہے وہ، بالکل نااختصاصی ہے

(۲) اللہ تعالیٰ نے مرد و عورت کے لئے جن اعمال و وظائف کو تعیین فرمایا ہے ان میں اسکے جسمانی، عقلی، اور نفسیاتی تقاضوں کا پورا خیال رکھا ہے، کیونکہ رب العالمین کو سمجھنے سے وہ دونوں کن کن امور کے کماحقہ متحمل ہوسکتے ہیں، اَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ (سورۃ الملک ۱۳)

## شریعت کا عادلانہ برتاؤ

اس شریعت میں ہے عورت کی لطافت کا خیال حکم میراث و ویت (۱) اور شہادت کا خیال سخت حالات میں نازک کی قیادت کا خیال (۲) دین اسلام میں ہے سب کی لیاقت کا خیال کس کا کیا حق ہے، یہ خالق کو بھی معلوم نہیں؟ اُس کا قانون کسی ظلم سے موسوم نہیں

## وضعی نظام کا ظالمانہ برتاؤ

اپنے آفس میں رہے، صبح سے وہ شام کرے ”بوس (۲)“ راضی رہے، وہ خود کو تہ دام کرے حالتِ حمل و رضاعت میں نہ آرام کرے اپنا بھی کام کرے، مرد کا بھی کام کرے وہ کیا سمجھیں گے بھلا حمل و رضاعت کا مقام یہ نہ ہوں کام (۳)، تو دنیا میں نہیں کوئی کام

(۱) جن جن امور میں شریعت نے مرد و عورت میں مساوات اور برابری کا برتاؤ نہیں رکھا ہے وہ اہل بیت عظمیٰ، میراث، ویت (خون بہا)، اور گواہی کے مسائل ہیں بغور مطالعہ کے بعد واضح ہو جاتا ہے کہ یہ کمی و زیادتی عینِ فطرت کے مطابق ہے۔

(۲) (بوس) (Boss) مالک، صدر، ہیڈ آف وی ڈپارٹمنٹ۔

(۳) کہتے ہیں کہ ڈرت کا حق ہے کہ وہ مردوں کے شانہ بہ شانہ کام کرے، عرض ہے کہ کیا حمل و رضاعت، بچوں کی تربیت اور دیگر ۱۰۰۰ خانہ داری سے بڑھ کر بھی کوئی کام ہے؟ عورت اپنا یہ کام بھی کرے، اور مردوں کے ساتھ بھی کام کرے، یہ اس ظلم ہے جو بالکل اسکی جسمانی، عقلی اور نفسیاتی ساخت کے خلاف ہے۔

## آزادی نسواں

اور اسکے برگ و بار:

بے حیائی، فحش کاری، ناجائز اولاد، اور ہر طرح کی بے راہ روی

طرز مغرب کی ہے اپنی بنائے بربادی وہ سمجھتے ہیں کہ آوارگی ہے آزادی  
اب تو مغرب میں بھی نسوانیت ہے قریادی چاہتی ہے کہ ہو اب پھر سے خانہ آبادی  
حق آزادی نسواں تو یہی خوانہ ہے

پر حقیقت میں سراسر وہ بھیانک ہے

ان مظاہر پہ ہے مغرب کے حکیموں کو ملال اب تو باقی نہیں ان کے یہاں حق کا سوال  
ہے یہی مغربی تہذیب و تمدن کا کمال خود تو پامال ہے مشرق کو بھی کر دے پامال  
وہ گرفتار بلا، دوسرے معصوم رہیں؟

وہ ہیں محروم، تو خود لوگ بھی محروم رہیں

عین فطرت ہے یہ عورت کا "خلیلہ" ہونا عزت قوم ہے عورت کا نبیلہ ہونا  
اسکی محرومی قسمت ہے "خلیلہ" ہونا عکس فطرت ہے یہ "انٹی" کا رویلہ ہونا

کتنی منٹوں سے جذبات کی یہ آزادی

لائی ہے اسکے ہی حصہ میں ساری بربادی

زیب تن اپنا برہنہ سا جو پوشاک کیا چاک تو تھا ہی، درندوں نے فزوں چاک کیا  
خود تو ناپاک تھا، نظروں نے بھی ناپاک کیا ایسی مدھوش کہ عصمت کو تہ خاک کیا

سر برہنہ رہا، اور پاؤں میں (۱) "کعب عالی"

رقص میں جیسے ہو مصروف کوئی فن والی

(۱) کعب عالی: اونچی ایڑی، ال بونی۔ (High hill shoes)

گود میں بچہ ہو، پھر اُسکا کوئی باپ نہ ہو یہ اگر باپ نہ ہو، جرم کوئی باپ نہ ہو  
 نہ کسی فطرت میں شرافت کی کوئی چھاپ نہ ہو شرم کی بات ہے کہ پھر بھی وہ چپ چاپ نہ ہو  
 وہ تو عورت نہیں جس کا کوئی کردار نہیں

رائیگاں زندگی، جس کا کوئی سردار نہیں

خواہش نفس کی تکمیل میں یوں ہو بیٹھی کسی دوشیزہ کہ ناموس کو بھی کھو بیٹھی  
 جسکے پہلو میں بھی چاہا، تو وہ جا سو بیٹھی ہو گیا جرم کا احساس تو خود رو بیٹھی

بے حیائی میں بہر طور بہت نام کیا  
 عفت و عزت و عصمت کو بھی بدنام کیا

## اقوام متحدہ اور وہائٹ ہاؤس وغیرہ میں ملازماؤں کا

### جنسی استحصال (۱)

اپنے آفس میں بہ ظاہر تو وہ آزاد رہی چارونا چار وہ ماحول میں برباد رہی  
 وہ نہ ”جمعیۃ اقوام“ ہی میں شاد رہی ”نیٹ آفیش“ میں بھی وہ نالہ و فریاد رہی  
 خود ہی آزادی نسواں کے یہ حامی ٹھہرے  
 اپنے کرتوت سے حامی یہ (۲) حرامی ٹھہرے

(۱) رپورٹوں سے پتہ چلتا ہے کہ ”جمعیۃ اقوام متحدہ“ (U.N.O.)، ”نیٹ آفیش“ (white house) اور دیگر ادارے جو  
 آزادی نسواں کے سب سے بڑے اسی اور مناد ہیں، خود انکی اطمر میں خواہ مخواہ عورتوں کا حد سے زیادہ جنسی استحصال ہوتا ہے۔  
 (۲) (حرامی) : لکھو۔

## آوارگی: صہیونیت کی بلا دستی کیلئے آلہ کار

اور اس کا مقابلہ

دنیا برباد ہو، ”صہیون“ (۱) کے پیغام میں ہے آج عالم اسی صہیونیت کے دام میں ہے ساری آوارگی مصروف اسی کام میں ہے ان بلاؤں کا مداوا فقہ اسلام میں ہے عزت و عصمت و عفت، بلند اخلاقی دہر میں ہیں یہی اہداف دین آفاقی

### آوارگی کی خطرناکی

حیف! انسان بخود رمز تنگ ہو جائے بے دیائی بھی، رعزت بھی ڈنگ ہو جائے شرم سے موم ہو دل، یا وہ تنگ ہو جائے ایسے کر توت، درندہ بھی تنگ ہو جائے فطرت و عقل و شریعت سے تہی آزادی کھینچ لائی ہے زمانہ میں یہی بربادی :

### آوارگی کے مہلک نتائج

عکس فطرت کی شقاوت کا یہ انجام ہوا برسر عام فواحش کا بلا عام ہوا خلط انساب ہوا، عائله بدنام ہوا آہ امراض! کہ نسخہ جو تھا ناکام ہوا فسق و آوارگی، (۲) اسباب ہلاک اقوام اس تصور سے بھی ہوتا ہے لرزہ براندام

(۱) پوری دنیا کو اپنے زیر نگیں کرنے کیلئے صہیونی۔ یہودیوں کی نظر میں ”آوارگی“ کی نشر و اشاعت سب سے زیادہ موثر ذریعہ ہے، اس بے راہ روی کو روکنے اور اس کا مقابلہ کرنے کی طاقت اسلام کے علاوہ کس اور مذہب میں نہیں۔

(۲) ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَإِذَا لُرْدْنَا أُنْ كُنْهَلِكْ قَرِيْبَةً أَمْرُنَا مُنْزَلْنَاهَا فَمَسْفُوهَا وَبِئْهَا مَحْزَنٌ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فَمَنْعُرْنَاهَا تَنْبِيْرًا﴾ (الاسراء: ۱۶۷)

## خاتونِ اسلام

پردہ اور عفت و عصمت کے ساتھ، اسے اپنے تخصص میں ہر کام کی اجازت  
 کسی یہ نصرت آزادی نسوانی ہے عصمت و عفت و پردے سے پریشانی ہے  
 اس کے انجام سے دانستہ یہ نادانی ہے کتنی گستاخی و شیطانی و حیوانی ہے  
 اپنی عورت کا ہی مشکوک یوں کردار کیا  
 اس کے ناموس کو رسوا سر بازار کیا

حفت و عصمت و عزت کی علامت پردہ ”بیتِ حوا“ کی بہر حال کرامت پردہ  
 حکم مالک کی اطاعت ہے، عبادت پردہ یعنی ہر پردہ نشیں کی ہے سعادت پردہ  
 سارے عالم کیلئے ایک ہے پروو کا پیام  
 بدنگاہی سے ہو محفوظ، یہ بیتِ اسلام

بیتِ اسلام کا آباد رہے کا شانہ کوئی تفسیر بھی اس میں نہ بنے دندانہ  
 ہے یہی قتل و شریعت کا ایک پیمانہ مرد ہردن کا (۱)، عورت ہو وردن خانہ  
 بیتِ اسلام ہے، آباد رہے شاد رہے  
 اس کا بدخواہ ہی ناکام ہو، برباد رہے

عزت نفس ہو، پردہ ہو، وہ ہر کام کرے دعوتِ خیر میں وہ صبح کرے شام کرے  
 عصمت و عفت و پاکیزگی کو عام کرے زیب سب اسکو ہے، جائز جسے اسلام کرے  
 یہ وہ خاتون ہے، دنیا کی جو بہتر خاتون (۲)  
 اسکا محفوظ ہے حق، اور وہ خود ہے مامون (۳)

(۱) حدیث: ”بیت“ الرجل راع فی بیته ، والمرأة راعیة فی بیت روحہا“ (حدیث صحیح)  
 (۲) حدیث نبوی ہے ”الدنیا کلھا متاع ، وخیر متاع الدنیا “ المرأة الصالحة “ (مسلم ۱۳۶۷)  
 عبداللہ بن مرثد بن اللہ (نہما)  
 (۳) عورتوں سے ”عشق تمام مباحث کیلئے مطالعہ فرمائیں میری کتاب ”المرأة بین ہدایۃ الاسلام و غوایۃ الاسلام“۔



# محدثین کرام کی مساعی جمیلہ

طلبِ حدیث کیلئے اسفارِ مبارکہ

کتبِ حدیث کی تدوین

وضعِ حدیث اور اس کا تعاقب

فنِ جرح و تعدیل

اہلِ حدیث کے فضائل و محاسن

مسلبِ اہلِ حدیث: اتباعِ کتاب و سنت

مسلبِ اہلِ حدیث اور دیگر فرق

فقہائے کرام اور انکی مساعی جمیلہ: تعارف

تقلید و تعصب سے دوری کی نصیحت

ائمہ کرام کی نصیحت سے مقلدین کی روگردانی اور اسکے افسوسناک نتائج

مسلبِ اہلِ حدیث میں فقہاء کی نصیحت پر عمل

مسلبِ اہلِ حدیث کی جامعیت

مسلبِ اہلِ حدیث کے انسانی زندگی پر اثرات



## محدثین کرام کی مساعی جمیلہ

طلبِ حدیث کیلئے اسفارِ مبارکہ

جادہ پیا ہوئے منزل کو ”حدیثوں“ کے امام بحر و بر کرنے لگے، انکی جسارت کو سلام جس علاقہ میں سنا، ورسِ احادیث کا نام کوئی مشکل بھی نہیں روک سکی، انکا حرام

علم کی راہ میں گذری ہے جوانی انکی  
زندگی ہوگئی تحقیق میں، فانی انکی

توشہ کیا؟ جان بکف بادیہ پیمائی کی سیکڑوں (۱)، بلکہ ہزاروں سے شناسائی کی شام و بغداد و یمن، مصر (۲) میں تنہائی کی اپنے قبضہ میں مسافت کی یہ پہنائی کی

ساتھ (۳) کے بعد بھی، جنوہب شادی آئی

علم ہمراز رہا، گو کہ گئی تنہائی

ایک ”سنت“ کے لئے سیکڑوں میلوں کا سفر اسکی تحقیق میں، حالات ہوئے زیر و زبر ان کے رستے میں بہت آئے گئے بیم و خطر ”حب سنت“ ہے، نہیں ان پہ ہوا کوئی اثر

علم کی راہ میں، اسفار سے ان کا یہ صلہ

پڑھ لیں بغدادی کی، خو و آپ (۴) ”کتاب الرحلہ“

(۱) امام ابو یوسف اسماعیلی نے سات ہزار اور امام ابن مساکر نے تیرہ سو (جن میں ۸۰ عورتیں ہیں) مشائخ سے استفادہ فرمایا۔

(۲) امام بخاری رحمہ اللہ نے عالم اسلام کے تقریباً چالیس شہروں کا سفر کیا، اور انکے شیوخ سے علم حدیث حاصل فرمایا۔

(۳) امام محمد بن اسحاق بن مندہ (۳۵) سال تک طلب علم کیلئے سفر میں رہے، (۶۵) سال کی عمر میں شادی کی، اور

(۸۵) سال کی عمر میں وفات پائی۔

(۴) امام ابو یوسف الخلیب بعد اذ نے اپنی مشہور کتاب ”الرحلہ فی طلب الحدیث“ میں ان نفوس قدسیہ کا تذکرہ فرمایا ہے

جنہوں نے صرف ایک حدیث کی تحقیق کیلئے سیکڑوں بلکہ ہزاروں میل کا سفر کیا۔ عبداللہ بن جابر رضی اللہ عنہ نے ایک

حدیث کیلئے ۷۰۰ سے دمشق کا، اور ابوالیوب انصاری رضی اللہ عنہ نے ایک ہی حدیث کیلئے مصر کا سفر کیا تھا۔

ہیں ”محدث“ وہ جو اسفار کے مشتاق رہے گھر میں جو بیٹھے رہے وہ سچی اذائق رہے  
 راہ ”فردوس“ (۱) کے ہر آن وہ مشتاق رہے عامل دین رہے ، متکبر اطلاق رہے  
 اپنے اسفار میں اُس وقت جہاں تک پہنچے  
 اب بھی آسان نہیں، کوئی دہاں تک پہنچے

### کتابِ حدیث کی تدوین

ان ائمہ نے ”حدیثوں“ پہ جو یہ کام کیا سنت و سیرت و حکمت کو بہت عام کیا  
 سب کے قبضہ میں رسالت کا، یہ پیغام کیا پیش امت کو ، نجات کا یہ انعام کیا  
 ان میں بہتر ہیں بہر طور ، ”سماجِ ستہ“  
 دیکھو ”اب“ کی تالیف، ”کتاب الجہد“ (۲)

### کتابِ ستہ کی خصوصیات

ہیں بخاری جو ، عجب قافلہ سالارِ حدیث بن گئی بزمِ جہاں ان سے جانثار حدیث  
 ہو گئے اپنے ”مسائل“ بھی ، ہم کنارِ حدیث خود ہوئی ”لمتِ مرحومہ“ ، گراں بار حدیث  
 ساری دنیا کی کتابوں میں ”بخاری“ کا مقام  
 جیسے تاروں میں رہے جلوہ فگن ”ماہِ تمام“

(۱) ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے سنن اربیعہ وغیرہ میں صحیح سند سے مروی ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا ”من سلک  
 طرفناً یطلب فیہ علماً ، سلک اللہ بہ طرفناً من طُوی الجحۃ۔“ (صحیح ابی یوسف نمبر ۶۲۹۷) یعنی ”جس  
 نے طلبِ علم کا راستہ اختیار کیا، اللہ تعالیٰ اسکے لئے جنت کا راستہ آسان کرے گا۔“  
 (۲) نواب صدیق حسن خان قزوچی رحمہ اللہ کی معروف کتاب ”الخطۃ فی ذکر الصحاح للستہ“ اپنے ۲۱ موضوع پر بہترین  
 تصنیف ہے۔

اپنی ”ترتیب احادیث“ میں ”مسلم“ ہیں امام ”فقیر سنت“ میں ”بوداؤد“ کا ہے خوب نظام  
 ”ترندی“ ”فقیر ائمہ“ پہ کریں ”باب“ تمام ابن ماجہ، و نسائی کا ”حسیں انداز“ میں کام  
 ملکی دنیا کے شہیروں میں وہ خورشید رہے  
 انکے شہ کار بھی یوں زندہ و جاوید رہے

### عام کتب حدیث

جسکو جیسے بھی، جہاں بھی ملے اقوال رسول ہو گئے انکے دفاتر میں مدون مقبول  
 ”مسند“ ”معجم“ و ”جزاء“ پہ ہوئے ہیں محمول اُن مجامع، واستدراک و مصنف کو نہ بھول  
 جتنے اقسام کی تالیف وہ کر سکتے تھے  
 کردی، جس طرح بھی تصنیف وہ کر سکتے تھے

### گم شدہ کتب

ہیں کتب خانوں میں اپنے، یہ ”جوہر“ موجود حیف کہ ہو گئے، ان میں جو بہت سے مفقود  
 مل رہا ہے ابھی یورپ (۱) میں، جو کچھ اُنکا وجود لوٹ کر لے گئے تھے اُنکو، فرنگی مردود  
 ان سے، انکے یہ کتب خانے تو آباد رہے  
 دل میں ایماں نہ تھا، خود خانماں برباد رہے

(۱) ماہر اقبال نے کہا ہے:

تو وہ علم کے موتی کتابیں اپنے آبا کی جو دیکھیں انکو یورپ میں تو دل ہوتا ہے سیپارا

## حفاظتِ حدیث میں ائمہ محدثین کا کردار

ان ائمہ کا، اس لذت پہ یہ احسان رہا دین محفوظ ہو، دھن ان کو یہ برآن رہا ان کے پیش نظر، اللہ کا فرمان رہا انکا مقصود، نقطہ سنت و قرآن رہا یوں تو ”قرآن“، بہر طور ہی محفوظ ہوا خود ”حدیثوں“ کا ذخیرہ بھی، یوں محفوظ ہوا انکی قسمت ہی میں لکھا تھا گرامی ہونا ہو مبارک انہیں ہر طرح سے نامی ہونا اصل احکام شریعت کا پیامی ہونا سیرت دست و قرآن کا حامی ہونا وہ بھی تھک ہار کے، لوگوں کی طرح رک جاتے ان ”کتاہوں“ کو بھلا آپ کہاں سے پاتے؟

## وضع حدیث اور اس کا تعاقب

حفظ ”قرآن“ (۱) کی تورب نے ضمانت کی ہے خود ”حدیثوں“ کی بھی دیسے ہی صیانت کی ہے اسکی قدرت نے بہر حال اہانت کی ہے ان میں تحریف کی، جس نے بھی جسارت کی ہے تاکہ یہ منبع شفاف ہے، آلودہ نہ ہو گلشن دین، بہر حال خزاں دیدہ نہ ہو مصلحت کوش بھی، ایوان میں یوں در آئے تاکہ مقصد کوئی اٹکا ہو، تو وہ بر آئے اپنی تائید میں قولی نبی لے کر آئے اس طرح ”ناز“ (۲) کا تحفہ لے، ودگر آئے اُن کی قسمت میں یہی شامت اعمال رہی اُن کی کاوش تھی خطرناک سو پامال رہی

(۱) ائمہ مزاجن کا ارشاد ہے: (بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَبِذٰلِكَ نَحْمَدُكَ وَنُذِکِّرُ بِكَ) (الحجۃ ۹)

(۲) نبی کریم ﷺ نے فرمایا ”من کذب علیّ متعمداً فلیسواً مقعداً من النار“ (حدیث متواتر)۔

گم رہی کیلئے ”فروق“ کی یہ سرگوشی تھی ”زُهد“ و ”الحاڈ“ و ”مُتَلَق“ کی یہ کم کوشی تھی کچھ ”فقیہوں“ کی بھی احسان فراموشی تھی اپنے انجام سے یہ واقعی مدہوشی تھی شرپسندوں نے تو خود اپنا برا انجام کیا حیف کہ ”زُهد“ و ”نقاہت“ کو بھی بدنام کیا چاہتے تھے کہ وہ یوں دین کو پامال کریں اپنی تائید ”حدیثوں“ سے بہر حال کریں سادہ لوگوں کو، امیروں کو وہ خوشحال کریں خواہ کیسی بھی ہو، وہ شامیتِ اعمال کریں ان کا غرہ تھا کہ یہ سُنہ یوں چل جائے گا مسئلہ آیا گیا، اور یوں ٹل جائے گا

## فن جرح و تعدیل کی تدوین

اور وضّاعین و کذّابین کی سرکوبی

”جرح و تعدیل“ کا ترتیب دیا، ایسا نظام جس نے ان خانہ خرابوں کو لگایا ہے، لگام توڑ ڈالا ہے نقاہت (۱) کا، تصوف (۲) کا جام یعنی وہ زلہ فروشوں کیلئے تھے صمصمام اپنے اس جرم پہ، وہ آپ ہی بدنام ہوئے محفلِ علم میں رسوا ہوئے، گننام ہوئے

(۱) ایک دید و دیر فقیر نے قرآنہ فاتحہ خلف الامام سے بچنے کیلئے کہا کہ فاتحہ تو نبی ﷺ کے زمانہ میں تھی ہی نہیں، بلکہ اسکا نزول تو عمر نے زمانہ میں ہوا ہے (تحفۃ العلماء، ص ۲۰۱) اسی طرح اپنے مذہب کی تائید میں ہر مذہب کے بعض فقیہوں نے حدیثیں وضع کر ڈالی ہیں۔

(۲) صحیحہ نے دنیا میں ترغیب و ترہیب کیلئے حدیثیں گھڑیں، جب انکو حدیث ”من کذب علی محمد ا۔۔“ (یعنی جس شخص نے عدا مجھ پر جھوٹ گھڑا، وہ اپنا ٹھکانا دوزخ بنا لے) کی دہرنائی گئی تو انہوں نے کہا، ہم لوگوں نے ان پر نہیں اٹکے لئے جمعے گھڑا ہے۔ محدثین کرام نے انکا پردہ فاش کیا۔ حالی مرتب نے اسی کی طرف اشارہ فرمایا ہے:

طلمس درع ہرہ قدس کا توڑا زما کو چھوڑا نہ صوفی کو چھوڑا

ایسے، سنت کی حفاظت میں، وہ منناک رہے۔ باپ بیٹے سے عزیزوں سے (۱) بھی، منناک رہے۔ شریکوں سے بھی ہوشیار تھے، چالاک رہے۔ دین کی خاطر، سدائق گورہے، بیباک رہے۔

اُن سائبے نفس، ”سند“ میں ہمد تن ہی نہ ہوا

منضبط، (۲) دنیا میں ایسا، کوئی فن ہی نہ ہوا

انکو اس فن میں زمانہ کی قیادت حاصل دین و دنیا کی، حقیقت میں امامت حاصل انکو حق گوئی و حق جوئی کی عادت حاصل انکو آزادی اظہار کی راحت حاصل

اپنے اس شغل میں وہ ہر طرح آزاد رہے

بستی کو چھوڑ کے، دیرانے میں آباد رہے

خاصہ ملت، بیضا کا، یہ اسناد رہا اسلئے دین بھی تحریف سے آزاد رہا

غیر اقوام میں یہ وصف جو برباد رہا بت نیا مسئلہ انکے یہاں ایجاد رہا

یہ سند دیا ہے، کہ ہے دین کی حفاظت اس سے

ہر طرح ہوئی محفوظ ”روایت“ اس سے

(۱) ان کی بے نفسی، غیر جانبداری ملاحظہ فرمائیں کہ زید بن ابی نعیر نے اپنے بھائی محمد بن ابی نعیر اور جریر بن عبدالمعید نے اپنے بھائی انس کو کذاب کہا، ابو بکر الصغریٰ نے لوگوں کو اپنے بھائی محمد بن اسحاق سے حدیث کی سماعت سے روکا۔ امام ابن العربی نے اپنے باپ کے ضعیف ہونے کی طرف اشارہ کیا، اور امام ابو داؤد نے اپنے بیٹے عبد اللہ کو کذاب کہا۔ (علم الرجال و اہمیتہ للعلامة عبد الرحمن العسکری الہمدانی ۳۰-۳۱)

(۲) مولانا ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

”حدیث ایک منضبط اور مدون فن ہے، اس پورے کردار میں نے اندر جس میں انسان نے ہزار ہا برس کے تجارب و کمن کے بعد صد ہا علوم و فنون تک رسائی حاصل کی ہے، اور ہر قوم نے علم کی تفتیش و تدوین میں حصہ لیا ہے، بلکہ خوف و عوسے کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ کسی علم و فن کو انسانی دماغ نے اس درجہ منضبط، اور سلی انسانی کی انتہائی حد تک مرتب و منہذب نہیں کیا، جیسا کہ علمائے سلف نے ”فنون حدیث“ کو۔ اور یہ ایک مخصوص شرف و مزیت علمی ہے جسے مروجہ کی، جس میں دنیا کی کوئی قوم شریک و شریک نہیں۔“ (الہلال ۱۳-۲۰ ستمبر ۱۹۱۳ء ص ۳۷۴، بحوالہ ”مولانا ابوالکلام آزاد مذہبی و فکری عمل کے، میں“ مصنف شیخ محمد الاعلیٰ ص ۶۲)

## اہل حدیث فضائل و محاسن

اہل اسلام (۱) میں ہے، اہل حدیثوں کا مقام جیسے ادیان میں ممتاز ہیں اہل اسلام وہ روایت کے، درایت کے، شہادت کے امام ان سے حاصل ہوا شفاف شریعت کا نظام

اپنے کاموں کے سبب زندہ و جاوید رہے

وہ جہاں بھی رہے، مثل مہ و خورشید رہے

اپنی بے نفسی و انصاف میں مشہور ہیں وہ ذکر و تسبیح، درودوں سے بھی معمور ہیں وہ

سیرت و سنت و قرآن سے سرور ہیں وہ اور فرقوں کی ضلالت سے بہت دور ہیں وہ

تذکرے اُنکے ہمیشہ سے کتابوں میں ہیں

خود حدیثوں میں، صحابہ کے خطابوں میں ہیں

درس و تدریس میں یکتائے زمانہ ہیں وہ خُب نبوی کا، ہر اک دور میں پیمانہ ہیں وہ

اپنے طلبہ کیلئے خود ہی مختار ہیں وہ اجرت و اجر سے ”تحدیث“ پہ، بیگانہ ہیں وہ

فعل میں زہد و قناعت کا اثر ظاہر ہے

علم نبوی کی وراثت کا اثر ظاہر ہے

وہ سدا، سنت و قرآن کے طرفدار رہے منع علم نبوت سے وہ سرشار رہے

مسلک خیر اُمم کے وہ علم دار رہے طرز تقلید و تعصب سے، وہ بیزار رہے

”فرقہ ناجیہ و منصورہ“ (۲) کا اُن پہ اطلاق

گر نہیں وہ ہیں، تو پھر کون ہے اُسکا مصداق

(۱) شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا ”اہل الحدیث فی کل زمان کاہل الاسلام و سنو الأیدیاء“ (رد المحتار ۷۷)

(۲) امام ابن الدینی، احمد بن حنبل اور بخاری رحمہم اللہ وغیرہم نے حدیث میں مشار الی فرقہ ناجیہ و منصورہ کا مصداق

اہل حدیث کو قرار دیا ہے۔

فرقے ناپید ہوئے، ان کا نہیں نام و نشان باقی ہیں، اور رہیں ”اہل حدیث و قرآن“  
مشغلہ حفظِ احادیثِ نبی کا تھا یہاں اس سے عمدہ بھی تھا کیا اور کوئی کار جہاں؟  
بحث و تحقیق (۱) میں حاصل تھی امامت ان کو  
بھول سکتی نہیں دنیا تا قیامت ان کو

(۱) ملاحظہ فرمائیں امامِ قطیب بغدادی کی کتاب ”شرفِ اصحاب الحدیث“ و صحیحہ اہل الحدیث“ ان دونوں میں اہل  
الحدیث والسنۃ والاثر کے فضائل و محاسن کا تذکرہ ہے۔  
بحث و تحقیق میں حاصل تھی ان کو آزادی  
دیکھ لیں آپ اٹھا کر کتاب ”بغدادی“

## مسلكِ اہل الحدیث والسنۃ والاثار

(اجماع کتاب و سنت)

### تعارف

مسلكِ اہل اثار، حق کا یہ پیمانہ ہے بس یہی سنت و قرآن کا دیوانہ ہے  
 گمراہی دور، نجات کا یہ پروانہ ہے باقی سب واقعی، افسانہ ہی افسانہ ہے  
 سالکِ حق کوئی گمراہ نہیں ہو سکتا  
 اس کو جو راہ ملی ہے، وہ نہیں کھو سکتا  
 سیرت و سنت و قرآن کی تفسیر ہے یہ دین و دنیا کے مسائل کی بھی تحریر ہے یہ  
 خود عبادات و عقائد کی بھی تعبیر ہے یہ دین اسلام کی اک دائمی تصویر ہے یہ  
 اس میں موجود ہے انسان کی فطرت کا نشان  
 اس میں مضمر ہے میری قوم کی عزت کا نشان

### دیگر باطل فرقوں کی ضلالت و گمراہی سے دوری

شُرک و الحادہ ”طلول“ اور ”خزینت“ سے دور ہندو اک جسم معطل ہو، ”قدرت“ سے دور  
 رب ہی اوصاف سے عاری ہو، جہنیت سے دور مرکزِ جملہ خرافات، ”شیعیت“ سے دور  
 اس کے مٹیج سے جرائمِ خوارج مفقود  
 اعتزالی نہیں ہو سکتا ہے (۱) نج محمود

(۱) مسلكِ اہل حدیث ایک شفاف اور پختہ ترین مسلك ہے، اس میں شرک و الحاد، طلول و اتحاد، قدرت، جہنیت، شیعیت، اعتزال اور خاریت کا کوئی شائبہ نہیں، یہی فرقے تمام گمراہیوں کی جڑیں۔

## تصوف کی کارستانیاں

دین کا کس لئے، اور کیسے بدل ڈالا نظام فقہ میں کوئی، عقیدہ میں کوئی اور امام حیف! کیا سمجھیں شریعت کا طریقت کا مقام زہد، احسان، قناعت کو ”تصوف“ کا نام

لفظ تو لفظ ”طریقت“ کو بدل ڈالا ہے

حیف! مفہوم شریعت کو بدل ڈالا ہے

خاصے ”خاقبوں“ کے ہیں، ”اِشْخَادِ حُلُولِ“ کیسے ہو سکتے ہیں، یہ ”طرق و سلاسل“ مقبول دعویٰ ہے، بعض ”سلاسل“ تو ہیں حُب معمول ہے، غلط سب نے ہی توڑے ہیں شریعت کے اصول

”علم نبوی“ میں ”تصوف“ کا کہیں نام نہیں

خود شریعت کے مطابق بھی کوئی کام نہیں

## توحید کی دعوت اور شرک و بدعات سے بیزاری

دعوتِ دین سے پھر سوز ہوا سا زہوا بندہ غفلت سے اٹھا گوش بہ آواز ہوا

سیرت و سنت و قرآن کا ہراز ہوا پھر سے توحید و عقیدہ کا یوں آغاز ہوا

اسکی دعوت سے جو توحید کا جادو جاگا

شرک مایوں ہوا، اور تو اَھم بھاگا

## بلاتاول و تشبیہ صفات باری تعالیٰ پر ایمان

استواء (۱) رب کا ہے ”معلوم“ بھن قرآن ”کیف“ مجہول ہے، اس پر رہے اپنا ایمان

چوں چہ اس میں بہر طور ہے، بدعت کا نشان حیف! اوصاف سے عاری رہے رب رحمان

(۱) امام مالک وغیرہ سے منقول ہے: ”الاستواء معلوم، والکیف مجهول، الايمان به واجب، والسؤال عنه بدعة“۔

وہ ”نفسِ گمراہہ“ شیء (۱) ہے، سمیع و بصیر

یعنی اوصاف ہیں ثابت، نہیں ہے انکی نظیر

باب اوصاف میں لُراد ہوئے ”اہلِ کام“ ”اشعریوں“ کا بھی باقی نہ رہا اپنا مقام

”ماتریکی“ ہیں بہ تحقیق، سرے سے ناکام چند اوصاف سے موصوف رہے ربّ اَنام

اسکے اسماء ہیں گرامی، کوئی بہ نام نہیں

اپنے افعال میں، اوصاف میں گنام نہیں

قدر رب کیا (۲) ہے؛ نہیں جان سکے اہل کتاب وید یا رب کو ”کَلَامٌ وَ بَيِّنَاتٌ“ کا خطاب

انکی یہ گمراہی اس باب میں بالکل نایاب اس سے ہوں زیور بردشت و جبل (۳) لہٰی خراب

وصف ناقص سے یوں اللہ کو موصوف کیا

ان مسلمانوں نے اوصاف کو محذوف کیا

میرا رب مرثا معنی (۴) پہ ہے جلوہ افروز واخوشا! رویت یاری سے جو ہوں لطف اندوز

آخری شب میں سرے رب کا، نزول ہر روز مغفرت سحر گہلی میں ہے، امید و سوز

(۱) ارشاد باری ہے: وَبِئْسَ كَهْفًا ضَلُّوا وَمَا الشَّمْعُ النَّجْوَىٰ (الشوریٰ ۱۱)، اس آیت میں صفت بیخ و بصر کے اثبات کے ساتھ انکی مشیت کی نفی کی گئی ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی صفات مخلوق کی صفات کے مشابہ نہیں، بلکہ انکی صفات اسکے جاہ و جلال کے مطابق ہے، یہی معاملہ ”استواء“ و مثل اللیل الاخر میں رب کے آسمان دنیا پر نزول وغیرہ میں بھی ہے: نزول اسکے جہاز کے مطابق کیفیت مجبول اور مخلوق کے مشابہ نہیں۔ کتاب دستت میں وارد باری تعالیٰ کی جملہ صفات کو امر سلف کے اقوال کی روشنی میں سمجھنا چاہئے۔

(۲) ارشاد باری سے: وَجِو مَا فَذُرُوا اللّٰهَ حَتّٰی تَقْدَرُوْا۔۔۔ (الانعام: ۹۱) کی طرف اشارہ ہے کہ شرکین اور اہل کتاب اللہ کی قدر و منزلت نہیں پہچان سکے۔

(۳) اس میں اشارہ ہے ارشاد باری کی طرف: وَوَقَالُوا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَسْبُنَا لَنْ نَّكْفُرَ لَنْزِلِ السَّمٰوٰتِ۔۔۔ (نور و مد و سلسلۃ الارض و بحر النحلان ہذا۔۔۔ اذ دعا المرء الحسب و لد اہ) (مریم: ۸۸-۹۱)

(۴) ارشاد ہے: ﴿رُحِمْنَ عَلٰی الْعَرْشِ اسْتَوٰی۔۔۔﴾ (ط ۵)

سارے اوصاف کے اثبات میں اُسلام رہے

حیف! تاویل میں ان کی، سبھی اُخلاف رہے

مقصدِ شرع کی من مانی، وہ ”تاویل“ کریں ایک مفہوم معین کو وہ تبدیل کریں

اپنے افکار کو وہ دین میں تحویل کریں جیسے اک اپنی شریعت کی وہ تنزیل کریں

ہم پہ واجب ہے یہ اثباتِ صفات باری

اُن پہ ایمان ہمیشہ رہے جاری ساری

بے صفت رب ہو، تو ہو جائے گارپِ معدوم ہو جو تشبیہِ خلاق سے، تو صنمِ مذموم

دونوں رائیں ہیں یہ، توفیق سے بالکل محروم حق وہی جسکی شہادت میں ہے وجدِ معصوم

سارے اوصافِ مسلم، کوئی تاویل ہمیں

کوئی تحریف، یا تشبیہ، یا تعطیل نہیں



سب اللہ کی تھی اس میں کے لئے قربانی ان پہ اللہ کی ہر طرح تھی مہربانی ان سے سرزد نہ ہوئی وہیں میں کوئی من مانی ہو نہیں سکتی تھی ان سے کبھی یہ نادانی

ان کی عظمت کیلئے آپ پڑھیں (۱) "رفع ملام"

ہے یہ رشحات قلم حضرت شیخ الاسلام

قابل اجر تھے وہ اپنی ہر اک کوشش میں ویسے ماجور بھی، معذور (۲) اپنی لغزش میں کچھ جو اقوال ہیں ماثور ان کی شورش میں رحمت رب بھی فراداں ہے اپنی بخشش میں

خدمت دین کے لئے ان کا انشاں باقی ہے

نام بھی باقی ہے، جب تک یہ جہاں باقی ہے

### تقلید کی ابتداء چوتھی صدی ہجری میں

اہل اسلام میں تقلید و تعصب تو نہ تھا چار صدیوں میں فقہانہ تہذیب تو نہ تھا کون مفتی ہو، کسی کو بھی تعجب تو نہ تھا بعد کا پیدا شدہ طرز تحزب تو نہ تھا

فرقہ بندی نہ تھی اسلام میں کوئی رحمت

سب بہر طور تھے پابند کتاب و سنت

(۱) شیخ الاسلام ابن تیمیہ۔ رحمہ اللہ۔ کی کتاب "رفع الملام عن الأنفة الاعلام" میں ائمہ علوم کی فضیلت، خلاف نفوس مساکن میں انکی طرف سے معذرت، اور ان پر عدم دالت کی بہترین توجیہ کی گئی ہے۔

(۲) عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے متفق علیہ حدیث مروی ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اداحکم الحاکم

فاصاب قلبہ اجران و اذا اجتهد فاعطاه اجر" یعنی "اگر حاکم و قاضی نے صحیح اجتہاد کیا تو اسے دو اجر ملے گا،

(ایک اجتہاد کرنے کا اور دوسرے صحیح ہونے کا) اور اگر اجتہاد میں لٹپی ہوئی تو ایک اجر ملے گا (یعنی صرف اجتہاد کا)

ائمہ کرام کی تقلید و تعصب سے براءت اور احادیث صحیحہ کی پابندی کیلئے نصیحت  
 یہ ائمہ نے خود اپنوں سے صراحت کی ہے رسم تقلید و تعصب سے براءت کی ہے  
 خود احادیث صحیحہ کی حمایت کی ہے اگلے ہوتے ہوئے کچھ بھی نہ نقاہت کی ہے  
 ان ائمہ کے فرامین کا ایک ہی مطلب  
 ہیں احادیث صحیحہ ہی ہمارا مذہب

ائمہ کرام کی نصیحت سے روگردانی کے افسوسناک نتائج اور تقلید کے روح فرسا مظالم  
 یہ نصیحت تھی، جو خود بعد میں بیکار ہوئی رسم تقلید میں اتنا جو گرفتار ہوئی  
 اپنے ”مسک“ کے لئے برسر پیکار ہوئی گویا ایک ”شرع مسلم“ کی طرفدار ہوئی  
 ایسا ماحول بنایا کہ بلا آئی تھی  
 یہ ائمہ کی نصیحت سے روگردانی تھی  
 اپنے مسک کی وکالت میں یوں حساس نہ ہو اس کو سنت کے دلائل کا کوئی پاس نہ ہو  
 فقہ میں ایسا غلو، قولِ نبی راس نہ ہو کوئی قیاس سہی، ایسا بھی قیاس نہ ہو  
 عیب! تقلید و تعصب میں وہ یوں ہو بیٹھے  
 اپنے احساس و حمیت کو بھی یوں کھو بیٹھے  
 غیر مسک کیلئے رب کی زمیں (۱) تنگ ہوئی مسجدیں توڑی گئیں، کفر کی سی جنگ ہوئی  
 کلمہ گو قتل، طبیعت بھی ایسی جنگ ہوئی پوری حیوانیت، انسانیت پہ دنگ ہوئی  
 اپنا ناحق ہوا حق، دوسرا باطل ٹھہرا  
 بھائی کا بھائی ہی تقلید میں قاتل ٹھہرا

(۱) تقلیدی مذاہب سے پیدا کردہ ان افسوسناک حالات و واقعات سے واقفیت کیلئے مطالعہ فرمائیں، میراقتہ ص ۲۲  
 کتاب ”ارشاد النقاد الی تیسیر الاجتہاد“ مصنفہ الامیر المصطفیٰ - رحمانہ - (۱۶-۲۲)

غیر سے رشتہ نہ ہو، اس میں وہ پہلے تاب رہے ایسے فتووں کیلئے ماہی ہے آب رہے یہ حقیقت ہے، یا وہ جیسے کوئی خواب رہے حرام پاک (۱) میں سب کے بعد امر اب رہتے

ختم کر ڈالا اسے آیا جو دور مسعود

قابل رشک تھا یہ فیصلہ ابن سعود

ارضِ حرمین کو تقلید سے آزاد کیا پھر اسے سنت و توحید سے آباد کیا

اہل حق کو تو اس حق جو نے بہت شاد کیا اس حوالہ سے اسے آج بہت یاد کیا

شاد و آباد رہے خوب دیار توحید

ٹوٹتا پھر تا رہے اس سے طلسم تقلید

سلفی دعوت میں کتاب و سنت کی پابندی، جو فقہاء کی نصیحت کا ما حاصل ہے

حرز جاں (۱) سنت و قرآن ہو، خرد مندنی ہے دین و دنیا کیلئے اس میں برومندی ہے

اس میں فقہاء کی نصیحت کی بھی پابندی ہے ورنہ تقلید کی روداد بہت گندی ہے

(۱) شاہانِ شرا کہ کے بدرتین بادشاہ فرج بن برقوق نے یہ بدعت نویں صدی ہجری کے اوائل میں جاری کی، اور ہر مذہب کے لوگ اپنے اپنے اماموں کے پیچھے ناز پڑھنے لگے، یہ اہل اسلام کے اتحاد کو مزید پارہ پارہ کرنے کیلئے ایک روح فرسا منظر تھا، اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے شاہ عبدالعزیز بن عبدالرحمن المصلح آل سعود رحمہ اللہ کو، جنہوں نے مجاز پر قبضہ کے بعد اس بدعت کو ختم کروایا، اس طرح تمام لوگوں کو پابند سنت و مسجد حرام کی امامت میں نماز کی ادائیگی کا موقع ملا۔ فالحمد للہ الذی ہمہ بہ ستم الصالحات۔

(۲) ارشاد باری ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ فَإِن سَأَلْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا﴾ (النساء، ۵۹)

وحدتِ دین ہوئی تقلید سے پارہ پارہ  
آپ نے دیکھ لیا اُسکا ایک نظارہ  
کچھ ضرورت نہیں، انسان کا ”خفی“ ہونا ”ناکلی، شافی“ و ”خفی“ ہونا  
حادثِ دین ہے ”لقاب“ کا مخفی ہونا کافی ہر دور میں ہے، بس یہی ”سکفی“ ہونا  
پیشوا اس کے ہر اک شیء میں نبی اکرم  
ہیں وہی ”مسلب سنت“ کے ”امامِ اعظم“  
دعوت حق سے ہے جاگی یہ جہاں کی انید اب تو ممکن نہیں، اس دین میں کوئی قطع و برید  
ہوئی ساری خرافات سے دین کی تجدید اسکی دعوت سے گیا ٹوٹ، ظلم تقلید  
ہر جگہ نعمہ سرا ہلبلی توحید ہوا  
اس پہ شیدا بھی، یہ شیدائی تقلید ہوا

## مسلكِ اہلِ حدیث کی جامعیت اور آفاقیت وہمہ گیری

دیگر جماعتوں کے میدانہائے عمل

کوئی ”تقلید و تصوف“ کی علم دار رہی کوئی بس ”چند مسائل“ میں ہی سرشار رہی  
خود کوئی پیچ ”سیاست“ میں گرفتار رہی یوں ”حکومت“ کی بہر حال طلبگار رہی  
کوئی ”بدعت“ کی اشاعت میں کمر باندھے ہے  
اور دنیا کے مسائل سے وہ چپ سادھے ہے

ہم سے خواہاں ہے، یہ آفاقی نظامِ اسلام اس میں مضمر ہے زمانہ کی ترقی کا پیام  
ہم کریں اس پہ بہر طور عمل کا اقدام کوئی جز ترک نہ ہو، بلکہ سبھی کا ہو قیام  
عیب یہ، حیف کہ موجودہ جماعات میں ہے  
فرق ان دونوں میں، جو فرق دن و رات میں ہے

جملہ ”اصحاب“ و ”احادیث صحیحہ“ ہیں دلیل مسلكِ حق میں ہوا کرتی ہے سب کی تعمیل  
انکے انکار کی، اس میں نہیں ہے کوئی سبیل سارے ”فروقوں“ میں ہے مفقود، یہی وصفِ جمیل  
جملہ ”اصحاب“ و ”احادیث“ سے نااطہ اسیں  
یعنی ہے جملہ مسائل کا احاطہ اسیں

## مسلكِ اہلِ حدیث کے انسانی زندگی پر اثرات

شخصیت جتنی بھی اس بزم میں تشکیل ہوئی کیفیت اسکی توازن ہی میں تبدیل ہوئی  
مصلحت کوشی بھی، اخلاص میں تحلیل ہوئی رب کے ہر حکم کی، ہر طرح سے تعمیل ہوئی

”سلفی الاصل“ ہو، پھر اس سے نافرمانی ہو

عیب کی بات ہے کہ اس سے یہ نادانی ہو

ہر عمل اُسکا ہو غمازِ رضائے معبود شرک و الحاد سے دوری رہے، اُسکا مقصود  
ہر جگہ اُسکا رہے، اپنا شریکانہ وجود قول میں، فعل میں اسکے، نہ ہوں حائل یہ حدود

حق و باطل کے بیان میں، نہ وہ شرمندہ ہو

اپنے اخلاق و عقائد کا نمائندہ ہو

راہِ دعوت میں، حقیقت سدا ملحوظ رہے خاطرِ کفیل ہستی اسے ملحوظ رہے  
اس کے خود دست و زباں سے جہاں محفوظ رہے حسنِ اخلاق سے بھی ہر کوئی محفوظ رہے

اس کے سب قول و عمل ہو گئے قرینِ سنت

ہوگا وہ مسلکِ سنتِ کاربئنِ منت

دہشت و نفرت و ذلت سے نہ ہوگا منسوب ہونہیں سکتا وہ، گم گشتہ رہوں سے مرعوب  
دعوتِ حق و صداقت رہے اُسکا مطلوب اپنے ماحول میں ہر وقت رہے گا محبوب

خیر خواہی زمانہ اسے مجبور کرے

جو پسند اسکی ہو، غیروں کو بھی منظور کرے

شغل ہو اس کا سدا، سب کو نصیحت کرنا اس کے آداب سے باہر ہو فضیحت کرنا  
دین و اسبابِ تدبیر سے عقیدت کرنا خود نمائی نہ ہو، اور باتِ حقیقت کرنا

حاملِ مسلکِ حق کے ہیں یہ سارے اوصاف

اسکے پابند رہے ہیں یہ ہمارے اسلاف

اس کی قسمت میں ہے کہ دائمی اسلام رہے ”سیرت و سنت و قرآن“ ہی پیغام رہے  
کچھ رہے یا نہ رہے، دین کا بس نام رہے فیض ایمان و عقیدہ بھی سدا عام رہے  
دعوت دین کا شہرہ رہے بستی بہتی  
اُس کو مطلوب ہو، اسلام کی بالادستی

# خاتمہ بالخیر

خلاصہ کلام

دعا



## خاتمہ بالخیر

### خلاصہ کلام

ذلتِ دورِ جہالت کا جب انجام آیا غیرتِ حق کی طرف سے یہی انعام آیا  
ساری دنیا کیلئے آخری پیغام آیا لکے ہر خیر زمانہ کا، یہ اسلام آیا

دین آیا کہ جہاں اسکی طرف مُرد جائے

رشتہ اللہ سے بندوں کا بھی، یوں نچو جائے

آج محتاجِ ہدایت ہیں جہاں کی اقوام ان کی گمراہی سے ہر سمت ہے برپا کھرام  
مخفل ہستی کو مل سکتا نہیں اپنا مقام جب تک اس میں نہ نافذ ہو نظامِ اسلام

میرے رب! مخفل ہستی کو مسلمان کر دے

میرے اسلام کو ہر درو کا درماں کر دے

یہ مسلمان ہیں، جو خود دین سے آزاد ہوئے ملک و عزت بھی گئی، خانماں برباد ہوئے  
اپنی تہذیبِ حقنی، غیروں سے وہ شاد ہوئے بستی کو چھوڑ کے، ویرانے میں آباد ہوئے

میرے رب! پہلی سی انکو جہاں نبی دیدے

سوڑ ایمان دے، اور جذبہٴ دینی دیدے

حیف! ان میں جو بہر طور جہالت آئی ”سنت و قرآن“ کی دوری سے، ضلالت آئی  
کرد و اعمال میں تحریف کی شامت آئی سر جھکے غیر کو، یہ شرک کی لعنت آئی

میرے رب! ان میں تو ایمان دلیقیں پیدا کر

شرک سے دور رہیں، غیرت دیں پیدا کر

لوٹ سکتا نہیں اپنا کبھی، ماضی کا وقار جب تک ہم میں نہ ہو غیرتِ دینی بیدار  
شرک سے دور ہوں، گم گشتہ رہوں سے بیزار ”دعوتِ سنت و قرآن“ رہے اپنا شعار

”طرز اسلاف“ ہر اک کام میں مقصود رہے

عبد کا شیوہ بھی، خوشنودی ”معبود“ رہے

”شہرہ دعوت اسلاف“: سبیلی جت مرجع ملت بیضا ہے، کتاب و سنت

اس کی صحیفہ میں ہرگز نہیں کوئی رحمت اہل عالم کے لئے وہ ہے سراپا رحمت

داخوشا! کفیل ہستی کو یہ توثیق ملے

دین غالب رہے، تھپتھپ کی توفیق ملے

## دعا

اپنے مقصد کیلئے قافیہ پیمائی ہوئی دین و دنیا کے مسائل سے شناسائی ہوئی  
شاعری اپنی اسی طرز کی سودائی ہوئی جھکو کاوش مری یہ، باعثِ رعنائی ہوئی  
مجھ کو رب "کوششِ کوتاہ" پہ ماجور کرے  
میرے ویرانہ دل کو سدا معمور کرے

اپنے مذہب کا ہے معلوم ہمیں لب لباب وحی معصوم کے محفوظ ہمیں ہیں آداب  
اُن پہ توفیقِ عمل ہو، ہے خواہشِ جناب اُس پہ آسان رہے مسئلہ یومِ حساب  
دہر میں بندۂ عاجز کی تمہبانی ہو  
حشر میں مجھ پہ، مرے رب کی مہربانی ہو

ساتنے ربّ دو عالم کا ہی فرمان رہے جاگزیں دل میں مرے، سنت و قرآن رہے  
مجھ پہ اللہ تعالیٰ کا یہ احسان رہے "نزع کے وقت سلامت مرا ایمان رہے"  
دنیا آزاد، ہدفِ خسر کی آزادی ہے  
سن لے اللہ دعا، بندہ یہ فریادی ہے

ظاہری باطنی ہر قسم کی حالت معلوم زندگی بھر کی تجھے پوری جہالت معلوم  
چشمِ ودل کی تجھے ہر ایک رذالت معلوم تجھ سے مخفی نہیں کچھ، پوری دکالت معلوم  
آسرا کچھ بھی نہیں، تیری دکالت کے سوا  
کوئی چارہ بھی نہیں، تیری کفالت کے سوا

عیب کھل جائے تو دنیا میں کوئی یار نہ ہو بات تو دور، سلامتی کو بھی تیار نہ ہو  
وہ بھی شرمائے گا، جس کا کوئی کردار نہ ہو مضطرب کیسے بھلا پھر یہ گنہگار نہ ہو؟  
ہے دعا دنیا میں بس ایسی ہی خاموشی ہو  
روزِ محشر بھی یوں بندہ کی پردہ پوشی ہو

بھٹکوا اقرار ہے خود، اپنی گنہگاری کا کوئی انکار نہیں اپنی سزاواری کا  
پر بھروسہ ہے اسے، تیری رستگاری کا لاج رکھ لے، تو ہے غفار، طلبگاری کا  
ظلم ثابت ہے، مگر تو اسے ٹھوس نہ کر  
تجھ سے مایوس نہیں، تو اسے مایوس نہ کر

آسرا بھٹکوا نہیں، رحمت رحمان کے سوا مہرباں کون ہے، تجھ جیسے مہرباں کے سوا؟  
ہے پشیمان کوئی، مجھ جیسے پشیمان کے سوا؟ پاس میرے نہیں کچھ دین کے، ایماں کے سوا  
مجھ سے کار پہ رحمت کی نظر ہو جائے  
رحمت روح لے، مسئلہ سر ہو جائے

جو کیا میں نے یقیناً وہ ”کرامات“ نہیں گزرتی بندہ نوازی ہو، کوئی بات نہیں  
رحمت رب کا خزانہ، جو مرے سات نہیں میری قیمت نہیں، میری کوئی اوقات نہیں  
میں کہوں، موت جہاں ”لا الہ الا اللہ“  
ہو مرا دردِ زباں۔ ”لا الہ الا اللہ“

ہولناکی قیامت ہے تصور سے فزوں یہ زمیں ہوگی، نہ ہوگا یہ جہاں کا گردوں  
رب جبار کی ہیبت سے سبھی ہوں گے غموں چل نہ پائے گا وہاں پر کسی کا کوئی فسوں  
جو د رب کا نہ ہو گویا گر انما یہ  
تو پاس میرے نہ ہوگا کوئی بھی سرمایہ

قبر میں رب، مری بخت مجھے تلقین کرے سہل محشر کے مراحل ہوں، نہ تو ہیں کرے  
ہوں سزاوار شفاعت، مری تخمین کرے جملہ حالات پریشاں کی وہ تڑپیں کرے  
مہرباں جن پہ ہمیشہ (۱) مرا اللہ رہے  
حشر میرا انھیں اسلاف کے ہمراہ رہے

(۱) اشارہ ہے اس ارشاد باری کی طرف جو فرماتا ہے: وَالرَّسُولُ مَلْؤُكَلِكُ مَعِ الْكُفْرِ نَعْمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّ وَالْمُتَّقِينَ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالصَّالِحِينَ وَالصَّالِحَاتِ وَحَسُّوا أَنَّهُمْ رِيفَةٌ (النساء، ۶۹) یعنی: ”وہ اللہ تعالیٰ کا مطیع اور نیک ہے“ اور فرمایا ہے: ”وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعلیٰ مرتبہ نبیاء، بعد یقین، شہداء اور صالحین کے ساتھ ہوگا، اور رزق ہونے کے اعتبار سے وہ بہترین لوگ ہوتے۔“

واخوش! حشر میں جو رحمہ رحمانی ہو بختِ خلد میں مصلح کی بھی مہمانی ہو  
فوزِ دارین فقط مقصدِ ایمانی ہو وہ جہاں یار نہیں ہے، جو جہاں فانی ہو  
صرف ”فردوس“ ہی مقصود تک وناز رہے  
کامرانی ہو تو، بندے کو کیوں نہ ناز رہے

دعوتِ حق ہے، بیاں میں نہیں گورعنائی متبت ربّ دو عالم ہے، علم و دانائی  
شکرِ ربّ! ختم ہے مضمون کی یہ پہنائی خود بھی مصلح میں نہیں تاب و تپ برنائی  
گلشنِ علم کی اس سیر سے، دل سیر ہوا  
اس ”مسدّس“ کا یہیں خاتمہ بالخیر ہوا

☆☆☆

”سبحانک اللہم وبحمدک، أشهد أن لا إله إلا أنت، استغفرک وأتوب  
إلیک“

وصلی اللہ علی نبینا محمد وعلی آلہ وأصحابہ، وسلّم تسلیما کثیراً۔  
والحمد لله أولاً و آخراً

صلاح الدین مقبول احمد

مصلح نوشہروی

(غفر اللہ لہ، ولوالدیہ، وایحوانہ ومشایخہ)

تقریباً بروزِ شنبہ ۲۰/۱۲/۲۰۱۱ھ ۲۰/۱۲/۲۰۱۱ء



## كتب للمؤلف

### التحقيقات:

- \* مسألة العلو والروول لابن طاهر ، مكتبة ابن نعمة بالكويت
- \* مختصر المؤمل في الرد إلى الأمر الأول ، لابن شامة ، (ط ثانية) دار غراس بالكويت
- \* إرشاد التقاد للأمبر الصنعاني ، (ط ثانية) دار غراس بالكويت
- \* تحفة الأنام لمحمد حياة السندي ، (ط ثانية) دار إيلاف بالكويت
- \* المتواري لاس المنير الإستكدراني مكتبة المعلا بالكويت
- \* الإمتاع بالأربعين - لابن حجر المسقلاني ، الدار السلفية
- \* الزهر النصر في حال الخضر ، له أيضاً ، (ط ثانية) دار غراس بالكويت
- \* الحمية الإسلامية للسروري ، وقصيدة اليافعي في الدفاع عن شيخ الإسلام - (الطبعة الثانية) دار غراس

- \* تحفة المودود بأحكام المولود لابن القيم مع الآخرين ، دار إيلاف الدولية الكويت
- \* نقض ، تعاعد في علوم الحديث ، لأبي محمد بديع الدين الراشدي - دار غراس
- \* الطوام المرعشة في تحريفات أهل الرأي المدهشة ، للراشدي دار غراس -
- \* جامع السيار في تفسير القرآن للإيجي / القروي دار غراس .

### التحريات:

- \* موقف الجماعة الإسلامية من الحديث ، لمحمد إسماعيل السلفي ، الدار السلفية بالكويت
- \* مذهب الإمام الحارثي في صحيحه السلفي ، دار غراس

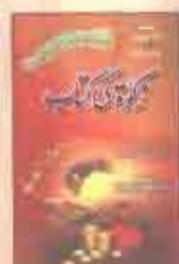
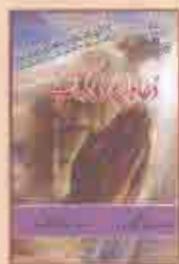
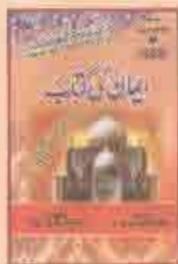
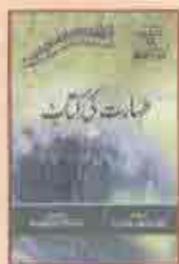
### التأليفات:

- \* دعوة شيخ الإسلام وأثرها في الحركات المعاصرة (الطبعة الثانية) دار ابن الأثير بالكويت
- \* زواجع في وحه السنه قديماً وحديثاً (الطبعة الثانية) دار ابن الأثير بالكويت
- \* المرأة بين هداية الإسلام وغواية الإعلام ، (ط ثانية) دار إيلاف بالكويت
- \* نظرات في صفة الغرباء ، دار الفتح بالإمارات .
- \* الأستاذ أبو الحسن السدي - الوحه الآخر من كتاباته دار غراس -
- \* الآم وآمال دار غراس
- \* سلسلة أركان الإيمان . (سنة أجزاء) دار إيلاف

[www.KitaboSunnat.com](http://www.KitaboSunnat.com)

MUSADDAS

# SHAHRAH-E-DAWAT



Al-Kitab  انٹرنیشنل

Jamia Nagar, New Delhi-25  
Ph: 26986973 M: 9312508762